بزرگانِ دین کے مستند رسائل کا مجموعہ

رسائلِ میلادِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۱-۱۱۶

الله
منور
محمد

مرتب

صلاح الدین سعیدی

احمد جاوید فاروقی پبلشرز
داتا دربار مارکیٹ لاہور

بزرگانِ دین کے مستند رسائل کا مجموعہ

رسائلِ میلادِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرتب

صلاح الدین سعیدی

احمد جاوید فاروقی پبلشرز
داتا دربار مارکیٹ لاہور

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

98357

نام کتاب •••------••• رسائل میلاد محمدی ﷺ
ترتیب •••------••• صلاح الدین سعیدی
•••------••• ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور
پروف ریڈنگ •••------••• صلاح الدین سعیدی
اشاعت اوّل •••------••• ربیع الاوّل 1432ھ جنوری 2011ء
صفحات •••------••• 400
کمپوزنگ •••------••• عزیز کمپوزنگ سنٹر لاہور 0344-4996495
ناشر •••------••• جاوید اقبال فاروقی 0300-4157405
قیمت •••------••• =/280 روپے

ملنے کے پتے

☆ نیو القمر بک کارپوریشن، روحانی پبلشرز ظہور ہوٹل، مکتبہ قادریہ، مکتبہ نبویہ، زاویہ پبلشرز، قادری رضوی کتب خانہ، مکتبہ حنفیہ، رضوان کتب خانہ، نوریہ رضویہ، دارالعلم، دارالنور، کرمانوالہ بک شاپ، فیض گنج بخش بک شاپ، علامہ فضل حق پبلشرز، داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، مکتبہ صابریہ، نظامیہ کتاب گھر، شبیر برادرز، اُردو بازار لاہور

مکتبہ فیضان سنت پیپل والی مسجد بوہڑ گیٹ ملتان، مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیو ملتان، مکتبہ کریمیہ قذافی چوک ملتان، مکتبۃ المفتاح شاکر ٹاؤن ڈیرہ غازی خان، مکتبہ قادریہ سلطانیہ عیدگاہ جام پور ضلع راجن پور

احمد جاوید پبلشرز
مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور 042-37225605

فہرست رسائل

تعارف مؤلف 5

حضرت مولانا محمد یٰسین قصوری

* * *

مولود شہید 19

حضرت مولانا غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ

* * *

الروائح الزکیہ 51

حضرت شیخ محدث عبداللہ افریقی رحمۃ اللہ علیہ

* * *

روضات الجنّات فی مولد خاتم الرّسالات 65

حضرت شیخ باقر بن محمد کتانی رحمۃ اللہ علیہ (مراکش)

* * *

محفل میلاد منانا جائز ہے۔ 151

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک

* * *

تبیین الھدیٰ 161

حضرت مولانا منظور حسین سعیدی

* * *

تذکرہ میلاد 303

میاں رشید احمد قریشی

* * *

تبصرہ 389

پروفیسر سیّد شبیر حسین شاہ زاہد

* * *

انتساب

حضرت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی حفظہ اللہ

کے نام

جن کی صحبت نے پاکیزہ ادبی ذوق
میرے رگ و ریشہ میں اتار دیا

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

تعارف مؤلف

از حضرت مولانا محمد یٰسین قصوری

یہ ۲۰۰۲ء کی بات ہے کہ راقم الحروف ماہنامہ ''عرفات'' لاہور کے دفتر جامعہ نعیمہ لاہور میں ایک مضمون پیش کرنے کیلئے گیا۔ شہید پاکستان حضرت علامہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ دفتر میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک نوجوان کا خوبصورت الفاظ میں تعاف کراتے ہوئے فرمایا یہ ادیب اہلسنّت اور ہمارے ماہنامہ ''النعیمیہ'' لاہور کے نائب مدیر ہیں۔ آپ اپنا مضمون انہیں پیش فرمائیں۔

یہ نوجوان محمد صلاح الدین سعیدی تھے۔ یہ آپ سے پہلی ملاقات تھی۔ بعد ازاں آپ سے دوستانہ مراسم قائم ہوگئے۔ اسی حوالے سے سعیدی صاحب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

محمد صلاح الدین سعیدی دامت برکاتہم العالیہ ۱۹۶۵ء میں الفلاح پارک، سبزہ زار کالونی ملتان روڈ لاہور میں جناب نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز قرآن کریم سے کیا۔ گورنمنٹ فیڈرل سکول نمبر 1 لاہور کینٹ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۸۵ء میں قائد اہلسنّت حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی پروقار قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے۔ جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ ہوئے۔ جمعیت کے فعال و متحرک خادم کی حیثیت سے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

نفاذ کیلئے جدوجہد کی ہفت روزہ ''احوال'' کراچی سے صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ مارچ ۱۹۸۶ء میں غزالی زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر اعزاز بیعت حاصل کیا۔ ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۵ء تک ماہر رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی صحبت اختیار کی۔ ڈاکٹر صاحب کی تلقین و ترغیب سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کر دیا۔

۱۹۹۵ء میں سعیدی صاحب لاہور واپس آ گئے۔ حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی علمی و ادبی صحبت اختیار کی۔ فاروقی صاحب کے علمی کاموں میں معاون بنے۔ ۲۰۰۶ء میں فاروقی صاحب کی زندہ جاوید تحریروں پر مشتمل کتاب ''باتوں سے خوشبو آئے'' مرتب کی جو مکتبہ نبویہ لاہور نے شائع کی۔ علمی و ادبی حلقوں میں یہ کتاب بہت پسند کی گئی اور خوب پذیرائی ہوئی۔

سعیدی صاحب ادیب و مصنف ہیں۔ دو درجن سے زائد کتب آپ کے قلم کا شاہکار ہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے علماء اہلسنّت، نامور دانشوروں، ادیبوں اور شاعروں کی مفید ترین تصانیف پر تقریظ، تقدیم، پیش لفظ، دیباچہ، تاثرات اور تعارف مصنف بھی لکھے ہیں۔

دیباچے، مقدمے، تاثرات

۱) مولانا محمد صالح نقشبندی کی کتاب تحفہ حنفیہ، قادری رضوی کتب خانہ لاہور

۲) ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی محاسن اخلاق، صراط مستقیم پبلی کیشنز لاہور

۳) مفتی جلال الدین امجدی کی خلفائے راشدین، روحانی پبلشرز لاہور

۴) مفتی جلال الدین امجدی کی تعلیم اسلام، مکتبہ کریمیہ قذافی چوک ملتان

۵) مولانا غلام قادر اشرفی اور مولانا رشید احمد نوری کی محمدی نماز اویسی بک سٹال

۶) غزالہ سعید کی امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کا تحقیقی جائزہ اویسی بک سٹال
۷) امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی الحق المبین، اویسی بک سٹال گوجرانوالہ
۸) ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی بیانات میلاد، صراط مستقیم پبلی کیشنز لاہور
۹) مفتی بشیر احمد نقشبندی کی فقہ اسلامی، ادارہ تعلیمات قرآن گھوڑے شاہ لاہور
۱۰) نعیم طاہر رضوی کی تفہیم ختم نبوت، کنز الایمان سوسائٹی لاہور
۱۱) حضرت فرید الدین عطار کی پند نامہ، روحانی پبلشرز لاہور
۱۲) مفتی خلیل احمد سلطانی کی صلوٰت وسلام، مکتبہ سلطانیہ جام پور
۱۳) مفتی غلام رسول فیضی کی فضائل ومسائل نماز جنازہ مکتبۃ المفتاح ڈیرہ غازی خان
۱۴) پیر سیّد ظفر علی شاہ کی فضیلت حضرت سیّدہ فاطمہ، مدرسہ غوثیہ مہریہ لودھراں۔
۱۵) مفتی اکرام الدین کی سعادت الکونین فی ذکر حسنین، قادری رضوی کتب خانہ لاہور
۱۶) حافظ امانت علی سعیدی کی گلشن ابراہیمی ادارہ نوید سحر لاہور
۱۷) حافظ امانت علی سعیدی کی حیات غزالی زماں ادارہ نوید سحر لاہور
۱۸) سعید بدر قادری کی دل دل مدینہ، مقبول اکیڈمی لاہور
۱۹) مفتی خلیل احمد سلطانی کی پردہ اسلامی غیرت کا اظہار، قادریہ سلطانیہ جام پور
۲۰) مفتی خلیل احمد سلطانی کی ماں باپ کے ذمہ اولاد کے حقوق، قادریہ سلطانیہ جام پور
۲۱) مولانا اختر محمود عطاری کی علم غیب، مطبوعہ ادارہ تحقیقات اہلسنّت کبیر والا
۲۲) حضرت علامہ اللہ بخش نیر کی فاتح کربلا ناشر مکتبہ کریمیہ ملتان
۲۳) حضرت علامہ اللہ بخش نیر کی مقالات نیر ج ۲ ناشر مکتبہ کریمیہ ملتان
۲۴) ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی عید میلاد النبی کی دھوم صراط مستقیم پبلی کیشنز لاہور
۲۵) ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی کی عظمت والدین
۲۶) ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی کی تذکرہ حضرت پیر سیّد علی احمد قصوری

۲۷) مولانا رکن الدین الوری کی رکن دین مطبوعہ احمد جاوید فاروقی پبلشرز لاہور

۲۸) ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی غائبانہ جنازہ جائز نہیں صراط مستقیم پبلی کیشنز لاہور

۲۹) ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی فہم دین ج ۲ صراط مستقیم پبلی کیشنز لاہور

۳۰) مولانا تنویر قادری کی میلاد مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ ناشر میلاد پبلشرز لاہور

سعیدی صاحب قادر الکلام اور ممتاز شاعر بھی ہیں۔ آپ نے اپنی شاعری کو نعتیہ اور منقبتیہ کلام تک محدود رکھا ہے۔ ان کے کلام میں عشق و محبت سوز، درد، کشش نمایاں ہیں۔ بطور نمونہ ان کے نعتیہ کلام کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

محمد ہی غازہ رخسار دیں ہیں
محمد سے ایماں منور جبیں ہیں

محمد ہی ٹوٹے دلوں کا مداوا
محمد ہی بس رحمت عالمیں ہیں

محمد کو ارشاد لولاک شایاں
کچھ بھی نہیں جو ہیں محمد نہیں ہے

محمد ہی دنیا و دیں کا سہارا
محمد سعیدی کا ایمان و دیں ہیں

……☆……☆……

عید میلاد النبی ﷺ کے پرمسرت موقع پر اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ہے۔

جان و دل تجھ پہ لٹائیں عیدِ میلاد النبی
ہم تیرے قربان جائیں عیدِ میلاد النبی

تیری خاطر ہم نے سارے غم بھلا ڈالے ہیں آج
پہنی فرحت کی قبائیں عیدِ میلاد النبی

گردش ایام کا حاصل ہے یہ پاکیزہ دن
کیوں سعیدی نہ منائیں عیدِ میلاد النبی

آپ ﷺ کے بے مثل ہونے کا بیان کتنے خوبصورت پیرائے میں کیا ہے۔

اے خامۂ جلال کی تخلیق کے جمال
دنیا ہے اک فسانہ تو مرکزی خیال
تاریخ کروٹیں لے تہذیب رنگ بدلے
امکان ہی نہیں ہے لائیں تیری مثال

سبحان اللہ! کیسی طلب ہے، کیسی عاجزی ہے۔

یداللہ والی انگشت نورانی کا اشارہ ہو
ابھی ہو دور اس دل کی سیاہی یارسول اللہ

میری نظروں میں ہردم آپ کے پاکیزہ جلوے ہوں
عطا ہو جائے پاکیزہ نگاہی یارسول اللہ

بچا لیجے خدارا یاوہ گوئی، بد کلامی سے
رہے ورد زباں بس "یاالٰہی" یارسول اللہ

نظریۂ اصالت محمدی کی ترجمانی کتنی خوبصورت انداز میں کی ہے۔

دنیا بنی ہے شاہ مدینہ تیرے لئے
ہوگا جہان حشر بھی برپا تیرے لئے

اے یوسف مدینہ تیری شان کیا کہوں
عالم بنا ہوا ہے زلیخا تیرے لئے

حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے بارے میں اپنے عقائد کی نمائندگی مندرجہ ذیل شعر میں اس طرح کی ہے۔

جس جگہ اہل محبت نے پکارا دل سے
تیرے جلوؤں نے وہیں انجمن آرائی کی

وقف توصیف پیمبر ہے سعیدی کا قلم
اس لئے اہل محبت نے پذیرائی کی

امت پر حضور علیہ السلام کی عطاؤں اور مہربانیوں کو ان اشعار میں دکھایا گیا ہے۔

بخشی ہے ہمیں دولت ایماں حضور نے
دکھلا دیا ہے جادۂ عرفاں حضور نے

فکر و نظر کے زاویے تبدیل کر دیئے
عقل و شعور پر کئے احساں حضور نے

دربارِ کردگار میں امت کے واسطے
پھیلا رکھا ہے آج بھی داماں حضور نے

……☆……☆……

وقتاً فوقتاً سعیدی صاحب کی شخصیت اور خدمات پر مختلف اکابرین ملت اور مشاہیر، علماء و مشائخ نے قلم اٹھایا ہے۔ ان تاثرات میں سے چیدہ چیدہ اقتباسات قارئین کی نظر کئے جاتے ہیں۔

یادگار اسلاف عالم باعمل حضرت ابوداؤد محمد صادق حفظہ اللہ تعالیٰ

”خوبصورت نام والا خوبصورت رسالہ ”فیضان مدینہ“ لاہور ایڈیٹر محمد صلاح الدین سعیدی کی ادارت میں جاری وساری ہے اور ہر ماہ مدلل واہم مضامین پر مشتمل شائع ہو کر قارئین

کی روحانی تقویت و معلومات میں اضافہ کا موجب بنتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ باوسیلہ مصطفیٰ ﷺ ماہنامہ ”فیضان مدینہ“ کو اسم بامسمیٰ بنا کر زیادہ سے زیادہ فیضان مدینہ حاصل کرنے اور قارئین میں تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ سلسلہ خیر جاری و ساری رہے۔ آمین ثم آمین“

ابوداؤد محمد صادق (گوجرانوالہ)

ربیع الاوّل ۱۴۹۱ھ جولائی ۱۹۹۸

……☆……☆……

رؤیت ہلال کمیٹی کی چیئرمین مفتی اعظم پاکستان استاذ العلماء

حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی حفظہ اللہ تعالیٰ

”تاریخ اسلام فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر مشفقی جناب صلاح الدین سعیدی کی کتابیں زیر نظر آئیں۔ جو بہت خوش آئند ہیں۔ میں صلاح الدین سعیدی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم ان کو کامیابیوں سے نوازے۔ اللہ ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور افراد ملت اسلامیہ کو ان سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین“

خیر اندیش

مفتی محمد اطہر نعیمی خادم دار العلوم نعیمیہ

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی

۳ فروری ۲۰۰۹ء

……☆……☆……

بین الاقوامی شہرت یافتہ مذہبی سکالر اور بزرگ

حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

”جناب مولانا صلاح الدین سعیدی صاحب آپ کی ادارت میں نکلنے والے مجلّہ ”فیضان مدینہ“ لاہور کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ الحمدللہ یہ ماہنامہ دین متین اور مسلک اہلسنّت و جماعت کا بے باک ترجمان ہے۔ متنوع مقالات کی بناء پر قارئین کی دلچسپی کا باعث ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو صبح قیامت تک ضیابار رکھے۔ آمین ثم آمین“

محمد عبدالحکیم شرف قادری

مکتبہ قادریہ لاہور

۱۲۔۲۔۱۹۹۸

……☆……☆……

انجمن طلباء اسلام کے بانی جامعہ نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث

جمعیت علمائے پاکستان کے چیئرمین

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ

محقق کبیر ادیب شہیر عاشق رسول معظم فداء غوث مکرم محترم جناب محمد صلاح الدین سعیدی زیدہ مجدہ الکریم ڈائریکٹر

تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

''احقر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آپ کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ اہلسنّت کے عقائد کے ساتھ ساتھ حالات حاضرہ پر بھی کتب و رسائل پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین''

والسلام مع الاکرام
جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ
۳ فروری ۲۰۰۹ء

☆ ☆

آستانہ عالیہ چشتیہ مہار شریف (چشتیاں) کے زیب سجادہ

حضرت خواجہ کریم بخش مہاروی دامت برکاتہم العالیہ

''مولانا محمد صلاح الدین سعیدی صاحب کی نعتیں پڑھیں دلی مسرت ہوئی اور ان کی آنحضرت ﷺ سے عقیدت کی پختگی جان کر حسرت پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو ایسی کرم نوازی سے سرفراز فرمائے۔

کریم بخش مہاروی
مہار شریف چشتیاں

☆ ☆

استاذ العلماء شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ

حافظ محمد عبدالستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ

’’حضرت مولانا صلاح الدین سعیدی مدظلہ العالی انتہائی محنتی، متحرک اور درد دل رکھنے والے مبلغ اسلام ہیں۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وشان پر بہترین اشاعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی کتابیں پڑھئے اور ایمان تازہ فرمائیے اور مولانا سعیدی صاحب اوران کے رفقاء کے حق میں دعائے خیر فرمائیے۔

حافظ عبدالستار سعیدی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

……☆……☆……

عالمی مبلغ اسلام پیر سیّد منور حسین شاہ جماعتی علی پوری

’’حضرت محترم حافظ خواجدین کے مکان پر اہلسنّت کے معروف صحافی وشاعر صلاح الدین سعیدی سے ملاقات ہوئی۔ ماشاء اللہ بہت باصلاحیت اور پرعزم نوجوان ہیں ان کے مضامین بھی پڑھے اور شاعری کا بھی مطالعہ کیا۔ ہر دو پیرایۂ اظہار پر اچھی گرفت رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے تصدق انہیں مزید صلاحیتوں سے نوازے اوران سے اشاعت دین کا کام لیتا رہے۔

پیر سیّد منور حسین شاہ جماعتی

ربیع الثانی ۱۴۱۹ ۱۱ اگست ۱۹۹۸ لاہور

……☆……☆……

سابق وفاقی وزیر مذہبی امور ادیب اہلسنّت

حضرت علامہ سیّد حامد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

”فیضان مدینہ لاہور کا شمارہ نظر نواز ہوا جس کے چیف ایڈیٹر حضرت علامہ مولانا رضائے مصطفیٰ نقشبندی اور ایڈیٹر مولانا محمد صلاح الدین سعیدی ہیں۔ یہ ماہنامہ جہاں حسن صورت کے باعث پرکشش ہے وہاں وقیع، فکر انگیز اور دینی و مذہبی صحافت میں قابل قدر اضافہ بھی ہے۔

ابھی ابتدائی مراحل میں ہے لیکن اس کی اٹھان ابھی سے بتا رہی ہے کہ ان شاء اللہ یہ نقیب اہلسنّت ثابت ہوگا۔ آمین ثم آمین“

سیّد حامد سعید کاظمی

نزیل لاہور

……☆……☆……

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف (سندھ)

امیر اہلسنّت حضرت میاں عبدالخالق قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

”تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور کے ڈائریکٹر صلاح الدین

سعیدی نے متقدمین اور متاخرین کے لٹریچر سے جشن عید میلاد النبی ﷺ کے معتبر حوالے تلاش کر کے امتیازی شان کے ساتھ مرتب کر کے ایک علمی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یہ امت کی بہترین خدمت ہے۔ ان کے حسن انتخاب کی داد دیتا ہوں مرکزی جماعت اہلسنّت پاکستان کے خادم کی حیثیت سے تمام وابستگان سے اسکے مطالعہ کی سفارش کرتا ہوں"۔

فقیر عبدالخالق قادری

مرکزی امیر، مرکزی جماعت اہلسنّت پاکستان
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف (سندھ)
۷ جنوری ۲۰۰۹ء

……☆……☆……

ادیب ملت شاعر اہلسنّت

حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری حفظہ اللہ تعالیٰ

"محترم المقام صلاح الدین سعیدی زید مجدہ کی سوچ، فکر، لگن، محبت جدید زاویوں کی تلاش میں ہر وقت لگی رہتی ہے۔ ان کی متعدد کتابیں منصۂ شہود پر آ چکی ہیں جو اپنے اپنے موضوع پر کامل و مکمل ہیں"۔

محمد منشاء تابش قصوری (مریدکے)
بدھ ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ
۱۱ جولائی ۲۰۰۷ء

……☆……☆……

سربراہ ادارہ صراط مستقیم پاکستان

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی دامت برکاتہم العالیہ

"حضرت مولانا صلاح الدین سعیدی سنجیدہ فکر کے حامل قلمکار ہیں اور معاشرتی برائیوں کے خلاف اپنا قلم متحرک رکھتے ہیں۔ سعیدی صاحب کا نعت کی صحیح روایت سے بڑا عشق ہے"۔

ڈاکٹر اشرف آصف جلالی

۸ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

……☆……☆……

معروف تاریخ گو شاعر حضرت طارق سلطانپوری مدظلہ العالی

کام کرتا ہے مفید و نفع بخش
وہ نہیں کرتا کوئی کار فضول
اس کے علمی کارنامے خوب تر
کیا بیاں مجھ سے ہو اس کا عرض و طول
اہتمام ذکر محبوب خدا
ہے یہ اس کی زیست کا اصل اصول
اس کی محنت بار آور یوں ہوئی
اس کے کاموں کو ملا حسن قبول

جن میں ہے خوشبوئے میلاد نبی
اس نے یکجا کر دیئے وہ خوب پھول
اہل وجد و حال چاہیں گے اسے
اور سراہیں گے اسے اہل عقول

طارق سلطانپوری
نزیل لاہور

☆ ☆

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا سیّد ایوب علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی

پروفیسر سیّدہ شمیم فاطمہ صاحبہ (ر) پرنسپل

”صلاح الدین سعیدی صاحب ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن اپنی زندگی کا ہر لمحہ عشق رسول کریم ﷺ میں مصروف رکھتے ہیں۔ وہ رسائل میلاد النبی کی ترتیب کی صورت میں ہو یا بزرگان دین کے نعتیہ کلام کی تالیف ہو۔ تحقیقی کام آپ بہت محنت اور احتیاط سے انجام دیتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے وقت اور قلم میں برکت دے۔ آمین ثم آمین“

شمیم فاطمہ
بنت سیّد ایوب علی رضوی

مولودِ شہید

حضرت مولانا غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بے حد اُس خدائے پاک کو
نور ایماں جس نے بخشا خاک کو
خاک کو پُرنور سر تا پا کیا
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ کوذات مستجمع صفات اس کی بری ہے شرک اور زوال سے اور الوہیت وصمدیت اس کی پاک ہے ادارک وہم وخیال سے۔ مشابہت اعراض و جواہر سے قطعاً مبرّا۔ اور مناسبت اوہام خاطر سے مطلقاً مبرّا کیسا معبود مطلق ہے جس نے بنی آدم کے واسطے چراغ رہنمائی کا انبیاء کے ہاتھ میں دیا۔ اور تمام عالم کو سیّد الانبیاء والاصفیاء احمد مجتبیٰ مصطفیٰ ﷺ کے شمع جمال جہاں آرا سے روشن کیا۔

بلکہ اسی کے واسطے تمام انبیاء مرسلین اور ملائکہ مقربین آسمان وزمین اور اٹھارہ ہزار عالم کو عالم ظہور میں لایا اور اس کے وجود باوجود سراپا مقصود کو قبل وجود جمیع کائنات خزانہ اختصاص کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًّا سے خلعت خاص لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کا پہنایا۔

پس افضل تریں صلوٰۃ طیبات کہ جس کی خوشبو سے دماغ رضوان کا معطر۔ اور مشام ملاء اعلیٰ کا معنبر ہو جائے۔ ہزار دل وجان سے اس سلطان دین پرور کے روضۂ

منورہ پر نثار کرنا چاہیے۔ کیسا سلطان صاحب برہان حبیب الرحمٰن محبوب سبحان۔

یکہ تازہ عرصہ گاہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی۔

شہباز بلند پرواز دنی فتدلی۔

اور رنگ نشین مکان و کان قاب قوسین او ادنی۔

رازدار بہترین فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔

طوطی شکر خائے وما ینطق عن الھوی۔

عندلیب خوشنوائے ان ھو الا وحی یوحی۔

آئینہ صورت نما لولاك لما۔

گنجینہ گوہر ہے ولسوف یعطیك ربك فترضی۔

شہنشاہ فرماں روائے ادم من دونہ تحت لوائے۔

گلبن نو رستہ چمنستان کبریائی۔

ماہ روئے طلعت زیبائے خورشید سیمائے والنھار اذا تجلی۔

سیاہ موئے غالیہ سائے سبزآ سائے واللیل اذا یغشی۔

شمع شب افروز کنت نبیا و ادم بین الماء والطین۔

آفتاب جہاں تاب وما ارسلنك الا رحمۃ للعلمین۔

متکی اریکہ طٰہٰ ویٰسین۔

دانائے حقیقت فعلمت علم الاولین والاخرین

گلگونہ عارض والشمس والضحی

شانہ کش طرہ واللیل اذا سجیٰ

سرمۂ دیدہ مازاغ البصر وما طغی

شہسوار میدان اجتبیٰ، شہریار ایوان اصطفا، بدر قبہ وفا، گوہر درج بطحا، اختر برج

طٰہٰ واسطہ آفرینش ارض و سما، شفیع گناہانِ ما و شما، مکرم کبریا، مقدم مرتجیٰ، معظم مبتدیٰ، موید مقتدیٰ، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ۔

عاشقو نعت اس محبوب کی لکھتا ہوں کہ جود باجود اس کا سبب تخلیق اٹھارہ ہزار عالم ہے۔

آدم علیہ السلام فخر اس کے دم کا
ادریس علیہ السلام مستفیض اس کی تدریس کرم کا
نوح علیہ السلام کشتیبان اس کے دریائے خیل و حشم کا
ابراہیم علیہ السلام ژالہ بار اس کے خوان ہمم کا
اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اس کے ابروئے پرخم کا
اسحاق علیہ السلام مشتاق اس کے دیدار مغتنم کا
یعقوب علیہ السلام معتکف بیت الاحزان اس کے عشق اتم کا
یوسف علیہ السلام زندانی اس کے دام زلف اعجاز پرخم کا
خضر علیہ السلام تشنہ لب اس کے سرچشمہ فیض اتم کا
سلیمان علیہ السلام حامل اس کے علم کا
کلیم علیہ السلام مشیر اس کے کلام اعظم کا
عیسیٰ علیہ السلام منتظر اس کے قدوم مقدم کا
جبرئیل علیہ السلام محافظ اس کے حریم محترم کا
میکائیل علیہ السلام عافیت خواہ اس کے مزاج اکرم کا
اسرافیل علیہ السلام رتبہ دان اس کے قدر و قیم کا
عزرائیل علیہ السلام رضا جو اس کی خاطر معظم کا
صدیق رضی اللہ عنہ اس کا محرم

98357

فاروق رضی اللہ عنہ اس کا ہمدم
عثمان رضی اللہ عنہ اس کا رفیق مکرم
علی رضی اللہ عنہ اس کا بردار معظم ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو طوفان کی خبر دی گئی اور حکم ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے بناؤ اور ان پر ہمارے نام سے شروع کر کے پیغمبران علیہم السلام کے نام' ایک ایک تختہ پر لکھو۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ویسا ہی کیا اور ہر تختہ پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا۔ صبح کو وہ سب نام مٹ گئے پھر دوبارہ لکھے۔ دوسرے دن پھر وہ نام سب مٹ گئے۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ صمدیت میں مناجات شروع کی۔

ارشاد ہوا کہ جس طرح ہمارے نام سے شروع کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تمام کرو۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے نام پاک ہمارے بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا۔ غیب سے آواز آئی۔ یا نوح الان تمت سفینك یعنی اے نوح علیہ السلام اب تمام ہوئی کشتی تمہاری۔

بعد اس کے چار تختوں کی جگہ خالی رہی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آخر تختہ کو ختم المرسلین کے نام سے پورا کیا۔ اب جگہ جو خالی ہے ان تختوں پر حیران ہوں کہ وہ کون ایسا ہے جس کا نام لکھا جائے گا۔ کس واسطے کہ بعد ختم المرسلین کے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے نوح علیہ السلام اس شاہ نامدار کے چار یار ہیں کہ دین و اسلام اور آئین ایمان کے چار رکن ان کی ذات سے مستحکم ہیں۔ یہ چاروں تختے ان کے نام سے مرتب کیجئے۔ تب یہ کشتی کنارہ نجات پر پہنچے گی۔

یــا رب صــل وســلــم دائــمــا ابــدا
عــلــی حبیبك خیــر الــخــلــق كــلــهــم

بھیج اے رب میرے درود و سلام
برگزیدہ نبی پر اپنے مدام

انجا بیا کہ محفل میلاد سرور است
انجا بیا کہ بزم شہنشاہ اکبر است

انجا بیا کہ جلوۂ حق میکند ظہور
انجا بیا کہ وصف جمال پیمبر است

انجا بیا کہ انجم چرخ است چوں سپند
انجا بیا کہ مہر درخشندہ مجمر است

انجا بیا کہ چرخ برین است سائباں
انجا بیا کہ چادر مہتاب بستر است

انجا بیا کہ مدح قد یار می کند
انجا بیا کہ وصف خط و خال دلبر است

انجا بیا کہ عارض روزست دلفریب
انجا بیا کہ طرۂ شب روح پرور است

انجا بیا کہ بلبل شید است نغمہ خواں
انجا بیا کہ گل دگر و باغ دیگر است

حضرت مولانا عبداللہ بن عیسیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک بڑھیا نیک بخت و پرہیز گار تھی۔ دن رات عبارت کرتی۔ جب وہ مری تو اس کے اسباب میں ایک دینار کہ وہ بھی اس غریب نے سوت بیچ کر جمع کیا تھا نکلا اس کے

بیٹے نے عہد کیا کہ اس دینار کو کسی ایسے کار خیر میں جمع کرنا چاہیے کہ جس سے مجھے اور اس ضعیفہ کو بھی ثواب حاصل ہو۔

اسی فکر میں تھا کہ ایک روز کسی مقام میں جا نکلا کہ جہاں چند فقرا اکٹھے ہو کر ذکر جناب سیّد الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کر رہے تھے۔ اور حالت ذوق و شوق میں خوشحال تھے۔ جوان نے پوچھا کہ یہ کس کی محفل اقدس ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ مجلس مولود شریف خیر البشر کی ہے اور اس ذکر خیر و برکت سے مقام نزول رحمت الٰہی ہے۔

جوان بھی اس محفل مبارک میں شامل ہوا پھر اس جوان نے اسی رات کو خواب دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور منادی غیب ہر شخص کو فلاں ابن فلاں کر کے نام بنام پکارتا ہے۔ آخر نوبت اس جماعت کے بلانے کی بھی پہنچی۔ جس میں یہ جوان بھی شامل تھا اور منادی نے کہا مرحبا بکم اللہ یعنی رحمت ہو خدا کی تم پر۔ اے لوگو تم میں سے حق تعالیٰ نے ایک ایک کو محفل جنت میں رہنے کو عنایت فرمایا ہے۔

جوان کہتا ہے کہ میں بھی اس جماعت کے ساتھ چلا۔ وہاں ایک مکان عظیم الشان سب مکانوں سے افضل و بہتر دیکھا کہ اس کے بالا خانوں میں حوریں بناؤ سنگار کیے بیٹھی ہیں۔ جب میں نے اس مکان میں جانے کا قصد کیا تو ایک فرشتہ نے میرا دامن پکڑا اور کہا اے عزیز یہ مکان اس کا ہے جس نے محفل مولود شریف کی تھی۔ اور یہ مکانات جو اس کے گرد ہیں۔ حاضرین محفل کیلئے ہیں۔ جنہوں نے ذکر میلاد شریف شوق دل سے سنا ہے اور ان کے نام پر درود بھیجا ہے۔

غرض یہ جوان بیدار ہوا اور صبح کو اس دینار کے صرف سے محفل میلاد شریف ترتیب دے کر تمہید بیان میں لایا اور اہل مجلس سے خواب کا حال کہا جس نے یہ ماجرا سنا۔ اس نے عہد کیا۔ تا زندگی اس محفل عالی کا چھوڑنے کا اتفاق نہ ہوگا۔ دوسرے روز پھر اس جوان نے خواب دیکھا کہ دو مکان جڑواں کہ اس کے ادنیٰ جواہر کے آگے سات ولایت

کا خراج ایک جو کہ برابر ہے تیار ہیں اور بہت سے مکانات ان کے گرد ہیں۔ ان دونوں مکانوں میں سے ایک مکان میں وہ ضعیفہ بہت عمدہ کپڑے پہنے نہایت شان و شوکت سے مسند زرنگار پر تکیہ نورانی لگائے بیٹھی ہے۔ اس کے لباس سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ اگر مردے کے دماغ میں پہنچے تو قبر میں جی اٹھے جوان نے اس ضعیفہ سے سبب اس مرتبہ اور عزت کا پوچھا۔ بوڑھیا نے کہا اے بیٹے یہ مرتبہ بدولت اسی دینار کے ہے جو تو نے محفل مولود میں خرچ کیا۔ اور یہ دوسرا مکان اس خدمت کے صلہ میں تیرے واسطے تیار ہوا ہے اور سب مکان گرد و پیش حاضرین مجلس کیلئے بنے ہیں۔ جنہوں نے مجلس مولود شریف میں حاضر ہو کر ذکر محبوب خدا ﷺ کا سنا ہے۔ اور اپنا جان و مال آپ کی محبت میں فدا کیا ہے۔

مسلمانو چاہیے کہ ایسے جناب کے نام پر جان و مال نثار کرو کہ قیامت کے دن وسیلہ نجات ہو۔

اے عاشقان روئے محمد اے شیفتگان گیسوئے محمد جانو اور آگاہ ہو کہ نور محمدی ﷺ مادہ تمام موجودات از خلاصہ جمیع کائنات کا ہے۔ یعنی جب صانع باکمال کو ظاہر کرنا اپنے حسن بے زوال کا منظور ہوا۔ پہلے نور احدیت سے نور احمدی پیدا کیا۔ اور تمام موجودات کو اس کے نور سے عالم ظہور میں لایا۔ اور ظہور اس ذات ستودہ صفات کا سب انبیاء کے بعد محض اس واسطے تھا کہ جس طرح بعد طلوع آفتاب کے روشنی ماہتاب اور ستاروں کی چھپ جاتی ہے۔ فروغ ملت محمدی ناسخ سب ملل کا ہو۔ اگر وہ نور قدم پہلے سب کے جلوہ افروز ہوتا تو اور انبیاء رسالت اور نبوت سے محروم رہتے۔

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ
ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے ختم رسل قربِ تو معلوم شد

دیر آمدۂ از رہِ دور آمدۂ

روایت ہے کہ ایک دن جناب خواجہ عالم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرئیل عمر تمہاری کس قدر ہوگی۔ عرض کیا یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ علیم و دانائے حال ہے۔ اس قدر جانتا ہوں کہ جب مجھے خلعت وجود عنایت ہوا۔ ایک ستارہ نورانی ستر ہزار برس کے بعد طلوع ہوتا تھا اور اور میں نے اس ستارے کو بہتر ہزار بار دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ستارہ اب بھی نظر آتا ہے؟ کہا بعد ظہور ذات بابرکات بھی کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا وہ ستارہ نور محمدی تھا کہ صانع مطلق نے قبل تخلیق جمیع موجودات پیدا کیا۔

نقل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے روضہ منورہ میں ایک درخت ہے کہ سال میں دو بار پھولتا ہے اور ہر ایک پھول میں سات پتے ہوتے ہیں اور ہر پتہ پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منقوش ہے۔ والی اس ملک کا ان پتوں کو با تمام رکھتا ہے۔ مریض اس کے استعمال سے شفا پاتے ہیں۔ نابینا بینا ہو جاتے ہیں اگر کوئی پتہ اس درخت کا زمین پر گرتا ہے تو فرشتے اس کو فوراً اٹھا لئے جاتے ہیں۔ کسی جانور کی مجال نہیں کہ اس کو کھا سکے اور کسی آتش کا زہرہ نہیں کہ اس کو جلا سکے۔

دوستو یہ مقام تہنیت ہے کہ ہر گاہ برگ درخت حضرت ﷺ کے نام کی برکت سے جلنے سے محفوظ رہے۔ بندۂ مومن کہ جس کے دل پر کلمہ طیبہ نقش ہے کیونکر آتش دوزخ سے محفوظ نہ رہے گا۔

نقل ہے کہ زمانہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت فاسق و بدکار تھا۔ دوسو برس تک فاسق اور فاجر رہا۔ سب لوگ اس کے فسق و فجور سے عاجز تھے۔ جب وہ مرا تو اس کو مزبلۂ بول و براز میں پھینک دیا۔

جبرئیل امین علیہ السلام اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ آج

ہمارے دوست نے دنیا سے انتقال کیا۔ لوگوں نے اس کی نعش بول و براز میں پھینک دی ابھی اس کی تجہیز و تکفین لازم ہے اور بنی اسرائیل سے کہو کہ اگر اپنی مغفرت چاہتے ہو تو اسی وقت اس کے جنازہ کی نماز پڑھو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کمال تعجب سے سبب اس کی آمرزش کا پوچھا۔ حکم ہوا کہ جس قدر گناہ اس گنہگار سے دو برس کی مدت میں سرزد ہوئے خدا خوب جانتا ہے اور حال اس کا کبھی لائق بخشایش نہ تھا لیکن ایک دن یہ شخص توریت دیکھتا تھا، جس وقت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا۔ آبدیدہ ہوا اور ورق کو آنکھوں سے لگالیا۔ ہم کو یہ توقیر اپنے حبیب کی پسند آئی۔ اس تعظیم کی برکت سے دوسو برس کے گناہ عفو ہو گئے۔

عاشقان محمد دل خوش رکھو کہ عشق حضرت خواجہ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ نجات ہے۔

روایت ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام تمامی فوج اور لشکر کے استقبال کو آئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک بلندی پر کھڑے تھے۔ جوق جوق لشکر سامنے سے گزرتا تھا۔ جس دم حضرت یوسف علیہ السلام نے پدر بزرگوار کو دیکھا سواری سے گرے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھتے ہی خاک پر غلطاں ہوئے۔ یہاں تک کہ دونوں لپٹ کر بیہوش ہو گئے۔ ملائکہ مقربین یہ حال دیکھ کر روئے اور کہا کہ اے خداوندا جتنی محبت یعقوب کو یوسف کے ساتھ ہے اور بھی ایسی محبت کسی سے رکھتا ہوگا۔ تب ارشاد ہوا ''قسم ہے مجھے عزت و جلال کی کہ مجھے امتیان محمد سے اتنی ہی محبت ہے۔ جتنی یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام سے ہے''۔

میں نہیں جانتا کہ یہ کیا مقام ہے اور اپنے محبوب کی امت پر کس قدر اکرام و نوازش ہے۔ سبحان اللہ بکرمہ۔

نقل ہے کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن کمر شفاعت کی مضبوط باندھیں گے اور تاج کرامت کا فرق مبارک پر رکھ کر عرصات قیامت میں جس طرح مادر مشفقہ

اپنے فرزند گم گشتہ کی جستجو کرتی ہے۔ آپ امتی امتی فرماتے ہوئے امت گنہگار کی جستجو فرمائیں گے۔

حکم ہوگا اے محمد ﷺ اپنی امت کو حساب کے واسطے سامنے لاؤ۔ آپ خلفاء راشدین اور مہاجرین اور انصار اور شہداء اور زہاد اور عباد کو سامنے لے جائیں گے۔

خطاب ہوگا کہ اے محمد ﷺ یہ لوگ مطیع ہیں یا منحرف۔ مخلص ہیں یا دشمن عالم ہیں یا جاہل۔ روزہ دار ہیں یا حرام خور کس کس طرح لائے ہو۔

خواجہ عالم ﷺ نہایت ملول اور مغموم آب دیدہ ہو کر عرض کریں گے۔ پروردگار میرے مجھے تیرے رحم و کرم سے یہ امید نہ تھی کہ اس قدر میری امت کی تفتیش فرمائے گا۔

ارشاد ہوگا اے حبیب آج روز حساب ہے۔ کاہ کاہ قطرہ قطرہ کا حساب کروں گا۔ تا تجھے معلوم ہو کہ تیری امت سے کس قدر نافرمانی ہوئی۔ اور کوہ کوہ دریا دریا بخشوں گا تا دیکھے تو کس قدر مجھے تیری پاسداری و غمخواری منظور ہے۔

نقل ہے کہ جب بہشت میں حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام پر عتاب نازل ہوا اور حلۂ بہشتی لے لیا گیا۔ آدم علیہ السلام نے شرمندگی برہنگی سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ موئے سر درخت عناب سے لپٹ گئے۔

حکم آیا اے آدم تو مجھ سے بھاگتا ہے۔

عرض کیا تجھ سے مجال گریز کی نہیں۔ مگر تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں تو غفور و رحیم ہے۔ میری خطا سے درگزر کر۔ کچھ اثر پذیر نہ ہوا اور حکم ہوا اذھبوا بعبدی لے جاؤ میرے بندے کو فرشتے کشاں کشاں لے چلے۔

پھر عرض کیا خداوندا مجھے تو نے اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور بہشت میں جائے آسائش دی ملائکہ کو میرے سجدے کا حکم فرمایا۔ صرف ایک گناہ سے یہ سب

کرامتیں زائل مت کر۔

حکم ہوا۔ **اذھبوا بعبدی** ملائکہ کو کھینچتے ہوئے لے چلے عرض کیا۔ بار خدایا مجھے بہشت سے نہ نکال میں تیرے فراق کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا **اذھبوا بعبدی** اسی طرح فرشتے پھر لے چلے۔ التماس کیا پروردگار بے نیاز تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیری اولاد سے انبیاء اور اولیاء پیدا کروں گا۔ اب مجھ پر رحم کر کچھ سود مند نہ ہوا۔

غرض ہر بار منت والحاح حضرت آدم علیہ السلام کی زیادہ ہوتی تھی اور جس درخت سے پناہ مانگتے تھے دور بھاگتا تھا اور ہر بار یہی حکم ہوتا تھا۔ **اذھبوا بعبدی** اور ملائکہ کشاں کشاں لئے جاتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی محمد ﷺ کے طفیل سے مجھ پر رحم کر حکم پہنچا اے ملائکہ اس وقت آدم علیہ السلام ہماری درگاہ میں بہت بڑا وسیلہ لایا ہے۔ اب تعظیم کرو اس کی بدولت نام محمد ﷺ کے ہم نے عفو کیا۔

روایت ہے کہ جب ابلیس لعین راندہ درگاہ ہوا۔ ایک فرشتہ ہر روز طمانچہ اس کے منہ پر مارتا تھا۔ اثر اس طمانچہ کا دوسرے دن تک زائل نہ ہوتا تھا۔ بعد بعث سیّد عالم ﷺ کے جب آیہ کریمہ **وما ارسلنك الا رحمة للعالمين** نازل ہوئی۔

اس نے عرض کیا یا رب العالمین عالم میں میں بھی ہوں۔ مجھے بھی اس نعمت عظمٰی سے محروم مت رکھ۔

حکم ہوا۔ آج سے ضرب طمانچہ موقوف ہوئی۔ مسلمانو ہرگاہ مردود بارگاہ ایزدی وجود محمدی ﷺ کے بلا سے نجات پائے طالبان محمد اگر صدمۂ آتش دوزخ سے محفوظ رہیں تو کیا بعید ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام جناب رسول مقبول کے پاس آئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام روئے پاک کو بوسہ دیتے تھے اور

بار بار آنکھوں سے لگاتے تھے۔ حضرت نے پوچھا۔ اے جبرئیل یہ کیا حالت ہے میکائیل نے عرض کیا۔

یارسول اللہ جبرئیل نے آج ستر بار رخصت کی درخواست کی کہ حضور میں حاضر ہو ملائکہ کہتے تھے کہ اس قدر مبالغہ اور اصرار کیا ضرور ہے۔ اس نے کہا مجھے معذور رکھو کہ بدوں زیارت جمال رسول خدا کے مجھے صبر نہیں آتا۔

چشم کشا نور محمد ببیں
قاعدہ دولت سرمد ببیں
ہر دو جہاں پرتو نور وے است
کون و مکان پرتو نور وے است
نور نبی لمعہ نور خدا است
لمعہ ہر نور ازو کے جدا است
نور خدا ظاہر ازیں نور شد
ماتم ہر طالب ازیں شور شد

بیان نور آنحضرت ﷺ

دانایان غوامض حقیقت اور ماہران رموز شریعت نے یوں لکھا ہے کہ جب حضرت صمدیت کو اظہار ذات مستجمع کمالات کا منظور ہوا جمیع موجودات کے نور سے ہزار برس پیشتر نور کامل السرور خواجۂ عالم ﷺ کا پیدا کر کے فضائے لامکان میں رکھا پس وہ نور کرامت ظہور ایک مدت تک بساط تقرب پر طواف میں مشغول رہا۔

بعد اس کے سجدہ کیلئے مامور ہوا۔ چنانچہ ایک سال کامل ہوا کہ (اُس جہاں کا ہر سال تین سو ساٹھ دن اور ہر دن یہاں کے ایک برس کے برابر ہوتا ہے) سجدے میں رہا اور عز وجل کی تسبیح میں مشغول رہا۔

پس اس نور فیض گنجور سے ایک جوہر بنایا اور اس جوہر فیض مظہر کو نظر عنایت سے دیکھ کر دس حصے کیئے۔

ایک حصہ سے عرش اور دوسرے سے لوح تیسرے سے قلم بنایا اور حکم کیا کہ قلم کو لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قلم نے ہزار برس میں بسم اللہ لکھی بعد اس کے حکم ہوا کہ لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جس وقت نام مبارک خواجہ عالم ﷺ کا لکھا ہزار برس تک سربسجدہ رہا پھر سر اٹھایا اور کہا السلام علیک یا محمد حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کی طرف سے جواب دیا۔ وعلیکم السلام ومنی الرحمۃ

اسی طرح حصہ چہارم اور پنجم اور ششم اور ہفتم اور ہشتم اور نہم سے ماہتاب و آفتاب رات دن اور ملائکہ اور کرسی بنائی۔

اور دسویں حصہ سے روح محمدی کو پیدا کیا۔ عرش کی داہنی طرف چار ہزار برس تک تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھا۔ الغرض وہ نور کرامت ظہور ستر ہزار برس تک عرش پر اور پانچ ہزار برس تک کرسی پر جلوہ افروز رہا۔

پھر جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام بموجب حکم ربانی زمین پر آئے اور پارۂ خاک طلب کیا۔ زمین نے جس وقت نام خواجۂ کائنات ﷺ کا سنا شق ہوگئی۔ اور خاک سفید مثل کافور اس سے ظاہر ہوئی۔

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مثقال خاک اس مقام سے (کہ اب جائے تربت اس جناب کی ہے) لے آئے۔ پھر اس خاک کو مشک اور زعفران اور سلسبیل اور ماہر معین اور شراب تسنیم اور کافور بہشتی سے خمیر کر کے مادہ وجود باجود حضرت ﷺ کا مرتب کر کے جبرئیل نے اس روح نور مظہر کو اطباق سموات اور اطراف بہشت اور اصناف ملائکہ میں گرد بگرد پھرا کر مژدہ سنایا۔

ھذا طینة حبیب رب العالمین و شفیع المذنبین مشھور فی الاوّلین

والاخرین ﷺ

غرض وہ مادہ وجود محمدی ﷺ بصورت ایک قندیل کے چند مدت خلقت قالب آدم تک ساق عرش بریں سے معلق رہا۔ جس وقت وہ نور فیض گنجور مطلع انوار قدسیہ سے مثل کوکب دری کے درخشاں ہوا۔

پھر اس گنج توحید کیلئے محل اور مورد مطلوب ہوا اور بعد تربیت اور ترکیب قالب حضرت آدم علیہ السلام بمجوائے **انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال** ملکوت میں ندا ہوئی کہ جو قابلیت قبولیت کی رکھتا ہو۔ وہ اس گوہر گراں مایہ کی خریداری کرے۔

گوہر برسر بازار ظہور آوردند
تا خریدا روے از کون و مکاں بر خیزد
دیں متاعی ست کہ از ہر دو جہاں مستغنی است
طالب کو کہ از جانِ جہاں برخیزد

ابوالبرکات اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام نے زبان استعداد سے گویا یوں عرض کیا۔

بنشیں بردل ویرانہ ام اے گنج مراد
کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویراں کردم

القصہ بمصداق **وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ** وہ دولت عظمیٰ اور نعمتِ کبریٰ جسم کبریٰ جسم خاکی انسان کو عنایت ہوئی۔

یعنی نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر جلوہ افروز ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبدالمطلب اور عبدالمطلب سے لے کر حضرت عبداللہ تک مرتبہ بمرتبہ منتقل ہوتا رہا۔

چنانچہ ایک دن حضرت عبداللہ نے حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ جب میں بطحائے مکہ کی طرف جاتا ہوں۔ ایک نور عظیم الشان میری پیٹھ سے ظاہر ہو کر دو حصہ ہو جاتا ہے۔ نصف اس کا جانب مشرق اور نصف جانب مغرب منتقل ہوتا ہے من بعد وہی نور مثل پارۂ ابر میرے سر پر سایہ کرتا ہے پھر متوجہ ہوتا ہے طرف آسمان کے اور دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور جب میں زمین پر بیٹھتا ہوں۔ زمین سے آواز آتی ہے کہ اے وہ شخص کہ نور محمدی تیری پشت میں جلوہ افروز ہے تجھ پر سلام اور جس درخت خشک کے پاس سے گزرتا ہوں۔ وہ درخت فوراً سرسبز ہو کر مجھ پر سایہ کرتا ہے اور جس وقت وہاں سے گزرتا ہوں پھر بدستور سوکھ جاتا ہے۔ عبدالمطلب نے کہا اے عبداللہ بشارت ہو تجھے کہ تیرے سلب سے سید رسل ہادی سبل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوں گے۔

نقل ہے کہ عبداللہ جس دم بت خانہ کی طرف جاتے تھے آواز آتی تھی کہ اے عبداللہ زنہار ہمارے قریب مت آ کہ نور پیغمبر آخر الزمان تیری پیشانی میں جلوہ افروز ہے اور وہ سبب ہماری ہلاکت کا ہوگا۔

شب میلاد سلطان است امشب
زمیں برخویش نازان است امشب
زنور مصطفیٰ ہر سو کہ بینی
تجلی گاہ یزدان است امشب
سرائے او کہ از نورست معمور
تو گوئی عرش سبحان ست امشب
لب حوراں ترنم ریز تسبیح
بگردوں زہرہ رقصان ست امشب

ملائک تہنیت گویاں کہ لاریب
شب قدر عزیزان ست امشب

دل عشاق از داغ جگر سوز
خوشا رشک چراغان ست امشب

بگرد و شمع چوں پروانہ جبرئیل
بلا گرداں۔ بصد جان است امشب

بہر کوئے کہ می بینم بعالم
بہار باغ رضوان است امشب

شہید بینوائے ہمچو بلبل
دریں گلشن غزل خوان ست امشب

دیگر

صبح دم تا خسرو فلاک یعنی آفتاب
برکشید از عارض گلگوں خود بند نقاب

از زمیں تا آسماں رشک تجلی زا شد
خاک گردید از صفا ہمرنگ فرس ماہتاب

بسکہ شبنم از فروغ لالہ مشعل بر فروخت
سبزہ ہمرنگِ زمرد شد زفرط آب و تاب

خرمی شوید سر برآسماں از شیر صبح
خاک را روبد زجاروب شعاع آفتاب

ہیچ میدانی کہ ایں صبح صفا باشد چہ صبح
کز صفا کش چہرۂ خورشید می ریزد گلاب

صبح میلاد پیمبر است ایں کز جلوہ اش
غیرت آئینہ می گرد و دل ہر شیخ و شباب

قلم ارادت رقم ارباب تواریخ کا نہایت ادب اور تعظیم سے سربسجدہ ہو کر یوں زمزمہ سنج حقیقت ہے کہ وہ نور متبرک بارھویں تاریخ جمادی الآخر شب جمعہ کو حضرت عبداللہ سے منتقل ہو کر حضرت کی ولدہ ماجدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو تفویض ہوا۔

راوی لکھتا ہے کہ جس تاریخ کو آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون حاملہ ہوئیں۔ دوسو عورتیں رشک وحسد سے مر گئیں۔ اس رات کو ملائکہ آسمان نے غلغلہ شادمانی زمین تک پہنچایا اور اہل زمین نے سلطنت کامرانی آسمان کو سنایا۔

جبرئیل علیہ السلام نے علم سبز خانہ کعبہ پر نصب کیا اور مبارک باددی فرشتوں نے ارباب زمین کو۔ دروازے بہشت کے کھول دیئے۔ عالم عالم انوار قدس سے معمور ہو گیا۔ ابلیس پہاڑوں میں جا چھپا۔ شبانہ روز صحرا و دریا میں سرگرداں رہا۔ بت روئے زمین کے سرنگوں ہوئے۔ حیوانات قریش کے بولنے لگے۔ اور بشارت دی مغرب کے طیور اور وحوش نے مشرق کے چرند اور پرند کو کہ آج آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں۔

اب زمانہ ابوالقاسم ﷺ کے ظہور کا نزدیک آیا۔ شیاطین اور سلاطین کے تخت اوندھے ہو گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آغاز حمل سے ۶ مہینے تک کوئی علامت علامات حمل سے مجھ پر ظاہر نہ ہوئی اور کسی طرح کا خوف والم مجھے معلوم نہ ہوا۔

چند مدت قبل اس واقعہ کے اہل قریش بہ سبب خشک سالی ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے۔ جب حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں۔ پانی برسا۔ درخت سرسبز ہوئے۔

قبل تولد آنحضرت ﷺ حضرت عبداللہ آپ کے پدر بزرگوار کو اتفاق سفر کا ہوا۔ اور ہنگام مراجعت سفر آخرت کا پیش آیا۔ اثناء راہ میں انتقال فرمایا۔

عبدالمطلب کو اس سانحہ قیامت خیز سے نہایت الم ہوا اور حضرت ﷺ کی

یتیمی پر۔ کہ ہنوز رحم مادر سے گلشن دنیا پر قدم ناز نہ رکھا تھا کہ باپ نے سفر آخرت قبول کیا۔ بہت افسوس کیا حالانکہ یتیمی اس گوہر دریائے وحدت کی موجب افزونی قدر و قیمت ہے۔

چوں دُر اگر یتیم شد بیش بود بہائے او
زانکہ خرد فزوں نہد در یتیم را بہا

نظم

آمد آمد ہے رسول پاک کی
آمد آمد ہے شہ لولاک کی

آمد آمد سیّد اعظم کی ہے
آمد آمد سرور عالم کی ہے

آمد آمد شافع محشر کی ہے
آمد آمد اپنے پیغمبر کی ہے

آمدِ خیرالوریٰ کی دھوم ہے
جلوۂ نورِ خدا کی دھوم ہے

دھوم ہے کون و مکان میں دھوم ہے
دھوم ہے دونوں جہاں میں دھوم ہے

جلوہ افزا آج ہوتا ہے یہاں
نور سے جس کے ہوا روشن جہاں

آج محبوبِ خدا کی دید ہے
عید ہے اہل نظر کی عید ہے

اپنے تن پر اپنا جامہ تنگ ہے
گل نہیں پھولے سماتے رنگ ہے

باغ میں سن کر گلوں کے قہقہے
بڑھ گئے ہیں بلبلوں کے چہچہے

وصل کا لائی صبا جس دم پیام
کھلکھلا کر ہنس پڑیں کلیاں تمام

ہر چمن میں نکہت زلف دوتا
جھولیاں بھر بھر کے لاتی ہے صبا

عرش پر اس شمع کی قندیل ہے
جس کا پروانہ پر جبرئیل ہے

وجد میں اس کے قدم کو چوم کر
رہ گیا بس عرش اعظم جھوم کر

قامت موزوں سراپا نور ہے
قد نہیں ہے بلکہ شمع طور ہے

شوق میں اس مہ لقا کے سر بسر
خاک پر گرتے ہیں تارے ٹوٹ کر

دیکھ کر اس شمع زیبا کی بہار
صبح کرتی ہے گریباں تار تار

باد صبا اٹھی ہے دامن جھاڑ کر
بوئے گل نکلی گریباں پھاڑ کر

ہے زمیں بوس ادب چشم فلک
راہ میں آنکھیں بچھاتے ہیں ملک

خلق کا چاروں طرف ہے اژدہام
ہاتھ میں حوروں کے ہے کوثر کا جام
تہنیت گویاں ملک ہیں ہر طرف
حاملان عرش ہیں مشعل بکف
ہر طرف جبرئیل کا ہے اہتمام
ہے فرشتوں کی زبانوں پر سلام

الغرض جب نو مہینے کامل مدت حمل کے گزرے تب بارھویں تاریخ شہر ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن بوقت صبح صادق بعد چھ ہزات سات سو پچاس برس کے زمانہ آدم علیہ السلام سے۔

آفتاب عالم تاب وحدانیت مطلع قدیم سے ساحت حدوث پر جلوہ افروز ہوا یعنی سیّد کونین سلطان دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہزاروں جاہ وجلال سے دولت سرائے اقبال میں ظہور اجلال فرمایا۔

ندا از حاملان عرش آمد
کہ برخیز از پئے تعظیم احمد

……☆……☆……

شہنشاہ اعظم تولد ہوئے
رسول مکرم تولد ہوئے
شہ دین و دنیا تولد ہوئے
مہ اوج علیا تولد ہوئے

تولد ہوئے پیشوائے جہاں
تولد ہوئے مقتدائے جہاں
تولد ہوئے سرور مرسلاں
تولد ہوئے رہبر دو جہاں

تولد ہوئے رہنمائے قدیم
قسیم جسیم نسیم وسیم
تولد ہوئے بحر فیض عمیم
شفیع مطاع نبی کریم

تولد ہوئے مہر اوج شرف
تولد ہوئے فخر عہد سلف
تولد ہوئے خواجہ بعث و نشر
تولد ہوئے شافع روز حشر

سبحان اللہ آپ سے آفتاب خیر و برکت نے مطلع ذات سے اطراف کائنات میں طلوع فرمایا کہ جس کے جمال عالم افروز نے فرش سے عرش تک منور کر دیا اور سمک سے سماک تک نام کفر و ظلمات کا باقی نہ رکھا۔ ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ تہنیت خوان سلام تھا اور ہر شجر و حجر اور در و دیوار سے آواز سلام آتی تھی۔

نظم

السلام اے آفتاب داد دیں
السلام اے انتخاب اوّلیں
السلام اے دستگیر بیکساں
السلام اے چارہ درد نہاں

السلام اے قبلہ گاہ اہل دیں
السلام اے بادشاہ مرسلیں

السلام اے بود آدم را سبب
السلام اے خلق عالم را سبب

السلام اے شاہ عظمت السلام
السلام اے ماہ رفعت السلام

السلام اے اے گوہر تاج قبول
السلام اے زیب معراج قبول

السلام اے پیشوائے انبیاء
السلام اے مقتدائے اولیاء

السلام اے باعث ایجاد خلق
السلام اے موجب بنیاد خلق

السلام اے زبدہ ارباب علم
السلام اے قدوہ اصحاب علم

السلام اے مظہر انوار حق
السلام اے مصدر اسرار حق

السلام اے شاہ شاہاں السلام
السلام اے جان جاناں السلام

السلام اے انبیاء کے پیشوا
السلام اے اولیاء کے مقتدا

السلام اے غمزدوں کے دستگیر
السلام اے ہادئ روشن ضمیر

السلام اے درد دل کے چارہ ساز
السلام اے خواجۂ بیکس نواز

السلام اے دو جہاں کے بادشاہ
مجھ غریب خستہ پر بھی اک نگاہ

چارہ ساز بیکساں بیکس ہوں میں
آرزو مندِ درِ اقدس ہوں میں

رحم کر رحم دے رحیم بیکساں
چھوڑ کر یہ آستاں جاؤں کہاں

ہوں پیاسا شربت دیدار کا
تجھ سوا ہے کون مجھ بیمار کا

گر برا ہوں یا بھلا جیسا ہوں میں
سگ ترے ہی در کا کہلاتا ہوں میں

فکر رہتی ہے مجھے یہ روز و شب
روز محشر ہوں گے سب جس دم طلب

کوئی اٹھا بادۂ وحدت سے مست
کوئی اٹھا ساغر خلعت بدست

کوئی اپنے زہد پر نازاں چلا
کوئی اٹھ کر جھاڑ کر داماں چلا

یاں تو میں ہوں اور دل مایوس ہے
شرم ہے اور حسرت و افسوس ہے

کون پوچھے گا مجھے سرکار میں
ہاتھ خالی میں چلا دربار میں

ہاتھ خالی اس طرف جاتا ہوں میں
اور تہی دستی سے شرماتا ہوں میں

عابدوں کے ساتھ کیونکر جاؤں میں
رو سیاہ ہوں منہ کسے دکھلاؤں میں

باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا
آسرا واں ہے تو بیشک آپ کا

دستگیرا دستگیری کیجئے
آبرو میری وہاں رکھ لیجئے

سخت مشکل ہے کہ وقت جانکنی
ہوتی ہے شیطاں کو فکر راہزنی

کشمکش میں یاں تو اپنی جان ہے
آہ وہ دشمن در پے ایمان ہے

سخت طوفان بلا ہے نزع روح
آپ اس طوفان آفت کے ہیں نوح

باپ بیٹا بھائی کام آتا نہیں
ساتھ بیکس کے کوئی جاتا نہیں

ایسی مشکل میں خبر لیجے میری
سید عالم مدد کیجے میری

جب تباہی میں پڑے میرا جہاز
مشکل آساں کیجے بندہ نواز

اس گھڑی رحم آپ کا درکار ہے
گر کرم کیجے تو بڑا پار ہے

دم نکل جائے وہ صورت دیکھ کر
خاتمہ ہو آپ ہی کے نام پر

جس دم آویں قبر میں منکر نکیر
دستگیری کیجیے یا دستگیر

شکل ان کی دیکھ کر مضطر نہ ہوں
وہ جمال دلربا پہچان لوں

دولت دیدار جس دم پاؤں میں
قبر میں اٹھ کر فدا ہو جاؤں میں

گرد پھر پھر کر کبھی قربان ہوں
اس کف پا سے کبھی آنکھیں ملوں

حال میرا آپ سے مخفی نہیں
شرح غم پھر کیا کہے اندوہ گیں

ہاں طبیب مہربان بیمار ہوں
درد ہجراں سے بہت لاچار ہوں

آتش دوزخ جلاتی ہے مجھے
اور تپ ہجراں ستاتی ہے مجھے

ہجر میں ایسا نہ ہو یا شاہ دیں
ہند کا ہو جاؤں میں رزق زمیں

رحمت عالم خدا کے واسطے
اپنے حسن دلربا کے واسطے

اہل بیت مجتبیٰ کے واسطے
چار یار باصفا کے واسطے

آس مجھ رنجور کی مت توڑیئے
تشنہ کو محروم یوں مت چھوڑیئے

ہجر میں اب تک جو گزری زندگی
زندگی سے ہے مجھے شرمندگی

آستانے پر بلا لیجے مجھے
وصل کا ساغر پلا دیجے مجھے

رات دن ہوتا رہے بس برملا
عمر بھر نظارہ اس درگاہ کا

در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک
واں کی خاک پاک سے مل جائے خاک

نام نامی پر ہو حسن اختتام
خاتمہ ہے نام اس کا والسلام

مسلمانوں اس وقت کہ نام خواجہ کائنات علیہ السلام کا زبان پر آیا۔ مقام اس کا ہے

کہ جان و دل سے درود لامحدود بھیجو۔

یارب صل وسلم علی النبی الامی الهاشمی المدنی القرشی العربی الابطحی الذکی شفیع الامم۔

یارب صل وسلم علی الرسول المصطفے المجتبیٰ المقتدیٰ۔ المهتدی بدرالدجی شمس الضحی نور الهدی صاحب السیف والقلم یا رب صل وسلم علی احمد المويد المسند المحجد المحمد صاحب اللوا مالولاء والتاج والمعراج سراج الهمم منهاج الکریم۔

یارب صل وسلم علی البشیر النذیر النصیر الکبیر الظهیر امیر العرب سلطان العجم۔

یا رب صل وسلم علی الحبیب المکرم المعظم المحتشم الاعظم بحر الکرم منبع الهمم معدن الحکم مصدر النعم مصباح القدم۔

یا رب صل وسلم علی نورك القدیم وصراطك المستقیم وفیضك العمیم الحکیم الرحیم الکریم الحکیم۔

اے رب میرے درود وسلام بھیج اس نبی امی پر جو اولاد ہاشمی، متوطن مدینہ، قوم قریش سے، ملک عرب میں، بطحا کی پیدائش، پاکیزہ، شفیع امتوں کا ہے۔

اے رب میرے درود وسلام بھیج اور رسول برگزیدہ پیشوا رہنما پر جو چودھویں رات کا چاند، بڑھتے دن کا آفتاب، چراغ ہدایت کا، صاحب تلوار اور قلم ہے۔

اے میرے رب درود سلام بھیج احمد، تائید کئے، سند والے بزرگ، سراہے گئے پر جو صاحب نشان اور محبت والا اور تاج اور معراج والا چراغ ہمتوں کا بخشش کی راہ ہے۔

اے رب میرے درود سلام بھیج اس بشیر و نذیر بڑے میرے مددگار حمایتی پر جو

سردار عرب اور بادشاہ عجم ہے۔ اے میرے رب درود و سلام بھیج ایسے حبیب، بزرگ ہمت والے، باوقار، باحشمت پر نہایت بزرگ بہت بڑے پر جوش دریائے بخشش کا چشمہ۔ ہمت کی کان حکمت کا جائے ظہور نعمتوں کا چراغ ہمیشہ۔

اے رب میرے درود و سلام بھیج اپنے نور بزرگ اور اپنی راہ مستقیم اور اپنے برگزیدہ آثار پر جو بہت ہی رحمت والا با اکرام پختہ کار فیصلہ کرنے والا احکامات کا ہے۔

آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ وقت وضع حمل کے ایک آواز عظیم الشان بلند میرے کان میں آئی کہ اس کو سن کر خوف غالب ہوا۔ ناگاہ ایک مرغ سفید نے اپنے بازو میرے سینہ پر ملے کہ فوراً وہ خوف جاتا رہا۔ ناگاہ تشنگی غالب ہوئی۔ خود بخود ایک پیالہ شربت کا مثل دودھ کے سفید غیب سے نمودار ہوا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔

پھر ایسا نور مجھے ظاہر ہوا کہ تمام گھر اس سے نورانی ہو گیا۔ جس طرف دیکھتی تھی۔ سوائے نور کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اور کچھ عورتیں باحسن و جمال مثل دختران عبد مناف نظر آئیں اور متکفل میرے امورات کی ہوئیں۔ میں انہیں دیکھ دیکھ کر متعجب ہوتی تھی ااور نہیں جانتی کہ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں اور صحن خانہ میں آواز رفتار سنتی لیکن کوئی چلنے والا نظر نہیں آتا تھا اور ایک چادر طلائی سپید آسمان سے زمین تک نظر آئی۔

اس وقت منادی نے ندا کی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو چشم خلائق سے نگاہ رکھو اور جماعت کی جماعت مرغان زمرد منقار یاقوت بازو کی خراماں خراماں مجھ تک آئی آواز ان کی نغمہ خیز نہایت طرب انگیز اور کچھ مرد آئے، درمیان آسمان و زمین کے معلق ہوا میں کھڑے ہوئے۔ گلاب پاش اور صراحیاں نقرئی ہاتھ میں لئے ہوئے اس دم کمال غیرت سے میرے بدن پر عرق آیا جو قطرہ ٹپکتا تھا۔ اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ اسی حالت میں پردۂ حجاب میری آنکھوں سے اٹھ گیا۔

مشارق ومغرب کے حالات مجھ پر منکشف ہو گئے۔ تین علم سبز ایک مشرق دوسرا مغرب تیسرا بام کعبہ پر منصوب دکھائی دیا۔ جس وقت وہ مہر سپہر عظمت پیدا ہوئے۔ سجدہ کیا اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر مناجات کی اور نہایت تضرع والحاح سے امت کی مغفرت چاہی۔

بعد اس کے ایک ابر سفید آسمان سے نمودار ہوا۔ اور ناگاہ خواجہ عالم ﷺ کی آغوش میں لیکر غائب ہو گیا۔ آواز آتی تھی کہ خواجۂ عالم ﷺ کو مشارق ومغارب چار حد عالم میں پھراؤ۔ تا جمیع خلائق ان کو نام اور صورت صفات سے پہچانیں بعد اس کے وہ ابر طرفۃ العین میں برق جمال محمدی سے روشن ہو گیا۔ میں نے محمد ﷺ کو ایک چادر میں لپٹا ہوا پایا۔ پھر ایک بدلی نمودار ہوئی۔ اس سے کلام مردوں کے سنے جاتے تھے۔

منادی ندا کرتا کہ محمد ﷺ کو چاروں طرف عالم کے لے جاؤ اور جن وانس اور ملائکہ کو ان کا جمال جہاں آرا دکھاؤ۔ تا کہ سب پہچانیں کہ جو کمالات اور انبیاء کو جدا جدا عنایت ہوئے تھے۔ سب مجموعہ حضرت ﷺ کو ملے خلافت آدم علیہ السلام ملک سلیمان علیہ السلام حسن یوسف علیہ السلام خلت ابراہیم علیہ السلام کلام موسیٰ علیہ السلام دم عیسیٰ علیہ السلام عبادت یونس علیہ السلام شکر نوح علیہ السلام لسان اسمٰعیل علیہ السلام بشرائے یعقوب علیہ السلام صوت داؤد علیہ السلام صبر ایوب علیہ السلام زہد یحییٰ علیہ السلام عطا کیا گیا اور اسی واسطے ولایت محبوبیت اور قرب مطلق اصدا نما منصب قضا اور افتا اجتہاد اور احتساب شفاعت عظمیٰ علم وسیع عرفان اتم اور جمیع کمالات صوری ومعنوی خاصہ ذات بابرکات کے واسطے سوائے رتبہ شہادت کے کہ باسباب ظاہر منافی شان نبوت کے تھا۔ سو وہ بھی آپ کے جگر گوشہ قرۃ العین یعنی حضرت امام حسنین علیہما السلام کو حاصل ہوا۔ تا کہ حاصل ہونا کسی ظاہری اور باطنی کمال ذات مستجمع کمالات سے باقی نہ رہے۔

حضرت صفیہ بیٹی عبدالمطلب کی یعنی پھوپھی آپ کی کہتی ہیں کہ وقت ولادت کے میں حاضر تھی تمام گھر نور سے معمور ہو گیا۔ اس کی روشنی سے چھ چیزیں بہت عجیب نظر آئیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ پہلے محمد ﷺ نے سجدہ کیا (۲) آہستہ آہستہ فرمایا یارب امتی امتی دوسرے یہ کہ زبان فصیح عبارت صحیح سے فرمایا۔ اشھدان لا الہ الا اللّٰہ انی رسول اللّٰہ۔

(۳) تیسرے نور حضرت ﷺ کا نور چراغ غالب تھا۔

(۴) چوتھے میں نے چاہا کہ حضرت ﷺ کو نہلاؤں۔ غیب سے آواز آئی اے صفیہ تو تکلیف نہ کر محمد ﷺ کو ہم نے شستہ اور پاک بھیجا ہے۔

(۵) پانچویں حضرت ﷺ ناف بریدہ اور ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے۔

(۶) چھٹے شانہ مبارک پر مہر نبوت ستارہ صبح سے روشن تر دیکھی۔ اس میں بخط نور لکھا تھا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔

آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون روایت کرتی ہیں کہ ولادت کے وقت تین شخص غیب سے نمودار ہوئے۔ ان کے رخسار مثل آفتاب کے چمکتے تھے۔ ایک نقرئی صراحی دوسرا تخت زمردین تیسرا حریر سفید ہاتھ میں لئے تھا۔ محمد ﷺ کو خشت میں بٹھا کر سات بار نہلایا اور حریر پہنایا اور چشم نرگسین کو بوسہ دے کر کہا۔ بشارت ہو تم کو اے محمد ﷺ کہ تمہیں علم اوّلیں آخرین اور کمالات ظاہری و باطنی اور مفاتیح نصرت وعظمت اور مرتبۂ شجاعت وہیبت عنایت ہوا۔

روایت ہے کہ وقت ولادت عبدالمطلب کعبہ شریف میں تھے یک بیک خانہ کعبہ نے مقام ابراہیم علیہ السلام میں سجدہ کیا۔ اور کہا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اللّٰہ۔ اکبر خدا نے آج مجھے بتوں کی نجاست سے پاک کیا ہبل نامی ایک بت کہ اور بتوں سے بڑا تھا سرنگوں ہو گیا۔ ہاتف غیب نے آواز دی آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر فرزند

متولد ہوا۔ اور اس کے غسل کے واسطے ایک خشت زمردیں عالم قدس سے لائے ہیں۔ وہ فرزند ارجمند خاتم المرسلین حبیب رب العلمین ہے عبدالمطلب یہ ماجرا دیکھ کر تعجب ہوئے اور گھر میں آئے۔ پہلے آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون کی پیشانی دیکھی نور محمدی نہ پایا۔ پوچھا کہ وہ نور کیا ہوا آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے وضع حمل کیا اور عجائب وغرائب حالات جو اس وقت دیکھے تھے بیان کئے۔

عبدالمطلب نے کہا کہ محمد ﷺ کو سامنے لاؤ اور مجھے دکھلاؤ۔ آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون نے جواب دیا کہ ہیہات تم اسے نہیں دیکھ سکتے۔ محافظان غیب سے تاکید ہے کہ تین دن تک کوئی نہ دیکھے۔ عبدالمطلب آمنہ رضی اللہ عنہا پر غصہ ہو کے بولے کہ محمد ﷺ کو دکھا نہیں تو میں تجھے یا اپنے تئیں ہلاک کروں گا۔

جب آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون نے عبدالمطلب کو اس قدر بیقرار دیکھا۔ ناچار وہاں تک پہنچا دیا۔ عبدالمطلب نے کمال اشتیاق سے چاہا کہ دیدار سیّد ابرار حبیب پروردگار سے مشرف ہوں۔ ایک شخص تلوار کھینچ کر سامنے آیا اور کہا کہ جب تک تمام مقربین جناب ختم سیّد المرسلین حبیب رب العالمین کی زیارت سے فارغ نہ ہوں گے۔ کسی کو مجال دیکھنے کی نہ ہوگی عبدالمطلب یہ حال دیکھ کر ہیبت سے تھرا گئے‘ تلوار ہاتھ سے گر پڑی‘ بعد ولادت آنحضرت ﷺ ایک شبانہ روز تمام بادشاہان روئے زمین کی زبان گنگ ہوگئی اور نطق بیان سے عاری رہے طاق کسریٰ منکسر ہوا چودہ کنگرے اس کے گر پڑے۔ آتش فارس کہ مدت ہزار برس سے روشن تھی بجھ گئی۔ دریائے ساوہ کہ مدتوں سے خشک پڑا تھا لبریز ہوگیا۔

* * *

الروائح الزکیہ

فی مولد خیر البریہ

الشیخ محدث عبداللہ افریقی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محفل میلاد شریف اور اس کے جواز کے دلائل

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کو منانا بھی بدعت حسنہ میں سے ہے۔ اس لئے کہ یہ عمل نہ تو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تھا اور نہ اس سے متصل زمانے میں یہ تو ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلے اسے انہوں نے شروع کیا وہ اربل کے بادشاہ مظفر ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ایک عالم پرہیزگار اور بہادر شخص تھے۔ اور اس محفل میں انہوں نے بہت سے علماء کو اکٹھا کیا جن میں اصحاب حدیث بھی تھے اور صوفیائے صادقین بھی تھے۔ اور مشرق ومغرب کے علماء نے اس کام کو پسند کیا جن میں حافظ احمد بن حجر عسقلانی، حافظ سخاوی اور حافظ جلال الدین سیوطی وغیرہ شامل ہیں۔

حافظ سخاوی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ میلاد شریف منانے کا عمل قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوا اور تب سے دنیا بھر کے تمام بڑے شہروں میں اہل اسلام میلاد شریف مناتے چلے آ رہے ہیں۔ مسلمان میلاد شریف کی راتوں میں انواع واقسام کے صدقات وخیرات کرتے ہیں۔ میلاد کی کتابوں کو پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور میلاد کی برکتوں سے ان پر بے پایاں فضل ہوتا ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام انہوں نے ''حسن المقصد فی عمل المولد'' رکھا ہے اس میں فرماتے ہیں کہ ''ربیع الاوّل کے مہینے میں میلاد النبی ﷺ منانے کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے اس کا کیا حکم ہے؟ یہ قابل تعریف ہے یا قابل مذمت؟ اور کیا میلاد کرنے والا ثواب پائے گا یا نہیں؟ تو میرا جواب یہ ہے کہ میلاد شریف کی اصل لوگوں کا اکٹھا ہونا، جتنا میسر ہو تلاوت قرآن کرنا۔ نبی کریم ﷺ کے ابتدائی احوال کے بارے میں وارد اخبار و روایات کو بیان کرنا اور آپ کی پیدائش کے وقت جو نشانیاں ظاہر ہوئیں ان کا ذکر کرنا ہے۔ پھر لوگوں کیلئے دستر خوان بچھتا ہے لوگ کھاتے ہیں۔ اور ان امور پر کچھ اضافہ کئے بغیر لوٹ جاتے ہیں۔ اور یہ ایک بدعت حسنہ ہے، اسے کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا۔ کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم شان ہے، اور آپ کی پیدائش پر مسرت و خوشی کا اظہار ہے۔ جنہوں نے اس کام کو سب سے پہلے شروع کیا وہ اربل کے بادشاہ مظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بلکتکین تھے جن کا شمار بڑے عظیم و سخی بادشاہوں میں ہوتا ہے، اور انہوں نے کئی اچھی نشانیاں چھوڑیں ہیں۔ فسح قاسیون دمشق کا ایک محلہ ہے اور اسی مسجد کے جانب میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا مزار ہے۔ یہ مسجد ''جامع مظفری'' بھی اسی بادشاہ کی تعمیر کردہ ہے۔

(الحاوی للفتاویٰ ج ا ص ۱۸۹، ۱۹۷)

ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ وہ (بادشاہ مظفر) ربیع الاوّل میں میلاد شریف مناتے تھے اور عظیم الشان جشن برپا کرتے تھے۔ وہ ایک نڈر، بہادر، جانباز، عاقل، عالم اور عادل بادشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انہیں بلند درجہ عطا فرمائے۔ شیخ ابو الخطاب عمر ابن حسن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کیلئے میلاد شریف کی ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام **التنویر فی مولد البشیر والنذیر** رکھا تو انہوں نے شیخ کو ایک ہزار

دینار پیش کیا۔ انہوں نے ایک طویل عرصے تک حکمرانی کی اور سات سو تیس ہجری میں جب وہ عکا شہر میں فرنگیوں کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے ان کا انتقال ہو گیا وہ اچھی سیرت و خصلت کا حامل تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۱۳۶)

سبط ابن جوزی نے مرأۃ الزمان میں ذکر کیا ہے کہ ان کے یہاں میلاد شریف میں بڑے بڑے علماء و صوفیاء شرکت کرتے تھے۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۰)

ابن خلکان حضرت حافظ عمر بن حسن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ وہ اعیان علماء اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے۔ مراکش سے چل کر شام و عراق پہنچے۔ ۶۰۷ھ میں اربل سے گزرے تو وہاں کے عظیم القدر بادشاہ مظفر الدین بن زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پایا کہ وہ میلاد شریف کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کیلئے کتاب **التنویر فی مولد البشیر والنذیر** تصنیف فرمائی، اور خود بادشاہ کو یہ کتاب پڑھ کر سنائی تو بادشاہ نے انہیں ایک ہزار دینار پیش کیا۔

(وفیات الاعیان ج ۳ ص ۴۴۹)

حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ "امام حافظ ابو الفضل احمد بن حجر نے میلاد شریف کیلئے ایک اصل اور دلیل کا استخراج سنت رسول ﷺ سے کیا ہے اور میں نے اس کیلئے ایک دوسری دلیل کا استخراج کیا ہے۔

ان مذکورہ بالا باتوں سے ظاہر ہے کہ میلاد شریف منانا بدعت حسنہ ہے اور اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے بلکہ میلاد شریف سنت حسنہ کہلائے جانے کا مستحق ہے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں شامل ہے کہ **من سن فی الاسلام سنة فله أجرها وأجر من عمل بها بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيی** (یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد اس پر جو لوگ عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا بغیر ان لوگوں

کے اجر وثواب میں کسی کمی کے) اگر چہ یہ حدیث ایک خاص سلسلے میں وارد ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ فقر وفاقہ میں مبتلا ایک جماعت اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی وہ لوگ پھٹے ہوئے اور انتہائی بوسیدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کیلئے صدقہ جمع کرنے کا حکم دیا تو بہت سارا سامان جمع ہو گیا۔ جس سے حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: **من سن فی الاسلام سنة فله أجرها وأجر من عمل بها بعده من غير أن ينقص من أجورهم شي** (الحدیث) لیکن اس حدیث کا حکم اس واقعے سے مخصوص نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوص سبب کا نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ اصولیین کے نزدیک طے شدہ ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ مجادل اور ہٹ دھرم ہے۔

حضور ﷺ کے شرف وبزرگی کے بیان میں وارد بعض آیات قرآنیہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی بہت ساری آیتوں میں آپ ﷺ کے فضل و شرف کا ذکر فرمایا ہے۔ ان آیات میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کے بلند اخلاق اور علو شان کے بیان پر مشتمل ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: **وانك لعلىٰ خلق عظيم** (القلم ٦) یعنی آپ اخلاق عظیم پر ہیں۔

اور بعض وہ آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے نسب کی بلندی اور مقام و منزلت کی عظمت کو ظاہر فرمایا ہے جیسے آیت کریمہ **لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رئوف رحیم** (التوبۃ ۱۲۸) یعنی بیشک تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک ایسا رسول آیا ہے جسے تمہارا نقصان میں پڑنا شاق گزرتا ہے جو تمہاری فلاح کا شدید خواہشمند ہے اور ایمان والوں کیلئے شفیق ورحیم ہے۔

اور بعض ایسی آیتیں ہیں جو دوسرے انبیاء کرام پر نازل کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی جو مدح وثناء کی ہے اس کی نشاندہی کرتی ہیں۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ کا

فرمان محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللّٰہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلك مثلھم فی التورٰۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطئه فئازرہ واستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار۔ (سورہ الفتح ۲۹) یعنی محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ سب کافروں پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم انہیں ہمیشہ رکوع وسجدہ میں اللہ کے فضل ورضا کی طلب میں پاؤ گے۔ ان کے چہروں پر سجدوں کے آثار ظاہر ہیں تورات وانجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے گویا وہ ایسی کھیتی ہیں جس نے کونپل نکالی پھر اسے تقویت پہنچائی پھر وہ توانا ہوئی اور پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی اپنے کاشتکاروں کو خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان سے جلیں۔

انہیں آیتوں میں وہ آیت بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جملہ نبیوں پر آپ کی فضیلت اور اسبقیت کو واضح کیا ہے اور وہ آیت ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لماء اتیتکم من کتٰب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن به ولتنصرنه قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشٰھدین۔ (آل عمران ۸۱) یعنی اور یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد ومیثاق لیا کہ میں نے تمہیں کتاب ودانائی بخشی ہے پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس جو ہے اس کی تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ فرمایا کہ کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو۔ انبیاء نے عرض کیا کہ ہم اقرار کرتے ہیں فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

ان میں بعض وہ آیتیں ہیں جو آپ کی تعظیم وتوقیر اور جلالت شان کو ظاہر وباہر

کرتی ہیں جیسے ارشاد خداوندی۔ **ان الذین ینادونك من ورآء الحجرات اکثرهم لایعقلون ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم واللّٰه غفور رحیم** ۔ (الحجرات ۵٬۴) یعنی جولوگ آپ کو حجرے کے باہر پکارتے ہیں ان میں سے بیشتر ناسمجھ ہیں۔ اگر یہ لوگ صبر کرتے حتیٰ کہ آپ خود باہر تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے زیادہ بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یونہی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد **یاایها الذین امنوا استجیبوا للّٰه وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم**۔ (الانفال ۲۶) یعنی اے ایمان والو اللہ و رسول اللہ کی پکار پر لبیک کہو کہ یہ تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔

اسی طرح قرآن کا یہ فرمان **لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا** ۔ (النور ۶۳) یعنی رسول کو ایسے نہ پکارو یا آپس میں انہیں ایسے نہ یاد کرو جیسے باہم ایک دوسرے کو پکارتے یا یاد کرتے ہو۔

بعض وہ آیتیں ہیں جو آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کی عظمت وشان کے قائم ودائم رہنے کی صراحت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **النبی اولیٰ بالمومنین من انفسکم وازواجه امهتهم**۔ (الاحزاب ۶) یعنی نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں، اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور فرمایا **ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا**۔ (الاحزاب ۵۳) یعنی اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔

اور انہیں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں قسم یاد کی ہے۔ فرماتا ہے۔ **لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون**۔ (الحجر ۷۲) یعنی آپ کی جان کی قسم یہ سب اپنے نشے میں سرگرداں ہیں۔

آپ ﷺ کے نسب شریف کا ذکر

محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، ابوالقاسم، اولاد کے آدم کے سردار، اللہ کا درودوسلام ہو آپ پر جب جب اہل ذکر آپ کا ذکر کریں اور اہل غفلت آپ کی یاد سے غافل رہیں۔

آپ کے جداعلیٰ عدنان اللہ کے نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے جو درحقیقت ذبیح ہیں، اور اللہ کے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ اللہ کا درودوسلام ہو ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور ان کے تمام انبیاء ومرسلین بھائیوں پر۔

یہ آپ کا نسب شریف ہے۔ آپ بنو ہاشم کے منتخب اور برگزیدہ ترین فرد ہیں۔
امام مسلم وغیرہ نے واثلہ بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **ان اللہ اصطفی کنانة من ولد اسماعیل واصطفی قریشا من کنانة واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔** (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ وصحیح ابن حبان دیکھئے ج ۷ ص ۸۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو چنا ہے۔

امام ترمذی نے اپنی سند سے انہیں سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم واسماعیل واصطفی من ولد اسماعیل کنانة واصطفی من کنانة قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم** یعنی اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل علیہ السلام کو، اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے

مجھ کو منتخب کیا ہے۔ (کتاب المناقب، باب فضل النبی ﷺ)

ابو عیسیٰ (امام ترمذی) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ لب لباب اور انتخابوں میں انتخاب ہیں، جیسا کہ بیشمار احادیث و آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

شکم جناب آمنہ رضی اللہ عنہا میں

حضور کے والد گرامی جناب عبداللہ نے بنو زہرہ کی عورتوں کی سردار آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب کی بیٹی تھیں۔ شادی کے بعد آمنہ رضی اللہ عنہا کی شکم تمام امتوں اور مخلوقات کے سردار سے معمور ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو سارے عرب و عجم کیلئے نعمت بنا کر اس وجود میں ظاہر کیا۔ آپ کا شکم مادر میں تشریف لانا پوری انسانیت کیلئے ایک نورانی سحر کا آغاز تھا۔

ابن سعد یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ کی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم سنتے تھے کہ جب اللہ کے رسول آمنہ رضی اللہ عنہا کی شکم میں آئے تو وہ کہا کرتی تھیں کہ میں نے محسوس ہی نہیں کیا کہ میں حاملہ ہوں اور نہ مجھے کوئی گرانباری تھی جو عام طور پر عورتوں کو ہوتی ہے...... میرے پاس ایک آنے والا آیا اور میں سونے جاگنے کے درمیان کی حالت میں تھی۔ اس نے کہا: کیا تمہیں احساس ہے کہ تم حمل سے ہو؟ گویا میں نے جواب دیا کہ: میں نہیں جانتی تو وہ بولا کہ: تمہارے شکم میں اس امت کے سردار اور اس کے نبی ہیں۔ یہ واقعہ دوشنبے کو رونما ہوا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ نے مجھے حمل سے ہونے کا یقین دلایا۔ کچھ مدت کے بعد جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو وہ آنے والا پھر میرے پاس آیا اور بولا کہ: کہو کہ **اعیذہ بالواحد الصمد من شر کل حاسد۔** میں اسے ہر حسد کرنے والے کے حسد سے خدائے واحد و صمد کی پناہ میں دیتی ہوں، تو میں یہ کہا کرتی تھی"۔ (طبقات ابن سعد ج ا ص ۹۸)

ولادت پاک

امام احمد اور امام بیہقی نے صحابی رسول ﷺ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ **انی عبداللہ وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ‘ وساخبرکم عن ذلک دعوۃ ابی ابراھیم‘ وبشارۃ عیسیٰ بن رؤیا امی التی رات‘ وکذلک امھات النبیین یرین۔** یعنی میں اللہ کا بندہ اور نبیوں کا خاتم ہوں جب کہ آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ میں تمہیں اس کی خبر دوں گا: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں جوانہوں نے میرے بارے میں کی اور اپنی ماں کے خواب کی تعبیر ہوں جوانہوں نے دیکھا تھا اور یونہی انبیاء کی مائیں دیکھتی ہیں۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

اور حضور ﷺ کی والدہ نے آپ کی پیدائش کے وقت ایک نور دیکھا تھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔

حافظ بیہقی نے **انی عبداللہ وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ** کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ حضور کی مراد یہ ہے کہ وہ قضائے الٰہی اور تقدیر خداوندی میں ایسے تھے قبل ازیں کہ پہلے نبی اور ابوالبشر علیہ السلام کا وجود ہو۔

امام احمد بیہقی اور طیالسی نے اپنی اپنی سندوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ کے شروع کا معاملہ کیا تھا؟ فرمایا: **دعوۃ ابی ابراھیم‘ وبشری عیسیٰ ابن مریم‘ ورأت امی انہ خرج منھا نور اضاء تنہ قصور الشام۔** (مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۲ وامام بیہقی‘ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۸۴‘ ابوداؤد طیالسی المسند حدیث نمبر ۱۱۴۰ وابن حجر ہیثمی‘ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۲۲) یعنی میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا‘ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی بشارت اور میری ماں نے دیکھا کہ

ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رأت امی حین وضعتنی سطع منها نور اضائت له قصور بُصرٰی (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰۲) یعنی میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک چمک دار نور نکلا جس سے بُصرٰی (بُصرٰی: دمشق کے قریب شام کی ایک آبادی، دیکھئے معجم البلدان ج ۱ ص ۴۴۱) جس کے محلات روشن ہو گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو اس حال میں کہ آپ زمین پر گھٹنوں کے بل تھے اور سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا تھا اور آپ کے ساتھ ہی ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے حتیٰ کہ آپ کی والدہ کو بُصرٰی کے اونٹوں کی گردنیں تک نظر آ گئیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا خود کو اپنے باپ ابراہیم کی دعا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی تو اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے عرض کیا تھا: رب اجعل هذا بلداء امنا وارزق أهله من الثمرات من آمن بالله واليوم الآخر۔ (البقرة ۱۲۶) یعنی اے رب اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں میں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اسے پھلوں سے رزق عطا فرما۔

پھر فرمایا: ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلو عليهم ء ايتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم۔ (البقرة ۱۲۹) یعنی اے ہمارے رب اور بھیج ان میں انہیں میں سے ایک رسول جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاکیزہ کرے بیشک تو غالب وحکمت والا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے ان کی اس دعا کو قبول فرمایا اور انہیں مبعوث فرمایا جیسا کہ حضرت ابراہیم نے سوال کیا تھا۔

''عیسیٰ ابن مریم کی بشارت'' سے مراد سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت ہے جو انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں اپنی قوم کو دی تھی جس کی حکایت قرآن حکیم یوں فرماتا ہے۔

واذ قال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (الصّف ۶) یعنی جب حضرت عیسیٰ نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری جانب اللہ کا پیغمبر ہوں اپنی پیش رو تورات کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد ایک رسول کے آنے کی بشارت دینے والا جن کا نام احمد ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی رات ایک بہت شرف وعظمت اور برکت والی رات ہے۔ جس کے انوار ظاہر ہیں اور جس کی شان بہت بلند ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کو اس وجود کے ساتھ موجود فرمایا۔ چنانچہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اسی شرف والی رات میں پاکیزگی کے ساتھ پیدا کیا تو آپ سے وہ فضیلتیں، بھلائیاں اور برکتیں ظاہر ہوئیں جس نے ہر عقل ونظر کو خیرہ کر دیا۔ حدیث وتاریخ جس کے گواہ ہیں۔

حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت ظاہر ہونے والی بعض نشانیاں

نبی کریم کا پیدائش پر بہت نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ نے ہانی مخزومی سے اپنی اپنی سندوں کے ذریعے روایت کیا ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ایوان کسریٰ متزلزل ہو گیا اور اس کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر گئے۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو قبل ازیں ایک ہزار سال میں کبھی نہیں بجھی تھی اور ساوہ

(ساوہ، قدیم ایران کا ایک شہر تھا۔ دیکھئے معجم البلدان ج ۳ ص ۲۴) شہر کی جھیل خشک ہوگئی۔ (اس روایت کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے دیکھئے ج ۱ ص ۱۲۶، تاریخ طبری ج ۲ ص ۱۳۱، ۱۳۲ و حافظ عراقی المورد الہنی (مخطوطہ ۱۱)

چودہ کنگرے گرنے سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ شاہان فارس میں سے صرف چودہ بادشاہ باقی رہ گئے تھے اور ان کا آخری فرد حضرت عثمان کی خلافت کے وقت تھا۔ فارس کی آگ وہ آگ تھی جسے اہل فارس پوجتے تھے اور رات دن اسے جلائے رکھتے تھے اور ساوہ کی جھیل اتنی بڑی تھی کہ اس میں کشتیاں چلتی تھیں۔ حضور ﷺ کی پیدائش پر فارس کی آگ بجھ گئی اور ساوہ کی جھیل کا پانی خشک ہو گیا۔

ولادت رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہونے والی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی تھی کہ شیطانوں کو آسمان سے شہابوں کے ذریعے مارا گیا جیسا کہ بعض علماء کرام نے لکھا ہے، مشہور اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ شیاطین کو شہابوں کے ذریعے مارنے کا آغاز حضور ﷺ کی بعثت سے شروع ہوا۔

انہیں نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ابلیس کو آسمان کی خبروں سے محجوب و محروم کر دیا گیا تو اس نے ایک بہت بھیانک چیخ ماری۔ (۱) اس نے ملعون ہونے کے وقت (۲) جنت سے نکالے جانے کے وقت (۳) حضور کی پیدائش کے وقت (۴) سورۂ فاتحہ کے نزول پر یہ چیخ ماری تھی اور اسے حافظ عراقی نے المورد الہنی میں بقی بن مخلد سے روایت کیا ہے۔

انہیں نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ہاتف غیبی کو حق کے ظہور کی بشارت دیتے سنا گیا اور بتوں کے اندر سے بھی یہ آواز سنی گئی۔

زمان و مکانِ ولادت کا ذکر

حضور ﷺ کی پیدائش کے سال میں اختلاف ہے۔ اکثریت کی رائے ہے

کہ عام الفیل میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ واقعہ فیل کے ایک ماہ بعد آپ کی پیدائش ہوئی۔

بیہقی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت اس سال میں ہوئی جس میں ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ خانۂ کعبہ پر لشکر کشی کی تھی۔ (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۷۵)

آپ کی ولادت کا مہینہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ تاریخ کے بارے میں زیادہ قابل اعتماد قول یہ ہے کہ بارھویں تاریخ تھی۔

البتہ پیدائش کے دن میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں کہ وہ دوشنبہ کا دن تھا۔ امام مسلم نے ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا **ذاك يوم ولدت فيه، وانزل علی فیه** یعنی دوشنبہ وہ دن ہے جس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب الصیام من کل شہر وصوم عاشورہ والاثنین والخمیس مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۹۷، ۲۹۹ وسنن بیہقی ج ۴ ص ۲۹۳)

مکانِ پیدائش مکہ مکرمہ ہے اور اکثریت کے مطابق مکہ کے محلے ''سوق اللیل'' میں آپ کی ولادت ہوئی۔ حافظ عراقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ ہارون الرشید کی والدہ نے آپ کی جائے پیدائش پر ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔ ارزقی کہتے ہیں کہ ''یہی آپ کی جائے پیدائش ہے اور اس میں اہل مکہ کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اب یہ جگہ ''محلة المولد'' (محلّہ میلاد) کے نام سے جانی جاتی ہے۔

* * *

الروضات النجات
فی
مولد ختم الرسالات

ترجمہ
بہارِ کائنات

الشیخ باقر کتانی رحمۃ اللہ علیہ (مراکش)

مترجم

حضرت مولانا احمد سعید سعیدی

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَقَّ حَمْدِہٖ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّہٖ وَعَبْدِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَجُنْدِہٖ۔ اَمَّا بَعْدُ!

علمِ سیرت کا تعلّق اُن علوم سے ہے جن کا سیکھنا، جاننا اور پڑھتے رہنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ علمِ سیرت کے سبق آموز واقعات کو ذہن نشیں کرنا از حد لازمی ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ جب کہ اِس علم کا نصف حصّہ کلامِ الٰہی میں مذکور ہے اور دوسرا حصّہ حضورِ پُرنور ﷺ کی سُنّتِ پاک کی صورت میں پہلے کی شرح کر رہا ہے۔

سیرت نگاری پر بصمیمِ قلب توجّہ دینا ہر دور میں غلامانِ مصطفےٰ کا شیوہ رہا ہے۔ نظم و نثر دونوں میں لکھی جانے والی سینکڑوں کتابیں اِس پر شاہد ہیں۔ اِن کتابوں نے حضور پُرنور ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کو انسانیت کی فلاح اور بھلائی کیلئے تا قیامت اپنے ماتھے کا جھومر بنا رکھا ہے اور قبل از ولادتِ نبوی کے حالات و واقعات سے لے کر حضور پُرنور ﷺ کے رفیقِ اعلیٰ کی بارگاہ میں پہنچنے تک کی تمام بہاریں اپنے اندر مہکا رکھی ہیں۔ تاریخِ عالم اُٹھا کر دیکھیں کہیں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی حتّٰی کہ قبل ازیں تشریف لے آنے والے اَنبیا و رُسُل کی تاریخ بھی ایسی مثال لانے سے قاصر ہے نیز ان کتابوں میں وہ فتوحاتِ اسلامیہ جو صحابہ کرام کے ہاتھوں آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہوئیں یا آپ ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد ہوئیں اُن سب کے نقوش ثبت ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ یہ تو منکروں سے آپ ﷺ کی تصدیق کا ضرورۃً تقاضا کرتی ہیں۔ امام ابن حزم ظاہری نے اپنی مایہ ناز تالیف ''**الفصل فی الملل**'' میں اِس نکتہ پر سیر حاصل بحث کی ہے نیز یہ رسول اللہ ﷺ کے سچّے ہونے

کی گواہی دیتی ہیں۔ ہم ایمان و یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کوئی معجزہ نہ پیش کرتے تو صرف آپ ﷺ کی سیرت ہی بقائے انسانیت کیلئے کافی تھی۔ سیرت پاک پر لکھی جانے والی اکثر کتابیں حضور پُرنور ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے بارے میں فائدہ بخش کلام سے نوازتی ہیں اور آپ ﷺ کے اسوہ مبارکہ کے ہر ہر پہلو کو لوحِ قلب و باطن پر ثبت کرتی ہیں جسے ایک نہ ایک عنوان کے تحت صحابہ کرام اور تابعین سے روایت کیا گیا ہے۔ ہم ذیل میں چند کا ذکرِ خیر کئے دیتے ہیں۔

1) **السّیرة لأبی بکر محمد بن مسلم بن شھاب القرشی المدنی**

آپ مشہور تابعی صغیر ہیں۔ آپ کی وفات 124ھ میں ہوئی۔

2) **السّیرة لأبی بکر محمد بن اسحاق**

آپ ولاء کے اعتبار سے مطلبی ہیں۔ آخر دم تک عراق میں قیام پذیر رہے۔ آپ حق و صداقت کا پرچار کرنے میں جان کی بازی لگانے کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

اِسی وصف کی بنا پر امامِ صدوق کہلاتے ہیں۔ آپ 151ھ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔

3) **السّیرة لأبی عبد الله محمد بن عمر الواقدی الأسلمی**

آپ قاضی الحافظ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مشہور سیرت نگار ہیں۔ آپ نے سرزمین بغداد پر 206ھ میں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی

4) **السّیرة لأبی محمد عبد الملک بن ھاشم الحمیری المعافری المصری**

آپ اپنے دور کے مایۂ ناز امام ہیں۔ ابتلائے زمانہ کے پنجوں سے اپنے آپ کو بچانے کا فن اچھی طرح جانتے تھے۔ ہر شے کو باریک بینی سے دیکھتے اور حالات

کے پلٹنے سے پہلے درست نتائج نکال لیتے۔

آپ کی قابلیّت کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

آپ 218ھ میں واصل بحق ہوئے۔

5) **السّیرة الشّریفة النّبویّة**

لأبی عبد الله محمد بن سعد بن منیع المصری الزّهری

آپ بیک وقت ایک محدّث، مؤرخ، ماہرِ علم الأنساب، فقیہ اور نحوی ہیں۔ آپ امام واقدی کے کاتب کی حیثیّت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ 230ھ میں بغداد میں وصال فرما گئے۔

6) **شرف مصطفیٰ**

لأبی سعید عبد الملك بن محمد النیشابُوری

آپ حافظِ حدیث ہیں۔ کافی کتابیں تألیف کی ہیں۔ نیشاپور میں 406ھ میں فوت ہوئے۔

7) **جوامع السّیرة**

لأبی محمد علی بن أحمد بن سعید بن حزم الأندلسی

آپ اپنے دور کے امامِ مجتہد اور فخرِ اسلام ہیں۔ سرزمینِ اندلس کے سپوت اور پانچویں صدی ہجری کے مجدّد ہیں۔ آپ نے 456ھ میں وفات پائی۔

8) **الدُّرر فی المغازی والسِّیَر**

لأبی عمر یوسف بن عبد البرّ النمری القرطبی المالکی

آپ اپنے زمانے کے امام ہیں۔ دینِ اسلام کا فخر اور ناز ہیں۔ حافظ الحدیث ہیں۔ آپ کی وفات سرزمینِ اندلس میں 463ھ میں ہوئی۔

9) **الشّفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ**

لأبی الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی المالکی

آپ کی زندگی عشقِ محمدی سے عبارت ہے۔ حافظ الحدیث ہیں۔ اپنے دور کے محدّث اعظم اور فخرِ مراکش ہیں۔ نُورِ علم آپ کا نصیب رہا ہے۔ آپ 544ھ میں مراکش میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔

10) **الرّوض الأنف فی شرح غریب ألفاظ سیرة ابن اسحاق ممّا بلغنی علمهٗ ویسّر لی فهمهٗ من لفظ غریب أو اعراب غامضٍ، أو کلام مستغلق أو نسب عویص أو موضع فقه ینبغی التنبیه علیه أو خبر ناقص، یوجد السبیل الیٰ تتمّته۔**

لأبی زید عبد الرّحمٰن بن عبد الله السّهیلی الأندلسی۔

پیدائشی نابینا تھے۔ علم و دانش کی عمیق وادیوں میں آبلہ پائی کر کے زمانہ بھر کی عظمتیں حاصل کیں۔ آپ نے ان گنت کتابیں لکھی ہیں۔ آپ نے 581ھ میں سرزمینِ مراکش پر اپنی جاں جانِ آفریں کے سپرد کی۔

11) **الوفا بأخبار المصطفیٰ**

لأبی الفرج عبد الرّحمٰن بن أبی الحسین علی بن الجوزیّ القرشی التّیمی البکری الصدیقی

آپ اپنے دور کے امام، حافظِ حدیث اور بے بدل واعظ تھے۔ آپ کا وصال 597ھ میں سرزمینِ بغداد پر ہوا۔

12) **الاکتفاء فی مغازی المصطفیٰ والثلاثة الخلفاء**

لأبی الرّبیع سلیمان بن موسیٰ الحمیدی الکلاعی البلنسی

آپ بہت بڑے امام ہیں۔ سرزمینِ اندلس کے آخری حافظ الحدیث ہیں۔ بیشمار کتابیں تحریر کی۔ آپ نے 634ھ میں دشمنانِ اسلام کے شہر میں درجہ شہادت پایا۔

13) السّیرة

لِمحبّ الدّین أبی العبّاس أحمد بن عبد الله الطّبری المکی الشّافعی

آپ حجاز اور یمن کے بے مثل شیخ ہیں۔ آپ مقتدائے زمانہ، فقیہ اعظم اور محدّث ہیں۔ آپ کا وصال سرزمینِ مکّہ پر 694ھ میں ہوا۔

14) عیون الأثر فی فنون المغازی والشّمائل و السِّیَر

لأبی الفتح محمد بن محمد سیّد النّاس الیعمری الأندلسّی الأصل المصری الشّافعی

آپ کی پیدائش اندلس میں ہوئی اور وہیں جوان ہوئے۔ آپ نے علم وحکمت میں بہت بڑا نام کمایا ہے۔ حافظ الحدیث ہیں۔ علم کا یہ آفتابِ عالمتاب سرزمینِ مصر پر 734ھ میں غروب ہوا۔

15) الفتح القریب فی سیرة الحبیب

لأبی الفضل فتح الدّین النّابلسی

آپ کی یہ تصنیف نظم کی صورت میں ہے۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، قاضی اور عظیم شاعر ہیں۔

16) الزّهر الباسم فی سیرة أبی القاسم

لعلاء الدّین مغلطاي بن قلیج الحنفی التّرکیب المصری

حافظ الحدیث ہیں۔ آپ کی بیشمار تالیفات علمی مقام کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آپ کا انتقال سرزمینِ مصر پر 762ھ میں ہوا۔

17) السّیرة

لأبی محمد عبد الکریم بن عبد النّور الحلبی ثمّ المصری الحنفی المعروف بابن أخت الشّیخ نصر الامام الحافظ مفتی الدّیار المصریّة

آپ ایک جیّد عالم ہیں۔ آپ کا وصال مصر میں ہی 735ھ میں ہوا۔

18) السّیرة الکبریٰ

لِعزّ الدّین أبی عمر عبد العزیز بن بدر الدّین بن جماعة الکنانی الحموي الشّافعی

آپ دیارِ مصر میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے ہیں۔ آپ مکّہ مکرّمہ میں 767ھ میں فوت ہوئے۔

19) السّیرة النّبویّة

لأبی الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدّمشقی

آپ ایک معروف شخصیّت ہیں۔ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور امام ہیں۔ آپ کی کتابیں آپ کا علمی شاہکار ہیں۔ ان گنت افراد نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔ اب بھی آپ کے وصال کے بعد آپ کی کتابوں سے مخلوقِ خدا بہرہ ور ہو رہی ہے۔ آپ 884ھ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔

20) الدُّرر السّنیّة فی نظم السِّیر الزّکیّة

لِزین الدّین عبد الرّحیم بن الحسین العراقی المصری الشّافعی

آپ بہت بڑے امام اور مشہور حافظ الحدیث ہیں۔ آپ ایک مقتدر مصنّف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ آٹھویں صدی ہجری کے مجدّد ہیں۔ آپ مصر میں ہی 806ھ میں فوت ہوئے۔

21) السّیرة

لِشہاب الدّین أحمد بن علی بن حجر الکنانی العسقلانی

آپ کے آباؤ اجداد کا تعلّق عسقلان سے ہے۔ اسی وجہ سے عسقلانی کہلاتے ہیں حالانکہ آپ کی ولادت مصر میں ہوئی، وہیں نشو و نما پائی، سکونت اختیار کی اور وہیں

رحلت فرمائی۔ اپنے زمانے میں سیّد الحفاظ کہلاتے تھے۔ 852ھ میں فوت ہوئے۔

22) **بهجة المحافل وبغية الأماثل فی تلخیص المعجزات والسِّیَر والشّمائل**

لِأبی زکریا عماد الدّین یحییٰ بن أبی بکر العامری الیمنی

آپ اپنے دور کے امام، محدّث، بہت بڑے علّامہ اور علم وحکمت کا مقتدر خزانہ تھے۔ آپ نے سرزمینِ یمن میں 893ھ کو وفات پائی۔

23) **المواهب اللّدنیّة بالمنح المحمدیّة**

لِشهاب الدّین أبی العبّاس أحمد بن محمد القسطلانی المصری الشّافعی

آپ عظیم المرتبت امام، حافظِ حدیث اور حجۃ الاسلام ہیں۔ آپ کی وفات 923ھ میں سرزمینِ مصر پر ہوئی۔

24) **سبل الهدیٰ والرّشاد فی سیرة خیر العباد وذکر فضائلهٖ وأعلام نبوّته وأفعالهٖ و أحوالهٖ فی البدء والمعاد**

لِشمس الدّین محمد بن یوسف الشّامی الدّمشقی الصّالحی

آپ مدرسہ حافظ سیوطی کے فارغ التحصیل علماء میں سے ہیں۔ اپنے دور کے قابلِ قدر امام ہیں۔ نے قاہرہ میں اپنی سکونت رکھی۔ 942ھ میں فوت ہوئے۔

25) **إنسان العیون فی سیرة الأمین والمأمون**

لِنور الدّین أبی الحسن علی بن ابراهیم الحلبی المالکی

آپ بہت بڑے متبحر عالمِ دین ہیں۔ آپ کی وفات مصر میں ہی 1044ھ میں ہوئی۔

26) **شرح مواهب القسطلانی**

لأبی عبد الله محمد بن عبد الباقی الزّرقانی المصری المالکی

آپ دیارِ مصر کے خاتمۃ المحدّثین اور بہت بڑے امام ہیں۔ آپ کا وصال مصر میں 1122ھ میں ہوا۔

27) **الذّخیرۃ فی السّیرۃ النّبویّۃ**

لِأبی عبد الله محمد المعطی بن صالح الشّرقی المغربی التّادلی البجعدی

آپ بہت بڑے شیخ، عارفِ وقت، مستند عالم اور ماہر ادیب ہیں۔ وفات بجعد کے مقام پر 1180ھ میں ہوئی۔

28) **المقالات السّنیّۃ فی مدح خیر البریّۃ**

لأبی عثمان بن علی

آپ بہت بڑے عالم اور ممتاز شخصیّت کے مالک ہیں۔

29) **السّیرۃ لأبی الفارس**

آپ یگانہ روزگار امام، جلیل القدر علاّمہ، بیک وقت کئی فنون پر دسترس رکھنے والے فاضل اور انسائیکلو پیڈیا ہیں۔

30) **فرائد الدُّرر وفوائد الفکر فی شرح مختصر السِّیَر**

لأبی علی بن أبی القاسم بن بادیس القسمطینی

آپ اپنے وقت میں قاضی کے عہدے پر کام کرتے رہے۔ مشہور محدّث اور اپنی سند کے ساتھ روایت کرنے والے تھے۔

31) **السّیرۃ النّبویّۃ والآثار المحمدیّۃ**

لأبی العبّاس أحمد زینی دحلان المکی الشّافعی

آپ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ممدوح ہیں گذشتہ صدی ہجری کے آخر

میں حرمین شریفین کے شیخ الاسلام کی حیثیت سے نام کمایا۔ اپنی صدی کے بے بدل عالمِ دین اور بدعتیوں پر اللہ تعالیٰ کی سونتی ہوئی تلوار ہیں۔ آپ کے بارے میں ہی یارانِ نکتہ داں نے کہا ہے کہ آپ کے نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ایسے ہے جیسے سورتِ فاتحہ کی قرأت نماز میں۔ آپ مکۃ المکرّمۃ میں ہی 1304ھ میں فوت ہوئے۔

32) مورد الصفا فی محاداۃ الشّفا

لأبی العبّاس أحمد بن الحاج العیاشی سکیرج الأنصاری

اپنے وقت کے بہت بڑے عالم دین ہیں۔ مشہور داعی اسلام اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔ طبع زاد شاعر ہیں۔ آپ کا وصال سطات کے مقام پر 1363ھ میں ہوا۔ آپ نے قاضی عیّاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی شفا شریف کو 10 ہزار سے زائد ابیات پر مشتمل منظوم صورت دی ہے۔

دیگر علماء کرام کے کارہائے نمایاں:

اس کے علاوہ بھی سیرت نبویہ کے دیگر پہلوؤں کی طرف توجہ دی گئی ہے۔

ہم ذیل میں حافظِ سخاوی کے اُس قول کو زینتِ قرطاس بنانا لازمی سمجھتے ہیں جو آپ نے تاریخ کی مذمّت کرنے والے کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا ہے:

آپ فرماتے ہیں:

”اِنَّہٗ لَوْ حَصَلَ التَّصَدِّی لِجَمْعِ اسْمِ مَنْ کَتَبَ فِی السِّیْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ لَکَانَ فِی عِشْرِیْنَ مُجَلَّداً فَاَکْثَرَ“

(اگر سیرتِ نبویّہ پر قلم آزمائی کرنے والوں کے بابرکت ناموں کی فہر مرتّب کی جائے تو بیس یا اس سے بھی زائد مجلّدات درکار ہوں گی)۔

حافظ کتّانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظِ سخاوی کے قول کی تعلیق میں اپنی تألیف ”التّالیف المولدیّۃ“ میں ارشاد فرمایا ہے۔

" هٰذِهِ عِبَارَتُهُ عَمَّا كُتِبَ مُنْذُ الْقُرُوْنِ الْأُوْلَىٰ إِلَىٰ الْقَرْنِ التَّاسِعِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَيْهِ مَا كُتِبَ بَعْدَهُ فِي هٰذِهِ الْقُرُوْنِ الْأَرْبَعَةِ انْجَلَى الْأَمْرُ عَلَىٰ حَقِيْقَةِ مَا ذَكَرْنَاهُ، وَإِذَا أَرَدْتَّ مَثَلًا يُوْقِفُكَ عَلَىٰ مَا وَرَاءَهُ فَإِنَّ عَائِلَةً وَّاحِدَةً بِالْمَغْرِبِ الْأَقْصَىٰ هِيَ: " الْعَائِلَةُ الْكَتَّانِيَّةُ " اتَّفَقَ لِعَدَدٍ مِّنْ أَفْرَادِ عُلَمَائِهَا الْإِشْتِغَالُ بِالتَّدْوِيْنِ فِي الشُّؤُوْنِ الْمُحَمَّدِيَّةِ، فَمِنْهُمْ مَنْ كَتَبَ فِي نِظَامِ حُكُوْمَتِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَتَبَ فِي شَيْبِهٖ وَخِضَابِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَتَبَ فِي أَكْلِهٖ وَلِبَاسِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَتَبَ فِي شَمَائِلِهٖ وَغَيْرِ ذَالِكَ مِمَّا يُجْتَمَعُ لَهُمْ مِنْهُ خَاصَّةً قَرِيْبٌ مِنْ مِّائَةِ مُصَنَّفٍ يُجْتَمَعُ مِنْهَا عِدَّةُ مُجَلَّدَاتٍ ضَخْمَةٍ "۔

یہ تو قرونِ اولیٰ سے لے کر نویں صدی ہجری تک لکھی ہوئی کتابوں کے بارے میں تھا۔ پس جب تیرھویں صدی ہجری تک چار سو سال میں تحریر شدہ کتابوں کا اضافہ ہو جائے تو حقیقتِ امر خوب واضح ہو جاتی ہے۔ جب آپ اس معاملہ میں مزید غور و تدبر کا ارادہ فرمائیں تو آپ ششدر رہ جائیں گے کہ مغرب اقصیٰ کے کتانی خاندان کے بے شمار علمائے کرام کا شغلِ زندگی ہی سیرتِ محمدیہ کے مہکتے پھولوں کو صفحہ قرطاس کے گلدستے میں سجانا رہا ہے۔ بعض نے تو آپ کی ولادتِ باسعادت پر مولود نامے تحریر کئے ہیں۔ بعض نے آپ کے خداداد علم ما کان و ما یکون کے تموج کو جہانِ رنگ و بُو کیلئے معراج قرار دیا ہے۔ بعض نے آپ ﷺ کے نظامِ حکومت کے خصائص قلمبند کر کے شاہانِ قصر کیلئے نشانِ منزل کی خبر دی ہے۔ بعض نے آپ کی ریش مبارک کے سفید بالوں اور اُن کے خضاب کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ بعض نے آپ ﷺ کے کھانے پینے کی سُنتیں جمع کر کے احسانِ عظیم کیا ہے۔ بعض نے آپ کے شمائل مبارکہ کو ضبطِ تحریر میں لا کر عاشقانِ وفا کیش کے دِلوں کی آرزو پوری کی ہے۔ ان کے علاوہ

بھی سینکڑوں کتابیں سیرتِ نبویہ کے کسی نہ کسی پہلو کو اُجاگر کرنے کیلئے لکھی گئی ہیں اُنہیں جمع کیا جائے تو بے شمار ضخیم جلدوں کی صورت اختیار کر سکتی ہیں۔

اپنے نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر کے احوالِ مبارکہ کو حیطہ تحریر میں لانے کا خصوصی بندوبست کرنا غلامانِ مصطفیٰ کے شوقِ دروں پر دلالت کرتا ہے جس میں کسی غیر مذہب کی کوئی مشارکت نہیں۔

اہلِ مراکش کی میلاد شریف پر ۵۰ عربی کتابیں

۵۰ تالیفات کے نام پیش کر رہے ہیں جو صرف مولدِ نبوی کے ساتھ خاص ہیں۔ ہم اس ضمن میں محض اپنے وطن مراکش کے فرزندگان کا ذکر کرنے پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

1) **مولد القاضی أبی الفضل عیّاض بن موسیٰ**

آپ نے مولد شریف لکھ کر فضائے قلب و باطن کو معطّر فرمایا ہے۔

2) **الدّرّ المنظّم فی مولد النّبیّ المعظّم**

لأبی العبّاس أحمد بن أبی عبد اللّٰہ محمد بن أحمد العزفی السّبتی

آپ فخرِ مراکش اور نازِ افریقہ، جلیل القدر امام، محدّث، عظیم راوی حدیث اور شہرِ سبتہ کی آبرو ہیں۔ (سبتہ وہ مغربی شہر ہے جسے ہسپانیہ نے اپنے قبضے میں لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے آزادی کی دولت سے مالا مال فرمائے اور تمام اسلامی سلطنتیں آزادی کے سائے میں ہمیشہ پھلتی پھولتی رہیں)۔ آپ اپنی تألیف کو پایہ تکمیل تک پہنچانے سے پہلے راہِ بقا سدھار گئے۔ آپ کے فرزندارجمند امیر سبتہ ابو القاسم محمد العزفی نے اس کی تکمیل کی۔ سبتہ ہی میں 633ھ میں جامِ وصال نوش کیا اور آپ کے صاحبزادے نے 677ھ میں اپنی جاں جان آفریں کے سپرد کی۔

3) **نظم الدّرّ المنظّم فی مولد النّبیّ المعظّم لأبی اسحٰق ابراھیم**

بن أبی بکر الأنصاری التّلمسانی الوقشی الأصل

آپ وقشیّ الأصل ہیں۔ آپ نے مغربی سبتہ میں ہی اقامت اختیار کی۔ آپ متبحّر عالمِ دین اور اعلیٰ رُتبے کے شاعر ہیں۔ آپ نے مولد العزفی کو قصیدہ عینیّہ میں بحرِ بسیط کے ساتھ 185 أبیات میں ڈھالا ہے۔ آپ سبتہ میں ہی 697ھ میں وصال فرما گئے۔

4) مولد نبوی

لأبی عمران موسیٰ بن أبی علی الزّناتی الزّموری

آپ مراکش میں ہی پیدا ہوئے اور یہیں پروان چڑھے۔ آپ نے 714ھ میں پیکِ أجل کو لبّیک کہا۔

5) مجلد فی المولد النّبویّ

لأبی عبد اللّٰہ محمد المعطی بن صالح الشّرقی التّادلی البجعدی

آپ بہت بڑے شیخ، عارفِ وقت، مستند عالم اور ماہر أدیب ہیں۔ آپ کی وفات بجعد کے مقام پر 1180ھ میں ہوئی۔

6) کراسة فی المولد النّبوی

لأبی عبد اللّٰہ محمد فتحا بن ابراهیم بن أبی بکر عبد اللّٰہ بن عباد النّفزی الرندی

آپ ایک جیّد عالمِ دین اور داعی اسلام ہیں۔ آپ نے فاس میں 792ھ میں وفات پائی۔ آپ کی یہ تالیف أمیر المؤمنین منصور السّعدی کے عہد ہمایوں میں جشنِ ولادتِ رسول ﷺ کے بڑے بڑے اجتماعات میں پڑھی جاتی تھی۔

7) مولد أبی عبد اللّٰہ محمد المغربی النّاصری

آپ مشہور شیخ اور عارفِ کبیر ہیں۔ آپ نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی

تبلیغ میں بسر کی۔ آپ نے لاذقیہ میں 1240ھ میں جامِ وصال نوش کیا۔

8) مولد أبی عبد اللّٰہ محمد الطّیّب بن أبی بکر بن کیران الفاسی

آپ بہت بڑے عالم، مایہ ناز مدرّس اور ہر کس و ناکس کو دینی جواہرات سے نوازنے میں اپنی مثل آپ تھے۔ آپ شہرِ فاس میں 1314ھ میں آخرت کے سفر پر روانہ ہوئے۔

9) الاِتحاف و الوداد ببعض متعلقات الولاد

لأبی العلاء ادریس بن علی السّنانی الغرباوی الفاسی

آپ بہت بڑے عالم، ماہر ادیب، باکمال شاعر، ہم وزن و یک رنگ مسجع نثر نگاری میں مشہور تھے۔ آپ فاس میں 1322ھ میں فوت ہوئے۔

10) القمر المنشق و حقیقة الحقائق بمولد الشّفیع المشفّع و خیر الخلائق

لأبی المواهب جعفر بن ادریس الکتّانی الادریسی الحسنی

آپ شیخ الاسلام کے لقب سے ملقّب تھے۔ امیر المؤمنین حسن الأوّل آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے وصال سے پہلے ان گنت تألیفات چھوڑی ہیں۔ آپ فاس میں مولد نبوی کی یاداشتیں اپنے شاگردوں کو لکھوایا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 1323ھ میں بمقام فاس ہوا۔

11) مولد أبی الفیض محمد ابن الشّیخ عبد الکبیر الکتّانی

یہ ہمارے جدِّ امجد کی لکھی ہوئی ہے۔ آپ بہت بڑے محدّث اور برگزیدہ عارف ہیں۔ آپ کا مزارِ مبارک فاس میں زیارت گاہِ عام و خاص ہے۔ آپ نے اپنی اس تألیف میں حدیث و سیرت کے دونوں علوم اور معرفتِ ربّانی کو یکجا کیا ہے۔ آپ نے فاس میں ہی 1327ھ میں راہِ بقا کا سفر اختیار کیا۔

12) السّانحات الأحمديّة فی مولد خیر البریّة

یہ بھی آپ کی تالیف ہے جو آپ نے اہلِ معرفت کیلئے تحریر فرمائی تھی۔ اسے جشنِ میلاد النّبی ﷺ کے اجتماعات میں کتّانی خانقاہوں میں ربیع الأوّل کی ساتویں رات پڑھا جاتا ہے۔ اس مولد شریف کی قرأت اور سماعت کے دوران روحانی کیف و سرور کے طاری ہونے کا احساس کیا جاتا ہے۔

13) مولد أبی عبد اللہ محمد فتحا بن قاسم القادری الحسنی

آپ بہت بڑے امام ہیں۔ آپ کا حلقہ احباب وسیع ہے۔ آپ کے ارادت مندوں کی اکثریّت فاس میں ہے۔ آپ نے فاس میں 1331ھ میں رحلت فرمائی۔

14) ھدایة المحبّین الی ذکر مولد سیّد المرسلین صلوات اللہ وسلامہٗ فی کلّ حین

لأبی عبد اللہ محمد التّھامی بن المدنی کنون الفاسی

آپ ایک مسلّمہ امام اور جامعہ قرویّین کے گنے چُنے مشائخ میں سے ایک ہیں۔ 1331ھ میں بمقام فاس واصل بحق ہوئے۔

15) النّفحات العنبریّة فی مولد سیّد البریّة

لأبی عبد اللہ محمد ضما بن محمد التّھامی کنون

آپ ایک جیّد عالمِ دین اور گوناگوں دینی علوم وفنون کا سرچشمہ ہیں۔ آپ کا وصال فاس میں 1333ھ میں ہوا۔

16) السّرّ الأبھر فی ولادة النّبیّ الأطھر

لأبی ابراھیم أحمد ابن الشّیخ جعفر الکتّانی

آپ بہت بڑے صوفی اور عارف باللہ ہیں۔ آپ کافی علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ جامعہ قرویّین کے ممتاز شیوخ اور مصنّفین میں سے تھے۔ آپ نے

فاس میں 1340ھ میں پیکِ اُجل کو لبیک کہا۔

17) منهاج الحقّ الواضح الأبلج فی ولادة صاحب الطّرف الأدعج و الحاجب الأزج

یہ تألیف لطیف بھی حضرت شیخ ابو ابراہیم احمد ابن شیخ جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

18) النّظم العجیب فی الفرح بولادة الحبیب

شیخ کتّانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مولد مبارکہ کو نظم میں تحریر کیا ہے۔

19) اسعاف الرّاغب الشّائق بخبر ولادة خیر الأنبیاء و سیّد الخلائق لأبی عبد اللّٰه محمد ابن الشّیخ جعفر الکتّانی

آپ بلند پایہ امام، حافظ، محدّث اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔ آپ کا وصال مبارک فاس میں ہی 1345ھ میں ہوا۔ سرزمینِ مراکش میں آپ کا لکھا ہوا مولد شریف بہت ہی مشہور ہے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ بردہ شریف اور قصیدہ ہمزیّہ شریف کی طرح اس کے پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے مظاہرِ اہتمام میں سے یہ بھی ہے کہ علمائے کرام کا جمِ غفیر اور نعت خواں حضرات اسے یاد کر کے جشنِ ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرحت آگیں اجتماعات میں پڑھ کر سُناتے ہیں۔ بعینہٖ اس طرح جیسے اہلِ مشرق امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی مولد شریف کے پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اہلِ مغرب اسے اپنے دیگر دینی اجتماعات میں بھی رونقِ قلب و باطن بناتے ہیں۔ علمائے کرام نے اس کا ترجمہ ترکی زبان میں بھی کیا ہے۔ بیشتر مؤلّفین نے اپنی اپنی تألیفات میں آپ کے مولد شریف پر انحصار کیا ہے۔ بعض نے تو کئی کئی فصول من و عن نوٹ کی ہیں۔

20) فجر السّعادة الباسق و قمر السّیادة الشّارق علی اسعاف الرّاغب الشّائق بخبر ولادة خیر الأنبیاء و سیّد الخلائق

لأبی العبّاس أحمد ابن الشّیخ جعفر الکتّانی

آپ کا ذکرِ خیر پہلے گذر چکا ہے۔ آپ نے اس میں اپنے برادرِ محترم حضرت محمد بن جعفر کتانی کی تحریر کی ہوئی مولد شریف کی شرح کی ہے جسے آپ اپنی ''مسجد مولانا عمر'' میں مغرب اور عشاء کے درمیان شہرِ فاس کے باسیوں کو ماہِ ربیع الأوّل میں سُنایا کرتے تھے۔

21) الیمن و الاسعاد فی مولد خیر العباد

للامام محمد بن جعفر الکتّانی

یہ حضرت محمد بن جعفر کتّانی کی دوسری مولد شریف ہے۔ آپ کا ذکرِ خیر قبل ازیں ہو چکا ہے۔ آپ کی اس مولد شریف نے پہلی کی مثل شہرت نہیں پائی۔

22) السّرّ الرّبّانی فی مولد النّبی العدنانی

لأبی عبد اللہ محمد بن محمد البنانی الفاسی

آپ بہت بڑے شیخ، جید عالمِ دین، باکمال مدرّس اور خلقِ خدا کے غمگسار تھے۔ آپ فاس میں 1345ھ میں فوت ہوئے۔

23) شفاء الأسقام بمولد خاتم الأنبیاء و صفوۃ الرّسل الکرام

لأبی محمد الطّاھر بن الحسن الکتّانی

آپ بہت بڑے عالمِ دین، مشہورِ زمانہ عارف باللہ اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔ آپ کا شمار فاس کے جامعۃ القرویّین اور مدرسۃ ناصریّۃ کے ماہر اساتذہ میں ہوتا ہے۔ وفات فاس میں 1347ھ میں اُس وقت ہوئی جب آپ جشنِ ولادتِ رسول ﷺ کی روح پرور محفل میں اپنی مولد شریف سُنا رہے تھے۔

24) تحفۃ الصادر و الوارد بولادۃ صاحب الشّفاعات فی المواقف و المشاھد ۔

للشّیخ محمد الطّاهر الکتّانی

یہ بھی آپ ہی کی تصنیفِ لطیف ہے۔

25) **مولد لأبی رافع عبد العزیز بن محمد بنانی الفاسی**

آپ ایک جیّد عالمِ دین، کافی علوم پر دسترس رکھنے والے اور فاس کی مجلسِ علمی کے نائب رئیس تھے۔ آپ کی وفات 1347ھ میں ہوئی۔

26) **فتح اللّٰہ فی مولد خیر خلق اللّٰہ**

لأبی الحسنات فتح اللّٰہ ابن الشّیخ أبی بکر بنانی الرّباطی

آپ بہت بڑے شیخ، ارادتمندوں کی تربیّتِ صادقہ فرمانے والے، یگانہ روزگار مدرّس اور بندگانِ خدا کیلئے نفع بخش انسان تھے۔ آپ کی وفات رباط میں 1354ھ میں ہوئی۔

27) **مولد أبی العبّاس أحمد بن محمد فتحا العلمی المشیشی الحسنی الفاسی ثمّ المراکشی**

آپ بہت بڑے داعی اسلام تھے۔ آپ کی دینی مساعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ مراکش کے جامعۃ یوسفیہّ کے اہم ترین بانیان میں سے تھے۔ آپ کی وفات 1358ھ میں ہوئی۔

28) **اتحاف السّامعین بمولد سیّد المرسلین**

لأبی عبد اللّٰہ عبد الصمد بن محمد التّهامی کنون الفاسی ثمّ الطّنجی

آپ نادرِ زمانہ عالم، طالبانِ صدق ووفا کیلئے نفع رساں مدرّس اور سچے داعی اسلام تھے۔ آپ طنجہ میں ہی 1362ھ میں واصل بحق ہوئے

29) **مولد**

لأبی العبّاس أحمد ابن الحاج العیاشی سکیرج الأنصاری

آپ کا قبل ازیں ذکرِ خیر ہو چکا ہے۔

30) النّور اللائح بمولد الرّسول الخاتم الفاتح

لأبی زید عبد الرّحمٰن بن زیدان العلوی الحسنی

آپ شہرِ مکناس کے باسی تھے۔ آپ مملکتِ علویّہ کے تاریخ نویس، جلیل القدر عالم اور لاتعداد کتابوں کے مصنّف ہیں۔ آپ نے مکناس میں ہی 1365ھ میں موت کا ذائقہ چکھا۔

31) شفاء السّقیم فی مولد النّبیّ الکریم

أبی علی الحسن بن عمر مزُّور الفاسی

آپ مراکش کی آزادی کے بعد جامعۃ القرویّین کی مجلسِ علمی کے پہلے رئیس مقرر ہوئے نیز آپ اس کے اُن بزرگ اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے علم و دانش کی اشاعت میں اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور کئے ہوئے پیمان نبھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

32) الرّحمة العامّة فی مولد خیر الأمّة

لأبی العبّاس عبد اللّٰہ محمد بن محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارك الفتحی المراکشی

آپ مراکش کی جامع ابن یوسف میں تعینات رہے ہیں۔ بہت بڑے عالم، مؤرّخ اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔ مراکش میں 1369ھ میں واصل باللہ ہوئے۔

33) بلوغ السّعد و التّهانی فی مولد صاحب السّبع المثانی

لأبی العبّاس أحمد بن محمد العمرانی الحسنی الفاسی

آپ کو کافی علوم پر مہارتِ کاملہ حاصل تھی۔ آپ بیک وقت معروف مدرّس اور مصنّف تھے۔ آپ کا شمار اُن چیدہ چیدہ علمائے قرویّین میں ہوتا ہے جنہوں نے

اپنی ساری زندگی دینی علوم کی ترویج اور اشاعت میں صرف کردی۔ آپ سرزمینِ فاس میں 1370ھ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔

34) **بلوغ القصد و المرام بقراءة مولد خير الأنام**

لأبی عبد اللّٰه محمد بن محمد الحجوجی الحسنی الفاسی ثمّ الدّمناتی

آپ اپنے دور کے بہت بڑے عالم، بیشمار کتابوں کے مستند مؤلّف، داعی اسلام اور سچّے کھرے انسان ہیں۔ آپ کا وصال دمنات میں 1370ھ میں ہوا۔

35) **مولد ثان لهٗ أيضاً**

یہ ابوعبداللہ محمد بن محمد الحجوجی الفاسی کی دوسری مولد شریف ہے۔

36) **نبذة بهيّة و طرفة شهيّة فی ولادة خير البريّة**

لأبی الفضل اسماعيل بن المأمون الادريسی القيطونی الحسنی

آپ بہت بڑے عالم اور ماہرِ علوم وفنون ہیں نیز آپ شہرِ فاس کے عہدہ قضا پر متمکّن رہے ہیں۔

37) **مولد**

لأبی الاسعاد محمد بن عبد الحیّ ابن الشّيخ عبد الكبير الكتّانی

یہ مولد شریف ہمارے والدِ محترم کے چچا جان کی لکھی ہوئی ہے۔ آپ اپنے دور کے حافظ اور محدّث تھے۔ آپ تاریخ اور فلسفہ کے امام مانے جاتے تھے۔ آپ نبّاضِ عصر، زمانی تدویرات کو بھانپنے والے، گردشِ دوراں کو گرفت میں لینے والے یکتائے روزگار شخصیّت اور علم الأنساب کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات 1382ھ میں ہوئی۔

38) **البساتين الزّاهية فی مولد النّبیّ الانسانيّة**

لأبی الهدیٰ محمد الباقر ابن الشّيخ محمد الكتّانی الشّهيد

یہ ہمارے والدِ گرامی کی تألیف ہے۔ آپ اپنے دور کے بُلند پایہ امام اور داعی اسلام ہیں۔ آپ اپنی ساری زندگی اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد میں گذار دی اور سرزمینِ مغرب کے شہروں اور دیہاتوں کے لاکھوں نفوس کے دِلوں میں اسلامی عقیدے کی خوشبوئیں مہکا دیں۔ آپ نے مراکش کو فرانسیسی استعمار اور سامراج سے آزادی دِلانے میں بھرپُور کردار ادا کیا۔ آپ علمی جواہر سے مالا مال کرنے والے مدرّس اور تصانیفِ کثیرہ کے مالک ہیں۔ آپ نے سلا میں 1384ھ میں جامِ وصال نوش کیا۔ آپ نے اپنی اس تألیف کو حضور پُرنور ﷺ کی تریسٹھ سالہ حیاتِ مبارکہ کی موافقت سے تریسٹھ گلزاروں پر منقسم کیا ہے۔

39) روضات الجنّات فی مولد خاتم الرّسالات (اُردو ترجمہ بہارِ کائنات)

لأبی الھدیٰ محمد الباقر ابن الشّیخ محمد الکتّانی الشّھید

آپ کی یہ تألیف "دس بہاروں" پر مشتمل ہے۔ مجلّۃ الاسلام المصریّۃ نے آپ کی ان دونوں تألیفات کے بارے میں ماہِ ذوالحج 1357ھ کے شمارہ جات میں اپنے اداریے کے کلمہ تشکّر میں تحریر کیا جب آپ حجازِ مقدّس کے سفر سے قاہرہ تشریف لے گئے تھے۔

40) مولد أبی الحامد العربی بن محمد التّمسمانی الطّنجی

آپ ماہرِ فنون وعلوم اور جانے پہچانے ادیب تھے۔ طنجہ کا عہدہ قضا آپ کے پاس تھا۔ آپ 1389ھ میں فوت ہوئے۔

41) مولد أبی عبد السّلام عبد القادر ابن الشّیخ محمد بن سودۃ المری

آپ بہت بڑے عالم اور سفرنامے لکھنے والے ہیں۔ آپ بلند پایہ مؤرّخ، عظیم مدرّس اور اعلیٰ منزلت خطیب ہیں۔ آپ فاس میں 1389ھ میں واصل بحق ہوئے۔

42) یتیمۃ العقد المنضد فی مولد سیّدنا محمد

لأبی عبد اللّٰه محمد ابن الشّیخ عبد الصمد کنون الفاسی ثمّ الطّنجی۔

آپ جلیل القدر عالمِ دین اور بہت بڑے کاتب ہیں۔ آپ طنجہ میں ہی زاویہ ناصریہ کے خطیب رہے ہیں۔

43) **مختصر یتیمة العقد المنضد فی مولد سیّدنا محمد**

یہ بھی حضرت ابوعبداللہ محمد ابن الشّیخ عبدالصّمد کنون الفاسی کی تالیف ہے۔

44) **شفاء الآلام بذکر ولادۃ الرّسول الأعظم علیه الصّلاۃ و السّلام**

لأبی العلاء ادریس بن محمد بن العابد الحسینی العراقی

آپ جامعۃ القرزوین کے فارغ التّحصیل ہیں۔ آپ ماہر ریاضی دان اور تقویمی حساب کے مسلّمہ اُستاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سدا سلامت رکھے۔

45) **الاسعاد الفائق بمولد خیر الخلائق**

یه بھی أبو العلاء ادریس بن محمد بن العابد الحسینی العراقی کی تالیف ہے۔

46) **السّرّ الباھر الأطھر فی مولد النّبی الطّاھر المطھّر**

لأبی الیمن عبد الحفیظ ابن الشّیخ عبد الصمد کنون الفاسی ثمّ الطّنجی

آپ علم و حکمت کا گنجینہ، صدق و صفا کا خزینہ اور خطابت کا انمول نگینہ ہیں۔ آپ طنجہ کی جامع مسجد کے خطیب بھی رہے ہیں۔

47) **مولد نبوی**

یہ ایک مختصر مولودنامہ ہے جو شرکائے مجلس کو سُنایا جاتا ہے۔
یہ بھی ابوالیمن عبدالحفیظ ابن الشّیخ عبدالصمد کنون الفاسی کی تالیف ہے۔

48) مولد أبی العلاء ادریس بن المختار التّاشفینی الفاسی ثمّ الجدیدی

آپ ایک جیّد عالمِ دین، مایہ ناز مدرّس، اعلیٰ پایہ خطیب اور داعی اسلام ہیں۔

49) الجوهر المكنون فی مولد الأمین المأمون

لأبی حامد العربی ابن الحاج المبارك العبادی أبا اسباعی أمّا السّلاوی ثمّ البیضاوی

آپ بہت بڑے علاّمہ، یکتائے زمانہ مدرّس، بے بدل خطیب، قصرِ کبیر کے سابق قاضی اور اُن چند علمائے کرام میں سے ہیں جنہوں نے شقاوت زدہ اور رُسوائے زمانہ عہد میں سلا اور دارِ بیضاء کے مقام پر غیر حکومتی آزاد مدارس قائم کئے۔ ان تمام علمائے کرام کا ان دونوں شہروں اور ان کے مضافاتی علاقوں پر گہرا اثر و رسوخ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیوضات جاری رکھے۔

50) مولد حزر باللّغة البربریّة

ہم اس کے مصنف کی بابت کچھ نہیں جانتے۔ حضرت حافظ کتّانی فرماتے ہیں:

”میں نے قومِ بربر سے اُن کی زبان میں بارہا سُنی ہے۔ آپ نے اس کا ایک جملہ بھی پڑھ کر سُنایا“

اللہ سلف صالحین پر رحم فرمائے اور اُن کی اولادِ امجاد میں برکتیں سدا قائم رکھے۔

اے جشنِ ولادتِ رسول ﷺ کے پاک طینت عاشقو! رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں رضائے الٰہی کی خاطر اجتماعاتِ جشن کا محبت سے اہتمام کرنے والو! یہ ایک ایسی مولدِ شریف ہے جس کے پڑھنے سے دِل علاّم الغیوب پروردگار کی بارگاہِ ازلی کی طرف کشاں کشاں چلے جاتے ہیں اور تشنگانِ صدق و وفا بے پیدا کنار بحرِ معرفت سے اپنی پیاس بُجھانے کیلئے آتشِ شوق میں تڑپتے رہتے ہیں

نیز یہ اُنہیں ایسے علم و معرفت کی غذا پہنچاتی ہے جس کی تائید آیاتِ ربِّ غفّار، احادیثِ محبوبِ کردگار اور کلامِ علمائے پاک کے کردار سے ہوتی ہے۔ یہ دیارِ مشرق و مغرب میں لکھے ہوئے تمام مولود ناموں میں سرِ فہرست ہے کیونکہ اس کا نقطہ اعتماد صحیح احادیث، قابلِ قبول آثار و اخبار، علمائے حدیث و اثر کے دلنشیں کلام اور پختہ رائے کے مالک محققین کی پُر اثر و دلآویز نگارِ عالم تحقیقات پر ہے۔

ہم حق سبحانہ تعالیٰ کے شکر گذار ہیں کہ اُس ذاتِ لم یزل نے ہمیں اپنے والدِ محترم کی قلبی خواہش پُوری کرنے کی سعادت اُرزانی فرمائی ہے۔ یہ ہمارے والدِ گرامی کی آرزوئے ناتمام تھی جس کے پُورا کرنے کا عزم آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ ہم ذاتِ حق کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اپنے والدِ گرامی کے تحریر کئے ہوئے اس مولد شریف کی طباعت کی توفیق مرحمت فرمائے جو آپ کے حسین سپنوں کی تعبیر اور روحانی منازل کی معراج ہے جس کی تالیف سے فراغت پانے کے چار گھنٹے بعد آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ علاوہ ازیں آپ کی دیگر تصانیف کے چھپوانے کیلئے ہمیں اپنی مساعی جمیل جاری رکھنے کی تڑپ نصیب فرمائے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

26 ذوالحج بروز جمعۃ المبارک 1394ھ صاحبزادہ سیّد عبد الرحمٰن الکتّانی
بمطابق 10 جنوری 1975ء صاحبزادہ سیّد محمد الکتّانی
سلا...... مراکش

تقدیم الکتاب

مجھے آپ کی خدمت میں اپنی والدہ کے جدِّ محترم مربّی زماں، مصلحِ دوراں حضرت شیخ ابو الہدیٰ محمد الباقر بن محمد بن عبد الکبیر الکتّانی الادریسی الحسنی کی تصنیفِ لطیف پیش کرنے کا موقع نصیب ہوا ہے۔ آپ کی اس تصنیف ”روضات الجنّات فی مولد خاتم الرّسالات“ پر آپ کے دو صاحبزادوں حضرت سیّد عبد الرحمٰن اور حضرت سیّد محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے تحقیقی حاشیہ آرائی کی ہے۔ آپ کے دونوں صاحبزادوں کا شمار جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔ حضرت سیّد عبد الرحمٰن اپنے آبائی علاقے سلا میں واقع المعہد الکتّانی کے پرنسپل رہے ہیں نیز رباط اور سلا کی تنظیم رابطۃ علماء المغرب کی مختلف برانچوں کے انچارج بھی رہے ہیں۔ آپ کی وفات 1401ھ بمطابق 1980 کو ہوئی۔ آپ کے دوسرے فرزند حضرت سیّد محمد کتّانی طریقہ کتّانیہ کے شیخ محترم ہیں۔ آپ کے علم و کمال پر اپنوں نے ہی نہیں بلکہ بیگانوں نے بھی دادِ تحسین پیش کی۔ آپ نے اپنی ساری زندگی دعوتِ اسلام میں صرف کی ہے۔ آپ کا وصال 1416ھ بمطابق 1996ء ہوا۔

”روضات الجنّات فی مولد خاتم الرّسالات“ (ترجمہ: بہارِ کائنات) کا شمار اُن اہم ترین کتابوں میں ہوتا ہے جن کا مرکزی موضوع رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہے۔ اس کتاب کے مؤلف حضرت سیّد ابو الہدیٰ محمد باقر بن محمد بن عبد الکبیر الکتّانی الادریسی الحسنی نے اس میں صحیح احادیث رقم کرنے کا اہتمام کیا ہے یا وہ اساسی نکات پیش کرنے کی سعیِ جمیل کی ہے جن کی اصل سُنّت سے ثابت ہے۔ یہ

دورِ حاضر کی اعلیٰ ترین کتاب ہے اس میں مؤلف نے اخلاقِ نبویّہ کے حسین پھول چنے ہیں اور اُس تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہونے کا نسخہ تجویز کیا ہے جسے اپنے گلے کی مالا بنانا ہر مسلمان پر فرض ہے نیز فاضل مؤلف نے اسلامی وقائع اور قضایا بالخصوص دشمنانِ اسلام کی عالمِ اسلام پر استعماری، فکری اور عسکری جارحیت بھی ہدفِ سخن بنائی ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں دیگر ادیان کے ماننے والوں بالخصوص نصرانیوں اور یہودیوں کے ساتھ میل جول اور علاقائی اختلاط کے نتیجہ میں علمائے کرام نے ایک فکری اور دعوتی تناظر کے فریم ورک میں اسلامی مناسبات سے کما حقہٗ فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے جشنِ میلاد النبی ﷺ منانے کا خصوصی اہتمام کیا تاکہ غلامانِ مصطفیٰ کو بالخصوص اور لوگوں کو بالعموم اپنے دین اور اپنے سچے نبی ﷺ کی سیرتِ پاک سے آگاہ کر کے اُن کے قلب و باطن میں آپ ﷺ کی محبت راسخ کریں اور دیگر اقوام کو دینِ اسلام کی طرف بُلانے کا مشن پُورا کریں جس طرح وہ قومیں اپنے خاص تہواروں اور عیدوں کے موقع جات کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے اجتماعات میں اپنے اپنے دین کی عملی تعلیمات کی تبلیغ کر کے باطل نظریات سامعین کے اذہان میں مرتسم کرتیں تھیں۔ اِسی طرح علمائے ملّت کی تراوشِ ذوق نے بابرکت اسلامی تہواروں مثلاً: عیدین، بہار آفریں ایام مثلاً: عیدِ میلاد النبی ﷺ کا دن (معراج النبی ﷺ) وغیرہ سے دینی منفعت اُٹھانے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے دِلوں میں اسلام کی محبت جاں گزیں کرنے نیز رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک کے ساتھ تعلّق کی مضبوط راہیں اُستوار کرنے اور شریعتِ اسلامیہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کیلئے اُن کے اندرونی جذبات اُبھارنے کا پروگرام تشکیل دیا۔ لہٰذا اِن دنوں میں شرکاء کو کھانا کھلانے کا بھی بندوبست کر کے مادّی سطح پر اُن کی امنگ کا بھی خیال رکھا تاکہ کسی بہانے اُن کے دینی ذوق کو سہارا دیا جاسکے۔

شاہانِ علم و حکمت نے اِس میدان میں خوب خامہ فرسائی کی اور لاتعداد کتابیں لکھ کر غلامانِ مصطفےٰ کیلئے تسکینِ قلب کا ساماں مہیّا کیا۔ اغلب خیال یہی ہے کہ حضرت حافظ ابوالخطاب عمر بن الحسن بن دحیۃ کلبی رحمۃ اللہ علیہ (ت 633ھ) نے اپنی کتاب ”التّنویر فی مولد السّراج المنیر“ لکھ کر اوّلیں مقام پایا ہے۔

علمائے کرام کے تالیفی منہج کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ حضور سیّد المرسلین ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر پیش آمدہ ایمان افروز واقعات صفحہ قرطاس کی نذر کرنا۔

2۔ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد کی سوانح حیات کا تذکرہ کرنا۔

3۔ آپ ﷺ کے اُوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ عدیدہ بیان کر کے حُسنِ طلب میں اضافہ کرنا۔

4۔ آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ اور تعلیماتِ نافعہ سے باطنی کیف کی فضا پیدا کرنا۔

5۔ آپ ﷺ کی سیرتِ پاک کے اہم واقعات کی عطر بیزی سے دنیائے انسانیت کو مہکانا۔

یہ کتابیں پند و نصائح اور ارشادات سے بھی مزیّن ہیں نیز اِن میں اُمّتِ مسلمہ کے ساتھ خیر سگالی کے جذبات پر مشتمل دعائیں بھی ہیں۔ مزید برآں یہ گراں مایہ تصانیف عنوانات کے اختصاص اور اُن کی ترتیب میں بھی ایک دوسرے سے جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں جس طرح ہر دور کے تقاضوں کے مطابق اپنے ادبی اسلوب اور علمی و عرفانی مواد کی ضخامت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ بعض تو بلاغت اور ادب میں اپنا ثانی ہی نہیں رکھتیں اور بعض صوفیانہ تاویلات اور فلسفیانہ موشگافیوں میں بے نظیر مقام کی حامل ہیں اور بعض قدیم ماثورات پر مشتمل ہیں۔

مؤلف کے عم محترم شیخ الاسلام حضرت سیّد عبدالحی بن عبدالکبیر الکتّانی قدّس سرّہ العزیز (ت: 1382ھ/1962ء) نے مولد نبوی پر تحریر کی گئی تمام کتابوں کو اپنی تصنیف ''التّألیف المولدیّۃ'' میں یکجا فرما دیا ہے جسے مجلّۃ ''الزّیتونیّۃ'' کے شمارہ ماہِ ربیع الأوّل 1356ھ بمطابق مئی 1937ء کے سینکڑوں پرچہ جات میں چھاپا گیا تھا۔ دونوں محقّقین جناب سیّد عبدالرّحمٰن اور سیّد محمد نے اس کتاب کے مقدّمہ میں حاشیہ آرائی کی ہے اور بیسیوں تألیفات کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اِن مراجع پر آگاہی پانے کے بعد یہ حقیقت أظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ علمائے اسلام نے چوتھی صدی ہجری سے ہی انتہائی جانفشانی اور عرق ریزی کے ساتھ سیرتِ نبویّہ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کر کے اپنا دینی فریضہ نبھانے کی بھرپُور کوشش کی ہے۔

یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ اس طرح مولد نبوی شریف کو درخورِ اعتناء سمجھنے اور اسے اپنی خوش بختی کا ضامن تصوّر کرنے نے بعض علمائے کرام پر عرصہ دراز تک سوچ و بچار کے دروازے بند کئے رکھے کیونکہ حیاتِ نبویّہ کے عرصہ مبارک کو چھوڑ کر صدرِ اسلام کی تینوں پُرفضیلت صدیوں میں مولد شریف کو ایسے ہی اندازِ میں تحریر کرنے اور اسے ایک خصوصی اہتمام کے ساتھ پڑھنے نے کوئی ایسا ماحول پیش نہیں کیا جس میں بڑے پیمانے پر اس کی مشروعیّت کو زیرِ بحث لا کر قدیم و جدید علمائے کرام کی نگاہ میں اس کے بدعت ہونے یا مستحب ہونے کا تعیّن ہوا ہو۔

میں بذاتِ خود اس زادِ راہِ انسانیّت کے بارے میں اُن استدلالات کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہوں جو جشنِ میلاد النّبی ﷺ کو جائز قرار دینے والوں نے پیش کئے ہیں۔ ویسے تُو مولد نبوی شریف کے واقعات قلمبند کرنے والوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کی مشروعیّت پر ایک پُوری فصل لکھی ہے۔ خاص طور پر ہمارے جدّ امجد سیّدنا شیخ الاسلام حضرت سیّد محمد بن جعفر الکتّانی قدّس سرّہ العزیز نے اپنی تصنیفِ

لطیف "الیمن والاسعاد فی مولدِ خیر العباد" کے ابتدائی صفحات میں ہی ایک جامع شذرہ تحریر کیا ہے۔

جشنِ ولادتِ رسول ﷺ منانے میں ایک بنیادی اختلاف یہ ہے کہ آیا ہر وہ شے جو حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں نہ ہو بلکہ بعد میں پائی جائے وہ بدعتِ غیر جائز ہے یا اس پر پانچ تشریعی احکام یعنی اباحت، استحباب، وجوب، کراہت اور تحریم میں سے کوئی ایک حکم لاگو ہوتا ہے کہ نہیں؟

جشنِ میلاد النبی ﷺ کو ناجائز تصور کرنے والوں کے دلائل:

1) اس گروہ کا خیال ہے کہ جو شے حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں نہ ہو بلکہ بعد میں میں پائی جائے وہ دینی صفت سے مزیّن ہو لیکن مصلحتِ مرسلہ سے خالی ہو وہ بہرصورت دین میں ایک نئی اختراع اور غیر جائز بدعت ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث پاک ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

(جس نے بھی ہمارے اس امر میں نئی اختراع کی جس کا تعلّق اس سے نہ ہو وہ مردود ہے)

2) دوسری حدیث پاک میں ہے:

أَلَا إِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

(خبردار! ہر اختراع بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔

3) حضور پُرنور ﷺ کا فرمان ہے:

كُلُّ عَمَلٍ لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

(ہر وہ عمل جس کی بنیاد ہمارا اُمر نہ ہو وہ مسترد ہے)۔

4) ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مولد شریف منانا اُن بابرکت اعمال میں سے ہے جن کے ذریعے قربتِ الٰہی کی توقّع کی جاتی ہے اور جسے ایک شرعی صفت بنا دیا گیا ہے تاہم زمانہ نبوّت میں اس کی نظیر نہیں ملتی اور نہ ہی اگلی دونوں بہترین صدیوں میں اس کی دلیل میسّر آتی ہے جیسا کہ امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے:

آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ

میری صدی میرے بہترین اُمّتیوں سے جگمگا رہی ہے پھر ان سے اُگلی اور اُگلی صدی بھی اِس نعمت سے مالا مال ہوگی۔

جشنِ ولادتِ رسول ﷺ کو باعثِ تقویتِ ایمان سمجھنے والوں کے دلائل:

نصِ حدیث "مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (جس نے بھی ہمارے اس اُمر میں نئی اختراع کی جس کا تعلق اس سے نہ ہو وہ مردود ہے) سے وہ حکم ثابت ہو رہا ہے جس کی بنا دین کی اُساس پر نہ ہو۔ ہاں! اگر اُس نئے اُمر کا ڈھانچہ دینِ اسلام کے اُساسیات پر قائم ہو تو اُسے کیسے رد کیا جا سکتا ہے؟ ہر نئی شے کی اختراع میں یہ پہلو مدِ نظر رکھا جائے گا کہ آیا اِسے شریعتِ اسلامیہ خلعتِ جواز عطا کرتی ہے یا نہیں؟ آپ ذرا دیکھیں تو سہی کیا زمانے کی اقدار اور رُسوم و رواجات میں گوناگوں تطوّر اور ارتقاء نہیں ہوا ہے؟ حیاتِ انسانی کی ضروریات میں ہمہ جہتی تنوّع پیدا نہیں ہوا ہے؟ اب اس میں شعائرِ دین کے ساتھ متعدّد اشیاء شامل نہیں ہوئیں جن کی نظیر پہلی تین بہترین صدیوں میں تلاش کرنا ممکن ہی نہیں۔ مثلاً: موجودہ اسلامی تعلیمی سسٹم اور پیش آمدہ اجتماعی مسائل کی تفریعات، جن کے جواز پر اُمّتِ

مسلمہ کا اجماع ثابت ہے۔ بالفرض فریقِ مخالف کی دلیل کو مان لیا جائے تو اسلام کو ہر زمان و مکان میں جنم لینے والے مسائل کے حل کیلئے کیسے عالمگیر دین ثابت کیا جا سکتا ہے؟ اور اس کی صفتِ کمال کا کیونکر اظہار ہو سکتا ہے؟ جسے ذاتِ باری تعالیٰ نے اِن لفظوں میں ارشاد فرمایا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ سورۃ المآئدۃ:3

ترجمہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا ہے۔

(ترجمہ جمال القرآن، ص129)

پھر تو موجودہ حالت میں مختلف کتب فنون کی تدوین، دینی مدارس اور معاهد کا قیام، علوم شرعیہ کی اُس کے اُصل سے استخراج اور تفریع، مسندِ قضا و عدل اور مسندِ افتاء کی موجودہ تشکیل اور اس کے علاوہ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو بعینہٖ حیاتِ نبوی میں نہ تھیں مگر اُمتِ مسلمہ نے ان کے جواز پر اجماعی فیصلہ صادر کیا ہے جو درج ذیل قاعدہ و قانون کے تحت ایک مسلّمہ حیثیت اختیار کر گیا ہے: ان سب کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

قاعدہ شرعی: مَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ اِلَّا بِهٖ فَهُوَ وَاجِبٌ (جس شے کے بغیر واجب کی تکمیل نہ ہو سکے وہ بھی واجب ہے)

لہٰذا اسی قانون کی روشنی میں ہر اختراع کو دو صورتوں میں منقسم کیا گیا ہے:

قسمِ اوّل

وہ شے جس کا دین کے ساتھ براہِ راست تعلّق نہ ہو (انتہائی احتیاط کے ساتھ عرض کر رہے ہیں ورنہ ہر شے کا نیّت اور مصلحت و مفسدت کے اعتبار سے دین کے

ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق موجود ہے) مثلاً: چھوٹی چھوٹی سڑکیں اور ہائی ویز، فلک بوس محلات ڈیزائن کرنے والی کمپنیاں اور جدید اداروں کے ڈھانچے وغیرہ۔

قسمِ ثانی

وہ شے جس کا دین کے ساتھ براہِ راست تعلق ہو۔ مثلاً: علمی ادارے، تصانیف و تالیفات، دینی اجتماعات وغیرہ

نتیجہ:

پہلی قسم کی اباحت میں کوئی اختلاف نہیں۔ تاہم دوسری قسم کو شرعی موافقت اور مخالفت کی بنا پر نص، فلسفہ اور مقاصد کی حیثیت سے پانچ اُقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ جیسے ہی حکمِ سابق ہو گا ویسے ہی وہ نئی اختراع اپنی شکل بنا لے گی۔ مثلاً: اگر اُس کا مقیس علیہ سیرت نبویہ اور حدیث پاک سے میسّر آئے گا تو وہ بھی اُسی سانچے میں ڈھل جائے گی۔ اُس کے مصالح اور مفاسد کا حکم بھی سابقہ نظیر کو دیکھ کر لگایا جائے گا۔ لہذا جو شے کسی قبیح اور منکر وجود کی طرف بُلانے والی ہو یا واجب کی تکمیل کیلئے ضروری ہو یا مستحب ہو تو اُس کے مقتضیٰ کے عین مطابق اُس کے تلازم کا فیصلہ دیا جائے گا۔

اِسی اصل کی بنیاد پر جشنِ ولادتِ رسول ﷺ منانے والوں نے اِس کے استحباب اور جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ مزید برآں اِس کی اُساسیات میں کافی اُمور پیش کئے ہیں مثلاً: امام مسلم، امام ترمذی اور امام اُبو داؤد نے حضرت اُبو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ سعادت میں سوموار کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ذَالِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُّ فِيْهِ، وِ يَوْمٌ بُعِثْتُ، أَوْ :أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ

(یہ وہ دن ہے جس میں ولادت ہوئی اور وہ دن ہے جس میں میری بعثت ہوئی

یا مجھ پر وحی نازل ہوئی)۔

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے دن کو اپنی نگاہِ اختصاص میں روزے کیلئے معیّن فرما رکھا تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ اب اس دن میں نیک اُمور کی انجام دہی، مساکین کی خاطر تواضع، دعوت الی اللہ، سیرتِ نبوی پر غلامانِ مصطفےٰ کو خوش و خرم رہنے اور رکھنے کی ترغیب دینا اور نُورِ محمدی کے ظہور پر اظہارِ فرحت و سرور کو خاص کر لینا جائز ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی ظاہر کرنے کے باعث ان سب کا تعلّق جنسِ روزہ سے ہی قرار پائے گا۔ لہذا اس دن کا ہر عمل بفضلہٖ تعالیٰ عبادت ہی بنے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے پاس ایسی مناسبات کی رُو رعایت برتنے پر لاتعداد اُحادیث شاہد ہیں کیونکہ اُوقات، زمانے اور وقوعِ خیر و شر کے مقامات کی رعایت برتنا اُصولِ دیانات میں سے ہے:

(الف) اُس قاتل کا واقعہ جس نے سو افراد کو قتل کیا تھا اور اُسے گاؤں سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اُسے محض اس مناسبت کی بنا پر معاف کر دیا گیا تھا کہ وہ صدق و اخلاص کے ساتھ اللہ والوں کی بستی کی طرف بغرضِ توبہ جا رہا تھا۔ اچانک اُسے موت نے آلیا۔ (اس نے توبہ نہیں کی تھی مگر عزم بالجزم لے کر چل پڑا تھا۔ اس لئے زمین کو سکڑنے کا حکم دے دیا گیا)

(ب) یہودی کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ اے عمر! تُم ایک ایسی آیت پڑھتے ہو کاش وہ ہمارے بارے میں نازل ہوتی تُو ہم اُسے عید بنا لیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ آیتِ مبارکہ کہاں نازل ہوئی؟ اور رسول کریم ﷺ اس کے نزول کے وقت کہاں تشریف فرما تھے؟۔ وہ آیت نویں ذوالحج نازل ہوئی اور ہم بھی آپ ﷺ کی بارگاہِ ناز میں سراپا سپاس تھے۔ حضرت سفیان فرماتے

ہیں: مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا کوئی اور۔

وہ آیتِ مبارکہ ذیل میں مرقوم ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ سورۃ المائدۃ:3

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا ہے۔

(ترجمہ جمال القرآن، ص129)

امام بخاری اور امام مسلم نے قریباً ملتے جلتے اَلفاظ میں یہ روایت نقل کی ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ دسویں ذوالحج ہی عید کا دن ہے نہ کہ نویں ذوالحج۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سُوچ کی بنا پر اسے عید تصوّر کیا جائے گا۔ مناسبت بھی یہی ہے کہ مقامِ عرفات میں مسلمانوں کا جمِ غفیر ہی عید کی یاد دلاتا ہے۔ نیز میدانِ عرفات میں قیام کرنا حج کی ادائیگی کیلئے شرط ہے۔

(ج) علمائے کرام نے فرحت و سرور، عید، اباحت اور ہر اس امر مباح میں اصل کا اعتبار قائم رکھا ہے جو تشریعی احکام کی پانچ قسموں میں از روئے نیّت کسی نہ کسی حکم پر منطبق ہو۔ ایسی خوشی کے مستحب، مندوب اور محمود ہونے میں کوئی شک کیونکر پیدا ہو سکتا ہے جس میں محبّتِ رسول ﷺ اور نسبتِ رسول ﷺ کی آمیزش ہو؟

یہ بات حدِّ تواتر تک پہنچی ہے کہ جمہور مسلمان بالخصوص مشرق و مغرب کے علمائے ملّت اور شاہانِ وقت مولد نبوی شریف کا خصوصی اہتمام و انصرام کیا کرتے تھے جس کا شاذ و نادر لوگوں نے انکار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ

الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (سورۃ النسآء:115)

ترجمہ (اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہو گئی اس کیلئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے۔ مسلمانوں کی راہ سے تُو ہم پھرنے دیں گے اُسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اُسے جہنّم میں اور یہ بہت بُری پلٹنے کی جگہ ہے)۔ (ترجمہ جمال القرآن، ص 117)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ۔

ترجمہ (جس نے سوادِ اعظم سے الگ راہ اختیار کی وہی ہی آتشِ جہنّم کا ترنوالہ بنا)۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِی عَلٰی ضَلَالٍ۔

ترجمہ (میری امّت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو گی)۔

یہ نقطہ نظر کبھی بھی نہیں اپنایا جا سکتا کہ اہلِ باطل تُو متفق ہو گئے ہیں اور اہلِ حق کی عددی قلّت باقی رہ گئی ہے۔ اِس تصوّرِ شنیع کی بیخ کنی اس لئے ہو جاتی ہے کہ عالَمِ اسلام کے مقتدر ائمہ کرام، نیکو کار مجاہد داعیانِ اسلام اور جلیل القدر علمائے مراکش نے جشنِ ولادتِ رسول ﷺ کے منانے پر اتّفاق کیا ہے۔ آپ سر زمین مراکش کی تاریخ پڑھ کر دیکھئے حقیقت شیشے کی طرح صاف دکھائی دے گی۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اَیّام کی طرف بُلایا ہے جو کہ روشن رُود شریعت کی عظیم نشانیاں ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ (سورۃ ابراہیم:5)

ترجمہ اور یاد دلاؤ اُنہیں اللہ تعالیٰ کے دن۔ (ترجمہ جمال القرآن، ص 307)

امام مسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لفظِ ایام کی تفسیر نقل کی ہے:

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاَیَّامُ اللّٰہِ :بَلَاؤُہٗ، وَ نَعْمَاؤُہٗ۔

(اللہ تعالیٰ کے دِنوں سے مراد اُس کی آزمائشیں اور اُس کی نعمتیں ہیں)۔

قارئینِ کرام!

آپ یقیناً دونوں فریقوں کے مابین اختلاف کی زُلفِ گرہ گیر سنوار کر اس حقیقت تک رسائی کرلیں گے کہ کائناتِ عالَم کی سب سے بڑی نعمت حضورِ اَنور ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے اور مولدِ نبوی شریف کا انعقاد دائرہ اختلاف سے نکل کر مندوب اور مستحب اعمال کے ماتھے کا جھومر بن چکا ہے بلکہ آیتِ مبارکہ کا ظاہر اس کے وجوب کا مقتضی ہے کیونکہ اس میں صیغہ امر موجود ہے۔ جس کا عمومی اطلاق وجوب کیلئے ہوتا ہے اور جب اس کا قائل حاکمیتِ اعلیٰ کا مالک ہو تو اس کے وجوب میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہوسکتی۔

حق اور باطل کے درمیان فرق پیدا کرنے والی ذاتِ گرامی قدر کے یومِ ولادت سے بڑھ کر کوئی اور دن روشن نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے ہی بھٹکتی انسانیت کو تیرہ و تار عمیق گہرائیوں سے نکال کر نُور وضیاء کے دامن میں بسا دیا۔ اس بنا پر جشنِ ولادتِ رسول ﷺ منانا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور قرآنِ کریم کا اتباع شمار ہوتی ہے۔

اب یہ یاوہ گوئی حقیقت کا بُطلان نہیں کرسکتی کہ سُنّتِ مبارکہ میں ایسی کوئی دلیل نہیں جو جشنِ ولادتِ رسول ﷺ منانے کا تقاضا کرے۔ پس آیتِ مبارکہ کا جو مفہوم آپ نے سمجھا ہے وہ سرے سے مفہوم ہے ہی نہیں۔

اس کی کئی وجوہات ہیں:

1) مذکورہ آیت کے مفہوم کے خلاف کوئی قرینہ موجود نہیں جس کی روشنی میں ہم

اس کا انکار کر سکیں۔

2) آیتِ مبارکہ کی نص ہی حیاتِ نبوی اور مابعد زمانے میں جشنِ یومِ ولادتِ رسول ﷺ کے منانے پر دلالت کُناں ہے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم فرمایا ہو اور مسلمانوں کے قائدِ اوّل اور رہبر و راہنما نے اس کی پاسداری نہ کی ہو؟ ہم قائل کی اس دلیل کی بنا پر آیتِ کریمہ کے مفہوم سے طوطا چشمی نہیں برت سکتے کہ آپ ﷺ کی ولادت کی تمام اخبار و آثار آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کی ہیں جن پر حکمِ شرعی کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی؟ کیونکہ اگر ولادتِ نبوی کی اہمیّت مسلّمہ نہ ہوتی تو کیسے ہم تک تمام اُخبار اور آثار پہنچتیں؟ یہ بات ذہن نشیں رکھنی چاہیئے کہ سیرتِ نبویہ کی نقاب کشائی قرآنِ پاک بھی کرتا ہے۔ قرآنِ پاک میں غور و فکر کرنے والے پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔

3) رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے یومِ ولادت کو خصوصی اہمیّت بخشی ہے جسے ہم اپنی بحث کے آغاز میں ثابت کر چکے ہیں۔ نصوص کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا ہے۔ ہاں جشنِ ولادتِ رسول ﷺ خالصتاً ایسا شرعی جشن ہو جس میں دینی ترویج، پند و نصائح، دعوت الی اللہ کا اہتمام کیا جائے نہ کہ اس میں منکرات، دیوانہ پن، اسراف، غیر نفع بخش اور فخر و مباہات پر مشتمل افعال و کردار کی جھلک ہو ورنہ اس کا حکمِ استحباب منکرات کی نذر ہو جائے گا۔

جشنِ ولادتِ رسول ﷺ کے انعقاد میں اختلافی بحث و تمحیث کی بنا پر اس کے عدمِ جواز کے قائل کو ہدفِ تنقید نہیں بنایا جا سکتا اور نہ ہی اس کے ماننے والے پر اُنگلی اُٹھائی جا سکتی ہے کیونکہ اُمّت کا اس پر اجماع ہے اور جمہور فقہائے کرام نے اسے مستحسن قرار دیا ہے۔ ہاں یومِ مبارک کو فرحت و انبساط، عبادت یا دیگر افعالِ خیر کے ساتھ مختص کرنا اُن امور میں سے ہے جن پر نکتہ چینی کرنا یا جنہیں وجہِ نزاع بنانا

ایک جاہل کا کام تُو ہو سکتا ہے دانا کا نہیں۔ جس انسان کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان موجود ہے اُس پر اس دن کی خوشی لازم ہے خواہ ظاہرِ حدیث پر عمل کرنے والوں کے نقطہ نظر کے مطابق روزہ رکھے یا یومِ صوم کے لوازمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جشنِ فرحت وانبساط منائے، لوگوں کو اکٹھا کر کے سیرتِ نبویہ پڑھ کر سُنائے اور شمائلِ محمدیہ کا ذکر خیر کر کے سامعین کے دِلوں کو گرمائے۔

طریقہ کتّانیہ اور کتّانی ارادتمندان جشنِ ولادتِ رسول ﷺ بڑے دھوم دھام اور تزک واحتشام سے مناتے ہیں۔ اس سلسلہ محبّت وارادت میں سیّدنا شیخ عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق ربیع الأوّل کی چھٹی شب خاص ہے۔ ہمارے جدِّ امجد کے دادا جان حضرت محمد بن جعفر الکتّانی رحمۃ اللہ علیہ تا دمِ وصال جشنِ مبارک انتہائی اہتمام کے ساتھ مناتے رہے۔ آپ کے بچوں کی خوشیاں بھی اس کے سامنے ہیچ ہوتیں تھیں۔ آپ کا لنگر پُورا مہینہ جاری رہتا۔ ہر اُمیر وغریب سُفرہ جشنِ آمد رسول ﷺ سے ضیافت کے مزے لیتا۔ آپ اس موقع پر لوگوں کے جمِ غفیر کو علم ودانش کے موتیوں سے نوازتے۔ آپ قصیدہ بردہ شریف، قصیدہ ہمزیّہ شریف اور شمائل نبویّہ للترمذی کے اُسباق پڑھاتے تھے۔ چنانچہ رقّت آمیز مناظر قلوب واُذہان پر اپنے نقوشِ جاوداں ثبت کرتے۔ کتّانی علماء کی بڑی تعداد اور عارفِ وقت جناب مولانا عثمان بن محمد کتّانی مولد شریف کے دِن فرشتوں کے ہمہمے اور گُنگُنے سُنتے تھے۔

هَامَ الْوَرَىٰ فِى مَعَانٍ أَنْتَ جَامِعُهَا
فَكُلُّهُمْ لَكَ عُشَّاقٌ وَمَا عَلِمُوْا

ترجمہ کائنات ایسے معانی میں زمزمہ سنج ہے جس کے آپ ﷺ جامع ہیں۔ اے وجہ تخلیقِ کائنات! ہر کسی نے عدمِ علم کے باوجود بھی آپ ﷺ کے عشق ومحبت کا چراغ تھام رکھا ہے۔

میں نے اس مولد شریف کی دوبارہ طباعت کا ارادہ کیا ہے جس کی پہلی طباعت رباط کے مطبعہ امنیہ کی زیر نگرانی 1395ھ بمطابق 1975ء میں تشنگانِ محبت و وفا کیلئے پیغامِ وصال لائی تھی۔ کتّانی خانقاہوں میں اس مولد شریف کی قرأت کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ اب ہم محض علم کی نشر و اشاعت اور سُنّتِ صحیحہ سے جہانِ رنگ و بُو کو درسِ وفا شعاری پیش کرنے کیلئے سعی جمیل کر رہے ہیں تا کہ لوگ قصص اور حکایات پر مبنی مولود نامے پڑھنے کی بجائے جشنِ ولادتِ رسول ﷺ میں اس کی قرأت کا اہتمام کریں نیز اس تصنیفِ لطیف کی طباعت میں اپنے نانا محترم حضور سیّدی ابوالہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے نجیب الطرفین صاحبزادگان کی خدمت بھی پیشِ نظر ہے جن کی ذواتِ گرامی کے ساتھ روح اور نسب کے رشتوں نے جوڑ رکھا ہے۔

میں نے متن میں کسی شے کا اضافہ نہیں کیا بلکہ دونوں فاضل محققین کی نگارشات پر اکتفاء کیا ہے۔

مقدمہ مؤلّف

سب تعریفیں اُس ذاتِ بے ہمتا کو زیبا ہیں جس نے فخرِ دو عالَم حضور سیّد المرسلین ﷺ کی ولادت باسعادت کو تمام جہانوں کیلئے خیر و بھلائی اور سعادت مندی و ارجمندی کی بشارتِ کُبریٰ بنایا ہے۔ کروڑ ہا شکر ہے اُس کریم ذات کا جس نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کے ساتھ ہی تمام مخلوق کیلئے ظاہری اور باطنی طمانیّت کے اسباب پیدا فرما دیئے۔ وہی ذات ہی سمیع اور علیم ہے۔ وہ ذات اگر اپنے بندوں کیلئے رحمت کا دروازہ کھول دے تو اُسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں اور اگر اُسے بند کر دے تو کوئی اُس کے کھولنے کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ وہی غالب اور پُر حکمت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ (سورۃ التّین:4)

ترجمہ پاک ہے وہ ذات جس نے انسان کو (عقل و شکل کے اعتبار سے) بہترین اعتدال پر پیدا کیا ہے۔ (جمال القرآن، ص719)

نیز اُسے اپنے جُود و کرم کے طفیل عظمت و تکریم کی قیمتی قبائیں پہنائیں اور کرمِ کے چشموں سے سیراب ہونے کا موقع فراہم فرمایا۔ علاوہ ازیں اس پر لامحدود رحمت کی برکھا برسائی، ایمان کے عطر سے اُس کی رُوح کو خوشبودار بنایا، اہلِ ایقان کے کمالات کے ذریعے اسے حُسنِ لطف نصیب کیا، سماوی کُتب کی راہنمائی میں اس کی تربیّت فرمائی، معارف کے گل و گلزار میں اسے داخلہ دے کر اس کی حوصلہ افزائی کی اور سیّد الأصفیاء، سیّد الرُّسُل، خاتم الأنبیاء حضور سیّد المرسلین ﷺ کی ذاتِ بابرکات

پر ایمان لانا واجب قرار دیا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ الوہیّت کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی معبودِ برحق تنہا و یکتا، بادشاہِ حقیقی، نہایت مقدّس، سلامت رکھنے والا، امان بخشنے والا، نگہبان، عزّت والا، ٹوٹے دِلوں کو جوڑنے والا، متکبّر، وحید اور بے نیاز ہے۔ وہی ہر شے کو باعتبارِ علم محیط ہے اور اُس نے ہی ہر شے کو گِن گِن کر اپنے حیطہ تصرّف میں لے رکھا ہے۔

اُس کے فیصلے کو کوئی چیلنج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کوئی بھی اُس کی عطا کے آگے رُکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ اُس کی ہر نعمت اُس کے فضل و کرم کا آئینہ دار ہے۔ اُس کا ہر انتقام عین انصاف ہے۔ اُس نے کائناتِ ہست و بود میں نیک خاندان کی اعلیٰ ترین ہستی کو بابرکت وقت میں مختلف طبقاتِ انسانی کی نجاتِ منتظرہ کیلئے اپنا رسول منتخب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنی پہچان اس طرح کرائی ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ (سورۃ الجمعۃ:2)

ترجمہ (وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمیّوں میں ایک رسول اُنہیں میں سے جو پڑھ کر سُناتا ہے اُنہیں اُس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے اُن کے (دِلوں) کو اور سکھاتا ہے اُنہیں کتاب اور حکمت اگرچہ وہ اس سے پہلے کھُلی گمراہی میں تھے)

(جمال القرآن، ص664)

الغرض مخلوقات کو وجود بخشنا اور اُسے اپنے احکامات کا پابند بنانا اُسی ذاتِ لم

یزل ہی کو لائق ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ (سورۃ المؤمنون: 14)

ترجمہ پس بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے)

(جمال القرآن، ص 411)

میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و مولا حضور سیّد المرسلین حضرت سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ اُس بے مثل ذات کے خاص بندے، پیارے رسول، اُس کی مخلوق میں سے برگزیدہ، اُس کے حبیب اور خلیل ہیں۔

خالقِ کون و مکاں نے آپ ﷺ کو تمام انسانیت کیلئے خوشخبری دینے والا، خطرات سے بروقت ڈرانے والا، اُس کے اذن سے اُسی طرف بُلانے والا اور ظلمت کدہ جہان کیلئے ضیا افروز چراغ بنا کر بھیجا ہے نیز اپنے حبیب پاک ﷺ کی زبانی یہ اعلان کرایا ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

(سورۃ الاعراف: 158)

ترجمہ آپ فرمائیے اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف، وہ اللہ جس کیلئے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی، نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر جو نبی اُمّی ہے جو خود ایمان لایا ہے اللہ پر اور اُس کے کلام پر اور تم پیروی کرو اُس کی تاکہ تم ہدایت

یافتہ ہوجاؤ۔ (جمال القرآن، ص205)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ حَامِلِ اَلْوِيَةِ الْاِرْشَادِ وَالْاِسْعَادِ، وَمَصْدَرِ قَوَامِيْسِ الْمَعَارِفِ وَالْاِمْدَادِ، وَحُجَّةِ اللّٰهِ عَلٰى الْوُجُوْدِ وَآيَاتِهِ الْكُبْرٰى فِى عَالَمَيِ الْبُطُوْنِ وَالشُّهُوْدِ، وَنُوْرِ الْاَنْوَارِ اللَّامِعَةِ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ السَّاطِعَةِ، وَمُطَهِّرِ الْقُلُوْبِ مِنَ الْاَدْرَانِ، وَمُنَوِّرِهَا بِهَدْىِ الْقُرْآنِ، وَمُتَمِّمِ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَاَفْضَلِ الْمَخْلُوْقَاتِ عَلٰى الْاِطْلَاقِ، وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَجَامِعِ فَضَائِلِهِمُ الَّتِى اَنْعَمَ عَلَيْهِمْ بِهَا بَارِئُ الْعَالَمِيْنَ۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ فِى الْاَنَامِ فَضِيْلَةٌ
وَجُمْلَتُهَا مَجْمُوْعَةٌ لِمُحَمَّدٍ

وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّيْنِ، الْهَادِيْنَ الْمُهْتَدِيْنَ، وَسَائِرِ التَّابِعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ۔

ترجمہ اے مالکِ کائنات! تُو درود وسلام اور برکتیں بھیج ہمارے آقا و مولا حضور سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ پاک پر جو ہدایت اور فیروز بختی کے جھنڈے تھامنے والے ہیں، جو معارف وحسنات اور مساعدت وامداد کے بحرِ بیکراں ہیں۔

جو ممکنات اور ظاہر و باطن کے دونوں جہانوں کی آیاتِ کُبریٰ پر تیری حجّتِ کاملہ ہیں، جو چمکتے انوار کا نُور اور کائنات کے اسرار کا سرّ ہیں، جو دِلوں کو میل کچیل سے پاک صاف فرمانے والے اور قرآن کی شمعِ ہدایت سے نُور علیٰ نور بنانے والے ہیں، جو مکارمِ اخلاق کی تکمیل کرنے والے، تمام مخلوقات پر علی الاطلاق فضیلت رکھنے والے نیز جملہ انبیاؤ رسل کے خاتم اور اُن پر ہونے والی تمام نعمتوں کے جامع ہیں۔

ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں ایک واضح شرف حاصل ہے

جملہ انبیاء کے شرف ذاتِ محمدی میں یکجا ہیں۔

نیز درود و سلام اور برکتیں ہوں تا قیامت آپ ﷺ کی آل اور اصحاب پر جو دین کے محافظ، امتِ مسلمہ کے رہبر و راہنما اور خلعتِ ہدایت کا تاج پہننے والے ہیں۔

لمّا بعد!

میرے مخلص اُحباب نے مجھ سے بارہا تقاضا کیا کہ میں اُن کیلئے اپنے آقا و مولا حضور سیّدنا محمد رسول اللہ کی شمعِ ہدایت سے اکتسابِ نور اور یمن و سعادت کی بھیک مانگتے ہوئے ولادتِ مصطفوی کا قصہ ایسے من بھاتے انداز میں تحریر کروں جو دِلوں کا تعلق غیوبات سے پردہ اُٹھانے والی ذاتِ برحق کے ساتھ مضبوط بنا دے اور بحرِ معرفت سے اپنی تشنگی بجھانے والوں کیلئے شرابِ عشق و محبت دِلا دے۔

چنانچہ میں نے اُن کی درخواست پر صاد کہا اور اپنے کریم پروردگار کا سہارا لیتے ہوئے، اس بارگاہِ قدسی میں اپنی بے بضاعتی پر آنسو بہاتے ہوئے اور فوری مدد و نُصرت کے ورود کی خواہش سینے میں سجاتے ہوئے نیز اپنے سلف صالحین کی راہِ محبت اپناتے ہوئے اُن کی رغبت و تمنا کو فی الفور پُورا کرنے کا عزمِ صمیم کر لیا۔ میں نے اپنی اس تألیف کا نام "روضات الجنّات فی مولد خاتم الرّسالات" (ترجمہ: بہارِ کائنات) رکھا ہے۔ "دس بہاروں" پر ترتیب دیا ہے۔

میں عرشِ عظیم کے پروردگار خدائے بزرگ و برتر سے اس تألیف کی قبولیت کا سوال کرتا ہوں اور دِل کی اُتھاہ گہرائیوں سے یہ التجاء کرتا ہوں کہ وہ اس کے پڑھنے اور سُننے والے پر دن مانگے اَن گنت نعمتوں کا سائبان تان دے۔

آمین ثم آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ

أَلَا غَنِّيَا لِي قَبْلَ أَنْ نَتَفَرَّقَا
وَهَاتِ اسْقِنِي صِرْفاً شَرَاباً مُرَوَّقاً

فَقَدْ کَادَ ضَوْءُ الصُّبْحِ أَنْ يُّفْضِحَ الدُّجَا
وَکَادَ قَمِيْصُ اللَّيْلِ أَنْ يَّتَمَزَّقَ

ترجمہ اے میرے ندیمانِ ہمنوا! جُدائی اختیار کرنے سے پہلے مجھے عشق ومحبت کی خوشگوار خالص مئے لادو کیونکہ ضیائے سحر کی سپیدی نے شب کی تیرگی کا پردہ چاک کرنا ہے اور رات کے پیراہن نے تار تار ہونا ہے۔

اے ہمارے جسم وروح کے مالک! ہماری محفلوں اور نشست وبرخاست کو حضور پُرنور ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر اور آپ کی پاکیزہ آل اور عظمتِ بے کنار سے مالا مال آپ ﷺ کے صحابہ پر تحفہ درود وسلام کے ذریعے اپنے علم کی مقدار، اپنے علم کی تعداد اور وزن کے مطابق مہکا دے۔ ہمارے دلوں کو آپ ﷺ کی محبت سے تقویت بخش دے اور غلامانِ مصطفےٰ کی شیرازہ بندی فرمادے۔ آپ ﷺ کے دینِ حنیف کو چاردانگِ عالم میں غلبہ نصیب کردے اور ہر قسم کے مصائب سے ہمیں بچالے۔

امین ثم امین

پہلی بہار

نور محمدی کی اولیّت کے بارے میں

اے برادرانِ ذی شعور! ہر صاحبِ ایمان بخوبی آگاہ ہے کہ ذاتِ حق سبحانہ تعالیٰ تمام جہانوں کی تخلیق سے پہلے ازل سے ہی موجود ہے۔ ذاتِ حق کی نہ تو غایتِ قبل ہے اور نہ غایتِ بعد۔ نہ غایتِ فوق ہے نہ غایتِ تحت۔ نہ دائیں جہت نہ بائیں جہت۔ نہ آگے کی سمت نہ پیچھے کی سمت۔ نہ کل نہ بعض۔ ذاتِ حق کے بارے میں مَتیٰ کَانَ (کب تھا)؟ اَیۡنَ کَانَ (کہاں تھا)؟ کَیۡفَ کَانَ (کیسے تھا)؟ کہنے کی جسارت نہیں کر سکتے۔ اُس نے ہی تمام عالم تکوین فرمائے، تمام زمانے سنوارے۔ وہ ذات تو زمان و مکان کی حدود سے پاک ہے۔ اُس کے حضور کسی کا وہم بھی رسائی نہیں پا سکتا۔ اُسی کے آگے کسی کی عقل دم نہیں مار سکتی۔ وہ ذات ذہن کے حدود اربعہ میں منحصر نہیں ہو سکتی، ساخت و وجود (جو چیز کو قبول کرتا ہے) میں متمثل نہیں ہو سکتی۔ وہم و خیال کی پنہائیوں میں متصور ہونے سے رہی۔ عقل و دانش کی وسعتوں میں اس ذات کو کم و کیف کے پیمانے میں نہیں ماپا جا سکتا۔ الغرض یہ ذات ہر قسم کی تشبیہ اور نظیر سے پاک ہے۔

اللہ ربّ العزت نے اپنی حقیقت سے یوں پردہ اُٹھایا ہے:

لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ وَ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔ (الشوریٰ: 11)

ترجمہ نہیں ہے اُس کی مانند کوئی چیز اور وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

(جمال القرآن، ص 581)

جب اُس کریم ذات نے اپنے واجب الوجود اور یکتا ہونے کی پہچان کروانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے نبی محترم ﷺ کا نورِ مبارک تخلیق کیا، دیگر انبیاء و رسل کے نُور پیدا کئے (تمام ذواتِ گرامی قدر پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہوں)۔ عرش بریں کو حُسنِ وجود بخشا، لوح و قلم کو رُوپ سے نوازا، جن و انس اور دیگر مخلوقات کو زینتِ حیات سے شادکام کیا۔ نورِ محمدّی کو نبوّت سے سرفراز فرمایا۔

آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا:

1) حضرت امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت نقل کی ہے:

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ کَتَبَ مَقَادِیْرَ الْخَلْقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ ......الخ

ترجمہ بلاشبہ اللہ عزّ وجلّ نے اپنی مخلوقات کی تقدیریں آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھیں۔ امّ الکتاب میں لکھے جانے والے منجملہ احکام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت محمّد مصطفےٰ ﷺ خاتمِ انبیاء ہیں۔

امام احمد، محدث بزّار، محدّث طبرانی، حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری اور محدّث بیہقی نے سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

حضور ختمی مرتبت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّی عِنْدَ اللّٰہِ لَخَاتِمُ النَّبِیّٖنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ

ترجمہ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور خاتمِ انبیاء ہی ہوں اور بلا شبہ اس وقت بھی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام وجودِ خاکی سے مزیّن ہو رہے تھے۔

امام احمد نے اپنی مسند، امام بخاری نے اپنی تاریخ، محدّث ابو نعیم نے الحلیۃ اور دیگر محدّثین نے قوی سند کے ساتھ حضرت سیدنا میسرۃ الفجر سے نقل کیا ہے نیز الاصابۃ میں ہے کہ حضرت سیدنا میسرۃ الفجر فرماتے ہیں:

میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی یارسول اللہ! آپ تاجِ نبوّت سے کب سرفراز ہوئے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

وآدم بین الروح والجسد۔

''اور آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے'' یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا۔

شیخ تقی الدّین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسا کہ مواہب میں ہے۔

قَدْ جَآءَ أَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ، فَالْإِشَارَةُ بِقَوْلِه ﷺ ''كُنْتُ نَبِيّاً'' إِلَى رُوْحِه الشَّرِيْفَةِ أَوْ إِلَى حَقِيْقَةٍ، وَالْحَقَائِقُ تَقْصُرُ عُقُوْلُهَا عَنْ مَعْرِفَتِهَا، وَإِنَّمَا يَعْلَمُهَا خَالِقُهَا، وَمَنْ أَمَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالَى بِنُوْرٍ اِلٰهِيّ، فَحَقِيْقَةُ النَّبِيّ ﷺ قَدْ آتَاهَا اللّٰهُ وَصْفَ النُّبُوَّةِ مِنْ قَبْلِ خَلْقِ آدَمَ، إِذْ خَلَقَهَا مُتَهَيِّئَةً لِذَالِكَ وَأَفَاضَهُ عَلَيْهَا مِنْ ذَالِكَ الْوَقْتِ، فَصَارَ نَبِيّاً، وَكَتَبَ اسْمَهُ عَلَى الْعَرْشِ، وَأَخْبَرَ عَنْهُ بِالرِّسَالَةِ لِيُعْلِمَ مَلَائِكَتَهُ وَغَيْرَهُمْ كَرَامَتَهُ عِنْدَهُ، فَحَقِيْقَتُهُ مَوْجُوْدَةٌ مِنْ ذَالِكَ الْوَقْتِ، وَإِنْ تَأَخَّرَ جَسَدُهُ الشَّرِيْفُ الْمُتَّصِفُ بِهَ۔

ترجمہ (یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جسموں سے پہلے روحیں پیدا فرمائیں۔ حضور ختمی مرتبت ﷺ کا فرمان ''كُنْتُ نَبِيّاً وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ '' (میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے) سے آپ کی روحِ اطہر کی جانب اشارہ ملتا ہے یا حقیقت کی طرف۔

واضح ہو کہ حقائق کی معرفت سے ہماری عقل قاصر ہے۔ انہیں صرف خالقِ لم یزل ہی بہتر جانتا ہے تاہم وہ لوگ بھی ان سے آگاہ ہوتے ہیں جنہیں ذاتِ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نورِ الوہیّت سے دیدہ و بینا کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی حقیقت مبارکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے کہیں پہلے وصفِ نبوّت سے سرفراز فرما دیا تھا اور اسی کیلئے ہی آپ کی حقیقت مبارکہ کو مناسبت عطا کی تھی نیز اُسی وقت سے ہی آپ ﷺ کو اپنے جود و کرم کے فیضِ عمیم سے گنجِ گراں ودیعت فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نبی محترم و محتشم قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کا نام عرشِ علیٰ پر کندہ کیا، کون و مکان میں آپ کے رسول ہونے کی خبر دی تا کہ فرشتوں اور دیگر مخلوقات کو آپ ﷺ کی قدر و منزلت کا ادراک کرا دے۔ حقیقتِ مصطفوی تُو اُسی وقت سے ہی زینتِ ہست و بُود ہے اگر چہ اِس سے متصف آپ کا جسدِ شریف مؤخر ہوا ہے۔

اے ہمارے جسم و روح کے مالک! حضور پُر نور ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر اور آپ کی پاکیزہ آل اور عظمتِ بے کنار سے مالا مال آپ ﷺ کے صحابہ پر تحفہ درود و سلام کے ذریعے اپنے علم کی مقدار، اپنے علم کی تعداد اور وزن کے مطابق مہکا دے۔ ہمارے دلوں کو آپ ﷺ کی محبت سے تقویّت بخش دے اور غلامانِ مصطفیٰ کی شیرازہ بندی فرما دے۔ آپ ﷺ کے دینِ حنیف کو چار دانگِ عالم میں غلبہ نصیب کر دے اور ہر قسم کے مصائب سے ہمیں بچا لے۔ آمین ثم آمین

دوسری بہار

حضرتِ نبوی اور حقیقتِ محمدیّہ کی بعض خصوصیات کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو بلند پایہ خصوصیات اور گوناگوں صفات سے مزیّن فرمایا ہے۔

1) آپ ﷺ ممکنات کا نور ہیں۔

ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ممکنات کا نور بنایا ہے اور ہر موجود کی تخلیق میں آپ کی ذاتِ شریفہ کو سبب کی حیثیت بخشی ہے۔

امام حاکم نے مستدرک میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

إِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَأَى اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوباً عَلَى الْعَرْشِ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ قَالَ لِآدَمَ: لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ۔

ترجمہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرشِ الٰہی کی بیکراں وسعتوں پر نامِ محمد لکھا پایا۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے ارشاد فرمایا: اے پیارے آدم! اگر محمد نہ ہوتا تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

ابو شیخ نے طبقاتِ اصفہانیّہ اور حاکم نے مستدرک میں سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے بسندِ صحیح روایت نقل کی ہے:

أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى عِيسَى: آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَمُرْ أُمَّتَكَ أَنْ يُؤْمِنُوا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ، وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ

عَلَى الْمَآءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" فَسَكَنَ۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے پیارے عیسیٰ! میرے محبوب محمد مصطفیٰ (ﷺ) کی ذاتِ گرامی پر ایمان لے آ اور اپنی امت کو بھی آپ (ﷺ) پر ایمان لانے کا حکم سنا۔ واضح ہو کہ اگر میرا محمد نہ ہوتا تو میں (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی جنت اور دوزخ۔ میں نے اپنے عرش کو پانی پر زینتِ وجود بخشا تو یہ لرزہ براندام ہو گیا۔ چنانچہ اس پر "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا تو اِسے چین نصیب ہوا۔

2) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خاطر تمام انبیائے کرام سے پختہ وعدہ لیا ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بعد آنے والے تمام انبیاء و رسل کی حقیقتوں سے عہد لیا ہے:

لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔

ترجمہ (اگر میرا محمد زینت آرائے خلافت و نبوت ہو تو اُن کی ذات پر ایمان لانا اور اُن کی نصرت و اعانت میں کوئی کسر نہ چھوڑنا)

صاف ظاہر ہے کہ متبوع (جس کی اتباع کی جائے) سے عہد لینا درحقیقت تابع (اتباع کرنے والے) سے ہی عہد لینا ہی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذَالِكُمْ إِصْرِيْ قَالُوْا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذَالِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔

(آل عمران:82,81)

ترجمہ اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمھیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمھارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی اس کے بعد فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور اُٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمّہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا اللہ نے فرمایا تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھرے اس پختہ عہد کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (جمال القرآن، ص73)

مفسّر قرآن ابنِ جریر نے حضرت سیّدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ، کا قول مبارک آیت نمبر 81 کے ضمن میں فَاشْهَدُوْا کے تحت نقل کیا ہے:

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَاشْهَدُوْا عَلٰی اُمَمِكُمْ بِذَالِكَ وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ عَلَيْكُمْ وَعَلَيْهِمْ فَمَنْ تَوَلّٰی عَنْكَ يَا مُحَمَّدُ بَعْدَ هٰذَا الْعَهْدِ مِنْ جَمِيْعِ الْاُمَمِ (فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) (آل عمران:82) هُمُ الْعَاصُوْنَ فِي الْكُفْرِ۔

ترجمہ (پس تم اپنی اپنی امّت کو اس پر گواہ بناؤ اور میں تمہارے ساتھ ان پر بھی اور تم پر بھی گواہ ہوں۔ اے میرے پیارے محمد! جو بھی ان میں سے عہد شکنی کریں گے وہی فاسق ہی ہیں، وہ حد درجہ کفر کرنے والے ہیں)۔

شیخ تقی الدّین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسا کہ حافظ جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں ارشاد فرمایا ہے:

فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الشَّرِيْفَةِ مِنَ التَّنْوِيْهِ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَتَعْظِيْمِ قَدْرِهِ الْعَلِيِّ مَا لَا يَخْفٰى، وَفِيْهَا مَعَ ذَالِكَ اَنَّهٗ عَلٰى تَقْدِيْرِ مَجِيْئِهٖ فِيْ زَمَانِهِمْ

يَكُوْنُ مُرْسَلاً إِلَيْهِمْ، فَتَكُوْنُ نُبُوَّتُهٗ وَرِسَالَتُهٗ عَامَّةً لِجَمِيْعِ الْخَلْقِ مِنْ زَمَنِ آدَمَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَتَكُوْنُ الْاَنْبِيَآءُ وَأُمَمُهُمْ كُلُّهُمْ مِنْ أُمَّتِهٖ، وَيَكُوْنُ قَوْلُهٗ "وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً" لَايَخْتَصُّ بِهِ النَّاسُ مِنْ زَمَانِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، بَلْ يَتَنَاوَلُ مَنْ قَبْلَهُمْ أَيْضاً، وَيَتَبَيَّنُ بِهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ ﷺ: كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"

ترجمہ (اس آیتِ شریفہ میں حضور پُر نور ﷺ کی اعلیٰ قدر و منزلت کا اظہار کرنا ہے جو ہر سُو عام ہے۔ مزید برآں اس حقیقت سے پردہ اُٹھانا ہے کہ ان تمام انبیاء و رسل کے ادوار میں آپ ﷺ کی تشریف آوری بحیثیت ایک نبی مرسل کے ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی نبوّت و رسالت حضرت آدم علیہ السلام تا قیامت جملہ مخلوقات کو محیط قرار پاتی ہے اور ہر نبی اور اس کی امّت آپ ﷺ کی امّت ہی تصوّر ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان "وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً" (مجھے تمام انسانیّت کی طرف بھیجا گیا ہے)۔

آپ ﷺ کے زمانہ مبارکہ سے تا قیامت آنے والے لوگوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اُن سے پہلے گذر جانے والے لوگوں کو بھی شامل ہے۔ اِسی زاویہ نگاہ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے سرکارِ دو عالم ﷺ کا درج ذیل فرمان "كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ" (میں اُس حال میں بھی نبی تھا کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے) کا حقیقی مطلب متعیّن ہو جاتا ہے)۔

میرے والدِ گرامی (اللہ تعالیٰ اُن کی ذاتِ گرامی سے راضی ہو) نے اپنی تحریر میں فرمایا ہے۔

إِنَّهٗ ﷺ مَبْعُوْثٌ إِلَيْهِمْ حَقِيْقَةً فِيْ عَالَمِ الْغَيْبِ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَجْلَسَهٗ فِيْ عَالَمِ الْغَيْبِ عَلٰى كُرْسِيِّ الْفَخَارِ، ثُمَّ جَمَعَ الْاَنْبِيَاءَ وَالرُّسُلَ

قَاطِبَةً ، وَأَجْلَسَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ ، وَأَخَذَ لَهُ الْبَيْعَةَ عَلَىٰ جَمِيْعِهِمْ ، وَأَعْطَوْ
الْعُهُوْدَ وَالْمَوَاثِيْقَ بِمَحْضَرٍ مِنْهُ ﷺ ، ثُمَّ شَهِدَ عَلَيْهِمْ بِذَالِكَ جَلَّ
جَلَالُهُ فَقَالَ ﴿وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ﴾(آل عمران: 81)، وَهٰذَا هُوَ نِهَايَ
التَّعْظِيْمِ وَالتَّكْرِيْمِ وَالرِّفْعَةِ ، فَكَانَ ﷺ نَبِيُّ الْأَنْبِيَاءِ وَرَسُوْلُ الرُّسُلِ
وَقُدْوَةُ الْجَمِيْعِ۔

ترجمہ درحقیقت آپ ﷺ عالمِ غیب ہی میں تمام انبیاء و رسل کی طرف مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فخر و مباہات کی مسند پر رونق افروز کیا پھر تمام انبیاء و رسل کو جمع کر کے اُنہیں اپنے سامنے بٹھا کر اپنے محبوبِ پاک کیلئے بیعت لی۔ اَلغرض اللہ تعالیٰ نے اُن سب سے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی موجودگی میں پیمانِ وفا لیا اور اُن سے شہادت لیکر فرمایا:

وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ (آلِ عمران:81)

ترجمہ اور میں (بھی) تمہارے سا[illegible] گواہوں میں سے ہوں۔

یہ اظہارِ عظمت اور رفعتِ منزلت کی انتہاء ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ تمام نبیوں کے بھی نبی ہیں اور تمام رسولوں کے بھی رسول ہیں۔ صرف یہی ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ پوری انسانیت کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں)۔

3) آپ ﷺ نے ہی سب سے پہلے بلیٰ (ہاں) فرمایا تھا جب حق سبحانہ تعالیٰ نے عالمِ ذر میں اپنی ربوبیّت پر بنی آدم سے گواہی طلب کی تھی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ○ أَوْ تَقُوْلُوْا إِنَّمَا أَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ

أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ☆ (الأعراف: 172، 173)

ترجمہ (اور (اے محبوب) یاد کرو جب نکالا آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو اور گواہ بنایا خود اُن کو اُن کے نفسوں پر (اور پُوچھا) کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب؟ سب نے کہا بے شک تُو ہی ہمارا رب ہے ہم نے گواہی دی (یہ اس لئے ہوا) کہیں تم یہ نہ کہو روزِ حشر کہ ہم تُو اس سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ شرک تو صرف ہمارے باپ دادا نے کیا تھا (ہم سے) پہلے اور ہم تو تھے ان کی اولاد ان کے بعد تو کیا تُو ہمیں ہلاک کرتا ہے اس شرک کی وجہ سے جو کیا تھا باطل پرستوں نے)۔

(جمال القرآن، ص208)

محدث عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الأصول اور ابو الشیخ نے العظمة میں اور ابنِ مردویہ نے سیّدنا ابی اُمامہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ، وَ قَضَى الْقَضِيَّةَ، وَأَخَذَ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ، وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ، فَأَخَذَ أَهْلَ الْيُمْنِ بِيَمِيْنِهِ، وَأَخَذَ أَهْلَ الشِّمَالِ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى، وَ كِلْتَا يَدَيِ الرَّحْمٰنِ يَمِيْنٌ، فَقَالَ: يَا أَصْحَابَ الْيَمِيْنِ، فَاسْتَجَابُوْا لَهُ، فَقَالُوْا لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَ سَعْدَيْكَ، قَالَ: (أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى) (الأعراف: 172)

ترجمہ (جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور فیصلہ تقدیر ثبت کیا، انبیائے کرام سے پختہ عہد لیا، اُس وقت عرشِ الٰہی پانی پر تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف والوں کو اپنی شان کے مطابق اپنے دائیں ہاتھ میں اور بائیں طرف والوں کو اپنے دوسرے ہاتھ میں تھام لیا۔ بعد ازاں فرمایا: اے دائیں طرف والو! چنانچہ دائیں طرف والوں نے اپنے پروردگار کی آواز پر شاداں و فرحاں ہوتے **لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ** (اے

ہمارے پروردگار! ہم تیرے حضور دست بستہ حاضر ہیں اور تیرے ہی فضل واحسان سے خوش بختی کے خواہاں ہیں)۔ تب فرمایا: ترجمہ: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے یک زباں ہو کر کہا: کیوں نہیں)۔ (جمال القرآن، ص208)

فائدہ: ”کلتایدی الرحمن یمین: یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں۔ متقدمین نے اس کی کوئی توجیہہ منقول نہیں اور متاخرین نے ”ید“ بمعنیٰ قدرت لیا ہے“۔

ابو سہل قطان نے اپنی آمالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے نقل کیا ہے:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت امام باقر ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن اَبی طالب کی خدمت میں گزارش کی: حضورِ والا! یہ تو بتائیے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام نبیوں سے کیسے مقدّم قرار پائے ہیں؟ حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت سب سے آخر میں ہوئی؟، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے ”بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور گواہ بنایا خود اُن کو اُن کے نفسوں پر (اور پُوچھا) کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب؟ سب نے کہا بے شک تُو ہی ہمارا رب ہے“ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہی سب سے پہلے بَلیٰ (کیوں نہیں) فرمایا۔ چنانچہ اسی بنا پر آپ ﷺ تمام اَنبیائے کرام سے مقدّم قرار پائے حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

تیسری بہار

مخلوقات کو لباسِ وجود عطا کرنے اور اُن کے ہاں اُنبیاء و رسل بعثت فرمانے کا راز

سچے رب نے اپنی مخلوق کو صورتِ گوشت و پوست سے نواز کر اس کی حقیقت سے یُوں پردہ اُٹھایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○

(الذاریات:56, 58)

ترجمہ اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن و انس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہ طلب کرتا ہوں میں ان سے رزق اور نہ یہ طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی (سب کو) روزی دینے والا قوت والا (اور) زور والا ہے۔

(جمال القرآن، ص628)

مفسّرِ قرآن حضرت ابن جریر اور ابنِ ابی حاتم نے سیّدنا حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے درج بالا فرمانِ الٰہی:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ آپ کا فرمانا ہے کہ لِیَعْبُدُوْنِ سے مراد

لِيُقِرُّوا بِالْعُبُوْدِيَّةِ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا

(تا کہ وہ مالکِ کائنات کو معبودِ برحق ماننے کا خواستہ یا ناخواستہ (چار و ناچار) اقرار کریں)۔

مفسّرِ قرآن حضرت ابن جریر اور ابنِ ابی حاتم اور محدّث بیہقی نے ''الأسماء والصّفات'' میں حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے ''اَلْـمَتِیْـنُ'' کے معنی کے بارے میں نقل کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: اَلْمَتِیْنُ سے مراد شدید، مضبوط اور زور آور ہے۔

جب ساری مخلوقِ خدا کو اُن ہستیوں کی سخت ضرورت ہے جو اُنہیں معرفتِ الٰہی سے آشنا کریں اور الہامی شریعتوں کی تعمیل کیلئے بُلائیں اور آیاتِ مقدّسہ پڑھ کر سُنائیں، اُن کے قلب و باطن کی طہارت کا اہتمام کریں، اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم سے بہرہ ور کریں، اُنہیں وہ عہد یاد دلائیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی روحوں سے عالمِ ذر میں لیا تھا، اُس عہد کے توڑنے سے اُنہیں خوف دلائیں اور اُن کے درمیان ذاتی بھائی چارہ فروغ دیں جس کے بعد اُن کا آپس میں تفرقہ اور جدائی اختیار کرنا مناسب نہ ہو، اُنہیں کثافتی آلودگی، دنیاوی فساد پن اور تنگ صدری سے بچا کر عالَمِ لطافت، سکون و راحت اور حریّت و آزادی کی دعوت دیں، اُنہیں مالکِ حقیقی کی دہلیزِ اطاعت پر پڑے رہنے اور اُس سے کبھی بھی سر نہ اُٹھانے کی ترغیب دیں، حلال و حرام اور خیر و شر نیز ہر نافع راہ پر چلنے اور ضرر رساں راہ سے دور رہنے کی تلقین کریں، نفس کی کمینگی اور خساست سے پردہ اُٹھا کر اُسے بُری عادات اپنانے سے بچائیں، اُنہیں لڑائی جھگڑوں سے باز رکھیں، اُن میں صلہ رحمی اور عیب پوشی نیز فضول عادات سے پرہیز کرنے کی فکر پیدا کریں، حسبِ طاقت نیکی کے معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے اور اپنی ذاتی خواہشات کی نفی کر کے ذاتِ برحق کے حضور یکسو ہونے کا نسخہ کیمیا مرحمت

فرمائیں اور عالمِ انسانیت کو کھلے بندوں باور کرادیں کہ

لَا ضَرَرَ أَضَرُّ مِنَ اللِّسَانِ، وَلَا نَارَ أَحَرُّ مِنَ الْغَضَبِ، وَلَا شَرَفَ أَرْفَعُ مِنِ اصْطِنَاعِ الْمَعْرُوْفِ، وَلَا لِبَاسَ أَحْسَنُ مِنَ التَّقْوٰی

(زباں سے بڑھ کر کوئی شے ضرر رساں نہیں، غیظ و غضب سے زیادہ کوئی آتش حرارت فشاں نہیں، حسنِ سلوک کے مقابلے میں کوئی نیکی نہیں، تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کا لباس حسن و زینت میں اپنی مثل آپ ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کو اپنے کمالات سے آشنائی بخشنے کے بعد مبعوث فرمایا۔ انہیں اپنے اسماء و صفات کے معانی کی معرفتِ خاص عطا کی۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کیلئے عقیدہ اور نظام کی خاطر کمرِ ہمت باندھی۔ اس طرح صاحبِ بصیرت افراد کے دل قرار پا گئے۔ عقل و خرد پر پڑے تاریک پردے سرک گئے۔ ہمہ جہت کامرانی پانے والوں نے آسمانی ہدایت کا دامن تھام لیا اور خوشی و غمی ہر دو حالتوں میں اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

ذاتِ الٰہی نے جس نصیبے والے کیلئے خوش بختی چاہی وہی بحرِ سعادت کا غوطہ زن ٹھہرا نیز بے مثل و مثال طاقت والے نے جسے بدبختی کی نعنت سے دوچار کیا دنیائے انسانیت میں اس کا ہی ستارہ ہمیشہ گردش میں رہا۔ **(نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ)**

قرآنِ پاک نے اسی رازِ حقیقت سے ہم سب کو متنبہ فرمایا:

1) **رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا** (سورۃ النسآء: 165)

ترجمہ (بھیجے ہم نے یہ سارے) رسول خوشخبری دینے کیلئے اور ڈرانے کیلئے تاکہ نہ رہے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر رسولوں کے (آنے کے) بعد اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے (کوئی تسلیم نہ کرے تو اُس کی مرضی)

(جمال القرآن، ص126)

2) شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰىٓ اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ۔

(سورة الشوریٰ:13)

ترجمہ اُس نے مقرر فرمایا ہے تمہارے لئے وہ دین جس کا اُس نے حکم دیا تھا نوح کو اور جسے ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا ہم نے حکم دیا تھا ابراهیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور تفرقہ نہ ڈالنا اس میں۔

(جمال القرآن، ص581)

3) وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ۔ (سورة النسآء:131)

ترجمہ اور بے شک ہم نے حکم دیا ان لوگوں کو جنھیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور (حکم دیا) تمھیں بھی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے۔ (جمال القرآن، ص120)

4) كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (سورة البقرة:213)

ترجمہ (ابتداء میں) سب لوگ ایک ہی دین پر تھے (پھر جب ان میں اختلاف پیدا ہوگیا) تو بھیجے اللہ نے انبیاء خوشخبری سُنانے والے اور ڈرانے والے اور نازل فرمائی ان کے ساتھ کتاب برحق تاکہ فیصلہ کردے لوگوں کے درمیان جن باتوں میں وہ جھگڑنے لگے تھے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اِس میں بجز اُن لوگوں کے جنہیں

کتاب دی گئی تھی بعد ازاں آ گئی تھیں اُن کے پاس روشن دلیلیں (اس کی وجہ) ایک دوسرے سے حسد تھا۔ پس اللہ نے ہدایت بخشی اُنہیں جو ایمان لائے تھے ان سچی باتوں پر جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے اپنی توفیق سے اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف)۔ (جمال القرآن، ص40)

یاد رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل نہ ہوتے تو لوگ ہمہ وقت جھگڑوں کا شکار رہتے، اسباب و ذرائع کی کمی کو بنیاد بنا کر غارت گری کو پیشہ بنا لیتے، وحشی جانوروں کی طرح جنگلوں اور بیابانوں میں اپنی قیمتی زندگی کے صبح و شام ضائع کر دیتے، اللہ تعالیٰ کی زمین پر سیر و سیاحت کی سہولت مفقود ہوتی اور زمین کے طول و عرض میں تجارتی وسائل اور منافع جات ناپید ہو جاتے۔

چوتھی بہار

نورِ محمدی آدم علیہ السلام کی پُشت میں رکھنے اور سجدہ کرنے والوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بارے میں

ذاتِ برحق کی بے شمار حکمتوں اور شہرت کی حدوں کو چھونے والے اسرارِ قُدرت نے یہ چاہا کہ مالکِ لم یزل عالمِ اجسام کا دورانیہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی وساطت سے آشکارا فرمائے۔ تب حکیمِ ازل نے آپ علیہ السلام کو خوبصورت شکل و صورت عطا کر کے عزّت و تکریم کی تمام اُصناف سے آراستہ کیا۔ اپنی مخلوقات کے نام اور اُن کی خصوصیات سکھائیں۔ فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ یہ سجدہ عبادت کی غرض سے نہ تھا بلکہ اس کی حیثیت محض عزّت افزائی بخشنے اور عظمت سے نوازنے کی حد تک تھی جیسے

آنے والے وقت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے برادران نے آپ کو سجدہ کیا تھا۔ (شریعتِ محمّدیہ میں سجدہ تعظیمی بجالانا ممنوع ہے) درحقیقت آپ علیہ السلام ایک قبلہ کی مانند تھے اور فرشتے اپنے مالک برحق کی بارگاہِ الوہیت میں سربسجود ہوکر حقِ بندگی ادا کررہے تھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ۔

(سورۃ البقرۃ:34)

ترجمہ تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اُس نے انکار کیا اور تکبّر کیا (داخل) ہوگیا وہ کفّار (کے ٹولہ) میں۔ (جمال القرآن، ص8)

آپ علیہ السلام کی خاطر حضرت سیّدتنا حوّا علیہا السّلام کو آپ علیہ السلام کی بائیں پسلی سے اُس وقت پیدا فرمایا جب آپ علیہ السلام نیند کی حالت میں تھے تاکہ وہ آپ علیہ السلام کی زوجہ بن کر رہیں۔ آپ علیہا السّلام کو حوّا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہا السّلام ایک زندہ ہستی سے پیدا ہوئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو اپنی حکمت کے مطابق ایک خاص مدّت تک بہشتِ بریں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع دیا۔

جب آپ دونوں نے شجرِ ممنوعہ سے تناول کرلیا تو حکیم و دانا ربّ نے اُنہیں خلدِ بریں سے زمین پر اُتار دیا۔ چنانچہ اِس سے ہی طے شدہ پروگرام کی عملی صورت رُوبہ عمل ہوئی۔ آپ کی اعلیٰ ترین خصوصیّت یہ ہے کہ آپ کی پُشتِ مبارک میں نُورِ محمدی رکھا گیا تھا۔

آپ کی جبینِ سعادت میں نُورِ محمدی جلوے بکھیرتا تو آپ کے دیگر انوار پر چھا جاتا۔ مشیّتِ ایزدی نے اسے آپ علیہ السلام کے انتہائی خوبرو اور تنومند اکلوتے فرزند حضرت سیّدنا شیث علیہ السلام کی طرف منتقل کردیا۔

آپ کے نقش و نین اپنے والدِ گرامی حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے ملتے جلتے تھے۔ آپ اپنے تمام بھائیوں میں انتہائی ذہین تھے۔ آپ اپنے والد مبارک کے منظورِ نظر تھے۔ نُورِ محمدی پاک پُشتوں سے پاک رِحموں میں سفر کرتا ہوا حضرت سیّدنا عبد المطلب کے انتہائی حسین و جمیل بیٹے حضرت سیّدنا عبداللہ کی صُلبِ مبارک میں اقامت پذیر ہوا۔

محدّث طبرانی نے **المعجم الأوسط** میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے:

حضورِ پُرنُور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ خَلْقَهُ، فَاخْتَارَ مِنْهُمْ بَنِی آدَمَ، ثُمَّ اخْتَارَ بَنِی آدَمَ، فَاخْتَارَ مِنْهُمُ الْعَرَبَ، ثُمَّ اخْتَارَنِی مِنَ الْعَرَبِ، فَلَمْ أَزَلْ خِيَاراً مِنْ خِيَارٍ، أَلَا مَنْ أَحَبَّ الْعَرَبَ، فَبِحُبِّی أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْعَرَبَ، فَبِبُغْضِی أَبْغَضَهُمْ۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا چناؤ فرمایا تو اِن میں اولادِ آدم کو برتری بخشی، اولادِ آدم کا چناؤ فرمایا تو اِن میں قومِ عرب کو ترجیح سے نوازا پھر قومِ عرب میں سے مجھے فوقیّت عطا کی۔ خبردار! جس نے بھی عرب سے رشتہ محبت استوار کیا تو اس نے میری محبت میں ان سے پیار کیا اور جس نے عرب سے بغض کیا تو میرے ساتھ ان کے بغض کرنے کی وجہ سے بغض قائم کیا۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشاً مِنْ

كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کا ہی چناؤ فرمایا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے مختص فرمایا۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں سیّدنا ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيْهِ۔

ترجمہ میری بعثت اولادِ آدم کی بہترین صدیوں میں سے اوّلیں بہترین صدی میں ہوئی جو کہ وہی ہے جس میں میری ذات موجود ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند، محدث طبرانی نے **المعجم الأوسط**، محدث بیہقی نے شعب الایمان اور محدث ابونعیم نے **دلائل النبوّة** نیز دیگر محدثین نے بھی اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے:

آپ رضی اللہ عنہا نے ہمارے آقا و مولا حضور پُرنور ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے الفاظ روایت فرمائے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کہنا ہے کہ:

قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، فَلَمْ أَرَ رَجُلًا أَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ، وَلَمْ أَرَ بَنِي أَبٍ أَفْضَلَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ۔

ترجمہ (میں نے زمین کی ہر سمت چھان ماری ہے مجھے حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی شرف وفضیلت کی حامل شخصیت دکھائی نہیں دی نیز میں نے دنیا بھر کے کسی بھی کنبہ کو بنو ہاشم سے اعلیٰ وافضل نہیں پایا۔

محدث بیہقی نے اپنی سنن میں سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کیا ہے۔

حضورِ پُرنور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَا وَلَدَنِی مِنْ سِفَاحِ الجَاهِلِيَّةِ شَیْءٌ، مَا وَلَدَنِی اِلَّا نِكَاحُ الْاِسْلَامِ۔

ترجمہ (میری ولادت میں زمانہ جاہلیّت کی کسی آلائش کا تصور ہی نہیں۔ میں باقاعدہ اسلامی نکاح ہی سے منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہوا ہوں)۔

محدث طبرانی نے المعجم الاوسط میں ثقہ افراد کی سند کے ساتھ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ، وَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ، مِنْ لَّدُنْ آدَمَ اِلىٰ أَنْ وَلَدَنِی أُی وَ اُمِّی لَمْ يُصِبْنِی مِنْ نِكَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ شَیْءٌ۔

ترجمہ (میری ولادت نکاح کے ذریعے ہی ہوئی، زمانہ جاہلیّت کی آلودگی کا شائبہ تک ہی نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام تا میرے والدین کریمین تک میں اہلِ جاہلیّت کے نکاح کی ہر خرابی سے پاک رہا ہوں)۔

محدث حاکم اور محدث طبرانی نے حضرت حزام بن اوس رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

میں غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ عظمت میں حاضر ہوا اور حضرت عبّاس بن عبد المطلب علیہ السلام کو فرماتے سُنا وہ عرض کر رہے تھے: یا رسول اللہ! میرا جی آپ کی مدح سرائی کو چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو من میں آئے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے دہن کو فیضِ مدح سے آراستہ رکھے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب علیہ السلام کی قصیدہ خوانی

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے:

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي
مُسْتَوْدَعٍ حِيْنَ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

ترجمہ (اے جانِ کائنات! آپ ﷺ عالم گیتی میں تشریف لانے سے پہلے گلزارِ جنّت کے خنک سائے میں اور حضرت آدم علیہ السلام کی پُشت مبارک میں دادِ عیش دیتے رہے نیز حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام کی بہشتی اقامت گاہ مُستودع میں رونق بخشتے رہے جب انجیر کے پتے ایک لباس کا رُوپ دھار کر حضرت سیّدنا آدم اور حضرت سیّدتنا حوّا علیہما السلام کے جسموں پر زینت آراء ہو رہے تھے)۔

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ أَنْتَ
وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقُ

ترجمہ پھر آپ اِس عالَمِ آب و گِل کی رونقیں دوبالا کرنے کیلئے تشریف لائے، آپ نہ تُو بشری رُوپ میں تھے، نہ گوشت پوست کا ایک ٹکڑا اور نہ جما ہوا خون۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ
أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

ترجمہ بلکہ آپ ﷺ پاکیزہ جوہر تھے جو کشتی نوح میں سوار رہا اور جس نے بہت بڑے بُت نسرا اور اُس کے پجاریوں کو اُمڈتے طوفان کا تر نوالہ بنا دیا۔

تَنَقَّلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رِحْمٍ
إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ

ترجمہ آپ اپنے آباؤ اجداد کی پُشتِ مبارک سے پاک رِحموں میں سفر فرما کر جہانِ ہست وبُود کی رونق اور چہل پہل کا باعث ہی رہے حتّٰی کہ صحیفہء جہاں کا ایک ورق پلٹتا تو دوسرا کائنات کے حُسن و جمال کو نکھار دیتا۔

حَتَّی احْتَوَی بَیْتُكَ الْمُهَیْمِنُ مِنْ
خِنْدِفٍ عَلْیَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

ترجمہ حتّٰی کہ آپ ﷺ بنو ہاشم کے اُس کنبہ میں رونق افروز ہوئے جس کی حفاظت نگاہِ قدرت فرما رہی تھی وہ کنبہ یمن و برکت اور قدر و منزلت میں آپ ﷺ کے صدقے ایسے ہی بن گیا جیسے کوہِ گراں کی تقویّت کا باعث اُس کی درمیانی چٹانیں ہوتی ہیں۔

محدث بزار نے اپنی مسند، ابن سعد نے طبقات، ابونعیم نے دلائل النّبوّۃ میں سندِ صحیح اور محدث طبرانی نے ثقہ افراد کی سند کے ساتھ حضرت ابن عبّاس کا قول درج ذیل فرمانِ الٰہی کی تفسیر میں نقل کیا ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ۔ (سورۃ الشعرآء: 219)

ترجمہ سجدہ گزاروں میں آپ ﷺ کے آنے جانے۔

اس سے مراد آپ ﷺ کا ایک نبی کی صُلبِ مبارک سے دوسرے نبی کی صُلبِ مبارک میں سفر فرمانا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ ظلمتِ دنیا کو کافور کر کے اِسے بقعۂ نُور بنانے کیلئے سریرآرائے مملکت ہوئے۔

درج بالا آیتِ مبارک کی ایک تفسیر یہ بھی ہے۔

پانچویں بہار

حضورِ پُرنور ﷺ کے نسب مبارک کے بارے میں

نسب نامہ

ذیل میں آپ ﷺ کا نسب مبارک اپنے والد ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جہت سے پیش کرنے کی سعادت مرقوم ہے:

خاتم النّبیّین سیّدنا محمد مصطفٰے ﷺ ابن سیّدنا عبداللہ بن سیّدنا عبدالمطلب ابن سیّدنا ھاشم بن سیّدنا عبد مناف بن سیّدنا قصی بن سیّدنا ابن کلاب بن سیّدنا ابن سیّدنا مرّۃ ابن سیّدنا کعب ابن سیّدنا لوی ابن سیّدنا غالب ابن سیّدنا فہر سیّدنا مالک ابن سیّدنا النّضر ابن سیّدنا کنانۃ. ابن سیّدنا خزیمۃ ابن سیّدنا مدرکۃ ابن سیّدنا اِلیاس ابن سیّدنا مضر ابن سیّدنا نزار ابن سیّدنا معدّ ابن سیّدنا عدنان۔

حضرت عدنان کا تعلّق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اُولادِ اُمجاد میں سے ہے اور آپ علیہ السلام حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے لختِ جگر ہیں۔

نَسَبٌ تَحْسِبُ الْعُلَا بِحِلَاهُ
قَلَّدَتْهَا نُجُوْمَهَا الْجَوْزَاءُ

ترجمہ یہ ایک ایسا رفعت شناس نسب نامہ ہے جسے بُلندی بھی اپنا حُسن وزیور یقین کرتی ہے۔ اِسی زیور کو بُلند پایہ بُرج جوزاء نے اپنے ستاروں کیلئے زیبِ گلو بنا رکھا ہے۔

حَبَّذَا عِقْدُ سُوْدَدٍ وَّ فَخَارٍ
أَنْتَ فِیْهِ الْیَتِیْمَةُ الْعَصْمَاءُ

ترجمہ   سیادتِ کائنات اور افتخارِ ارض و سماء کا گلگوں ہار کتنا ہی اچھا ہے جس میں آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی یگانہ روزگار موتی ہے۔

چھٹی بہار

نورِ مصطفیٰ ﷺ کا جمال

پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا نورِ اطہر ہی عزّت و رفعت اور مجد و کمال کا نام ہے۔ شانِ رفیع کے کوہِ گراں اور پیکرِ حشمت و جاہ سیّدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جبینِ ناز میں یہ نور ہر وقت تاباں رہتا۔ قومِ قریش کی ان گنت خواتین آپ کے وصل و ملاپ کی خواہش اپنے اپنے دل کے نہاں خانوں میں زینت بنائے رکھتیں تا کہ اِس نورِ درخشاں اور حقیقتِ فروزاں سے متمتع ہو سکیں مگر آپ نے اُن سب کی آرزوئیں خاک میں ملا دیں اور دامنِ عفّت تھامنے کا ایسا سبق سکھایا جسے زندگی بھر بھلا نہ سکیں۔

یہ حقیقت مثلِ آفتاب روشن ہے کہ ازدواجی حیثیت اپنے اندر بے شمار حکمتیں اور شہرہ آفاق رُموز رکھتی ہے۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اِس کے ذریعے نوعِ انسانی کو بربادی اور شکست و ریخت سے بچایا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام شریعتوں نے یہ اُمر لازمی قرار دیا ہے کہ رشتہ ناطہ دو خاندانوں کے مابین اس طرح ہو کہ وہ ایک جسم کی مانند ہو جائیں جس کے اَعضاء شمار کیے جا سکیں اور ہر عضو ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کرے جس میں تمام کی بھلائی مضمر ہو۔

سیّدنا عبدالمطلب ابن سیّدنا ہاشم نے ایسی حکمتوں اور اسرار و رموز کے پیشِ نظر اپنے مولا کریم پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اور اپنا ظاہر و باطن اُسی ذاتِ لم یزل

کے سپرد کرتے ہوئے اپنے بھاگ بھرے فرزند ارجمند حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے رشتے کیلئے اپنی تگ و دو جاری رکھی تا آنکہ بنو زہرہ کے حسبی و نسبی سردار سیّدنا وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب کی گوہر جمال، فیروز بخت، پری پیکر، یمن و برکت سے معمور رعنا ذات، پاکیزہ رضاعت کی پروردہ اور صدفِ گوہر بار کی طرح محفوظ ہستی سیّدتنا آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا (آپ اُس وقت دنیا بھر کے خاندانوں میں ماں باپ دونوں جہتوں سے نسبی فضل و کرامت سے مالا مال تھیں) کا رشتہ عنفوانِ شباب کا پرتو، اَوجِ ثریّا پر کمندِ رفعت ڈالنے والے، پروردگارِ کائنات کی طرف سے حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا باعث بننے والے عظیم سپوت حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کیلئے طے کیا اور زبانِ حال سے یُوں گویا ہوئے:

سَعِدَ الزَّمَانُ وَسَاعَدَ الْإِقْبَالُ
وَدَنَا الْمُنٰی وَأَجَابَتِ الْآمَالُ

ترجمہ زمانہ خوش بختی کی معراج کو پہنچا، سعادت مندی نے اپنی مدد و نصرت کے سائبان تان لیے، آرزوئیں برلائیں اور امیدیں ساحلِ مراد کو پہنچیں۔

چنانچہ زوجین کے مابین بابرکت حق مہر پر نکاح منعقد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سیّدہ آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کیلئے طیّب بنا دیا اور حلّتِ شرعی مہیّا کر دی، حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تشریف لا کر نکاح قبول کر کے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور باری تعالیٰ کے قوانین کے عین مطابق اسے اپنی ذات پر لازم قرار دے کر گواہوں سے اس کی گرہ مضبوط کر لی۔ تب وصل و قربت کی وہ ساعتیں نصیب یار بنیں جنہیں اللہ جلّ مجدہٗ نے حسنِ انسانیت کیلئے مقدّر فرما رکھی تھیں نیز وہ امتزاج نصیب ہوا جس کا شرف سیّدہ آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کی قسمت کا ستارہ بنا۔ الغرض آپ کے بابرکت رِحم میں نُورِ الٰہی قرار پذیر ہوا تا کہ کائناتِ رنگ و بُو کے پہاڑی خطوں، میدانی

علاقوں اور نشیبی گھاٹیوں اور حدِّ نگاہ بلندیوں کو تاب و توانائی بخشنے سے پہلے عالمِ خفاء میں نوماہ مقیم رہے۔

مام قسطلانی المواہب اللدنیۃ میں رقمطراز ہیں:

”وَذَكَرُوْا أَنَّهُ لَمَّا اسْتَقَرَّتْ نُطْفَتُهُ الزَّكِيَّةُ، وَدُرَّتُهُ الْمُحَمَّدِيَّةُ فِي صَدَفَةِ آمِنَةَ الْقُرَشِيَّةِ نُوْدِيَ فِي الْمَلَكُوْتِ وَمَعَالِمِ الْجَبَرُوْتِ أَنْ عَطِّرُوْا جَوَامِعَ الْقُدُسِ الْأَسْنَى، وَبَخِّرُوْا جِهَاتِ الشَّرَفِ الْأَعْلَى، وَافْرِشُوْا سَجَّادَاتِ الْعِبَادَاتِ فِي صُفَفِ الصَّفَاءِ لِصُوْفِيَّةِ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ أَهْلِ الصِّدْقِ وَالصَّفَاءِ، فَقَدْ انْتَقَلَ النُّوْرُ الْمَكْنُوْنُ لِبَطْنِ آمِنَةَ ذَاتِ الْعَقْلِ الْبَاهِرِ وَالْفَخْرِ الْمَصُوْنِ“

ترجمہ اہلِ محبت کا کہنا ہے کہ جب حضرت سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا جوہرِ پاک اور محمدی گوہرِ یکتا حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کے رِحمِ مبارک میں قرار پذیر ہوا تو عالمِ ملکوت و جبروت میں ندا دی گئی کہ قدسِ اعلیٰ کی عبادتگاہوں کو خوشبوؤں سے مہکا دو نیز شرفِ اعلیٰ کی ہر ہر سمت کو دھونی دے دو اور مقرّبانِ خاص، اہلِ صدق و وفا، پیکرِ ادب و اخلاص فرشتوں کیلئے مقامِ صفاء پر عبادت و ریاضت کی غرض سے صفیں بچھا دو۔ اِس قسم کی صدائے دلنواز میں نورِ مخفی عقلِ تاباں کی مالکہ اور سرمدی افتخار سے سرشار حضرت سیّدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک میں منتقل ہوا)۔

حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی (متوفّٰی 463ھ) نے نابغہ روزگار ہستی ولی کامل امام سہل بن عبد اللہ تستری (توفّٰی 273ھ) کا قول مبارک نقل کیا ہے۔

لَمَّا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّخْلُقَ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا ﷺ أَمَرَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ رِضْوَانَ خَازِنَ الْجِنَانِ أَنْ يَّفْتَحَ الْفِرْدَوْسَ، وَنَادٰى مُنَادٍ فِي السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ؛ اَلَا اِنَّ النُّوْرَ الْمَخْزُوْنَ الْمَكْنُوْنَ، الَّذِی مِنْهُ النُّوْرُ الْهَادِی فِی هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَسْتَقِرُّ فِی بَطْنِ آمِنَةَ، الَّذِی يَتِمُّ فِيْهِ خَلْقُهٗ، وَيَخْرُجُ اِلَى النَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا۔

ترجمہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک سیّدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنّتوں کے خازن کو فردوسِ بریں کھول دینے کا حکم ارشاد فرمایا نیز آسمانوں اور زمین میں ندا دینے والے نے ندا دی کہ آج رات پردہ خفا میں محفوظ وہ نُور حضرت سیّدتنا آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کے بطنِ اُطہر میں جلوہ گزیں ہوگا جس سے نُور ہادی مطلعِ کائنات کا سہرا بنے گا جس کی بشری تخلیق وہیں پایہ تکمیل کو پہنچے گی اور وہ مولودِ مسعود عالَمِ انسانیت کیلئے خوشخبری دینے اور بُرے نتائج سے بروقت ڈرانے والا بن کر تشریف لائے گا۔

ساتویں بہار

آپ کی روحانیت کا جسمانیت سے ملنا اور اُس کی پوشیدہ خصوصیات

پہلی مرتبہ آپ ﷺ کی روحانیت آپ ﷺ کی جسمانیت کے ساتھ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سیّدتنا آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک میں ملی۔

اِسی مناسبت سے میں اپنے والدِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اقوال دہرائے دیتا ہوں جو اُنہوں نے "السّانحات الأحمديّة" میں تحریر فرمائے ہیں:

آپ ﷺ کی روحانیت کے جوہر نے ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِی﴾ (سورۃ طٰہٰ: 41) (اور میں نے مخصوص کرلیا ہے تمہیں اپنی ذات کیلئے) (جمال القرآن،

ص377) کی گود میں پرورش پائی اور ﴿اِنّی اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّی یُطْعِمُنِی وَ یَسْقِیْنِی﴾ (میں اپنے ربّ کے ہاں ہی رات بسر کرتا ہوں وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے) کے قوّت بخش غذائیت سے بھرپور دودھ سے نشوونما پائی، اور ﴿اَدَّبَنِی رَبِّی فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِی﴾ (میرے ربّ نے مجھے اُدب سکھایا پس مجھے ادب سکھانے میں حُسن و خُوبی سے کام لیا) کے سرچشمہ آداب سے اکتسابِ فیض کیا اور درس گاہِ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً﴾ (سورۃ النّسآء :113) (اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضلِ عظیم ہے) (جمال القرآن، ص117) میں علم و دانش کے پھول چُنے اور ﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾ (سورۃ البروج:22,21) (بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے) (جمال القرآن، ص711) کی تختی اور ﴿كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ﴾ (آپ کی عاداتِ کریمانہ قرآنِ پاک کی عملی تفسیر ہیں) کی سطروں کے صحائف میں ﴿كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ مُنْجَدِلٌ فِي طِيْنَتِهٖ﴾ کی جامعہ کے اندر فقاہت پائی اور ﴿فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى﴾ (سورۃ النّجم :10) (پس وحی کی اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی) (جمال القرآن، ص632) کے مقامِ بسط و کشاد میں تہذیب و تمدّن پایا اور ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾ (سورۃ النّجم :17) (نہ درماندہ ہوئی چشمِ (مصطفیٰ) اور نہ (حدِّ اُدب) سے آگے بڑھی) (جمال القرآن، ص632) کے کاجَل کے ذریعے مذہب دیدار و شوق حاصل کیا اور ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ﴾ (سورۃ الشعراء: 194، 193) (اُترا ہے اسے لے کر رُوح الامین (یعنی جبرئیل) آپ کے قلب (منیر) پر تاکہ بن جائیں آپ (لوگوں کو) ڈرانے والوں سے) (جمال القرآن، ص451) کی زباں پائی اور ﴿مَنْ رَاٰنِي فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ﴾ (جس نے مجھے دیکھا پس یقیناً اُس

نے حق کو دیکھا) کا لحاف اوڑھا اور ﴿فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ﴾ (سورۃ الأنفال: 62)۔ (تو آپ فکر مند کیوں) بے شک کافی ہے آپ کو اللہ) (جمال القرآن، ص 222) کا تاج سر پر رکھا اور ﴿اُدْنُ مِنِّی یَا مُحَمَّدُ بِنَعْلَیْكَ﴾ (اے محمد! آپ اپنے نعلین سمیت میرے قریب ہو جایئے) کے نعلین زیبِ پا کئے اور ﴿یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ﴾ (سورۃ المائدۃ: 54) (محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے) (جمال القرآن، ص 741) کی پوشاکیں زیبِ تن کیں اور ﴿وَاَنْ تُوَلُّوْا﴾ (سورۃ الأنبیاء: 57) (کہ تم چلے جاؤ گے) (جمال القرآن، ص 392) کی دستاریں باندھیں اور ﴿فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ﴾ (سورۃ التوبۃ: 129) (تو آپ فرما دیں کافی مجھے اللہ) (جمال القرآن، ص 249) اُس نے ہی مجھے پہچانا، میری حقیقت کے اجمال و تفصیل کا احاطہ کیا اور ﴿لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی﴾ (سورۃ النجم: 18) (یقیناً انہوں نے ربّ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں) (جمال القرآن، ص 632) کی قوت آور عصابت کے ساتھ توانائی حاصل کی اور اس پر ﴿بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ﴾ (سورۃ ق: 15) (بلکہ یہ (کفار) از سرِ نو پیدا کرنے کے بارے میں شک میں ہیں) (جمال القرآن، ص 6230) کے جھنڈیاں باندھیں اور آپ ﷺ کے روحانی جوہر کا تقدم ﴿اَنَا لَهُمْ مَا مَاتُوْا﴾ (میں اپنے غلاموں کیلئے ہی ہوں جب تک وہ فکرِ موت میں رہے) اور تاخر ﴿اَنَا لَهُمْ مَا عَاشُوْا﴾ (میں اپنے غلاموں کیلئے ہی ہوں جب تک وہ ایامِ زیست گزارتے رہیں گے) توسط ﴿اَنَا لَهُمْ فِی الْقُبُوْرِ﴾ (میں عالمِ قبور میں بھی اپنے غلاموں کی قسمتیں سنواروں گا) ہے۔ اُس ذاتِ لم یزل نے اپنے پیارے محبوب پاک ﷺ کے روحانی جوہر کا احاطہ فرما رکھا ہے جس کی شان ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورۃ الحدید: 4) (اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو) (جمال القرآن، ص 646) ہے۔

آٹھویں بہار

آپ ﷺ کے والد ماجد کی وفات

آپ ﷺ کے والدِ گرامی اُس وقت راہِ بقا کے مُسافر بنے جب آپ اپنی والدہ ماجدہ کے بطنِ مبارک میں تھے جیسا کہ محدّث حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت قیس بن مخرمہ کی روایت نقل کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ امام مسلم کی شرط کے عین مطابق ہے۔ محدّث ذہبی نے بھی اس کا اقرار اور اس کی تائید کی ہے۔

آپ کی وفات کا سبب آپ کا وہ مرض تھا جو اپنے اُن ہم وطن قریشیوں کے ہمراہ غزہ سے واپسی پر بمقام یثرب طاری ہوا جو شام کے شہروں کی طرف تجارتی سفر کا بندوبست کیا کرتے تھے۔ یثرب مدینہ منوّرہ کا پہلا نام ہے جس کا مطلب ہے بیماریوں کی جگہ۔ آپ کا مرض یہیں شدّت اختیار کر گیا۔ آپ ان دنوں اپنے والدِ گرامی حضرت سیّدنا عبدالمطّلب کے اُخوال (ننھیال خاندان) بنی عدی بن النّجار کے ہاں رہائش پذیر تھے۔ ایک ماہ بیماری میں مبتلا رہ کر رحلت فرما گئے۔ جنّ و انس نے تأسّف کا اظہار کیا۔ اُس وقت آپ کی عمر 25 سال تھی۔ آپ دار النّابعہ میں دفن ہوئے۔ یہ جگہ بنی عدی بن النّجار کے ایک فرد کے نام پر تھی۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ کا وصال اَبواء کے مقام پر ہوا جو کہ مدینہ کے قریب جحفہ سے 23 میل دور ہے اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی وفات نے قریشی اور مدنی لوگوں عموماً اور آپ ﷺ کے دادا اور والدہ ماجدہ کے قلب و باطن پر غم و اندوہ کے گہرے نقش مرتّب کیے۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے عین مطابق اپنی والدہ ماجدہ کے بطنِ مبارک میں بشری نشوونما کے مراحل طے فرماتے رہے۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے کبھی بھی آپ ﷺ کی وجہ سے سر درد یا جسم کے درد یا نفخِ ریاح کی شکایت کی اور نہ ہی حمل کی گرانی محسوس کی جیسا کہ عموماً خواتین محسوس کرتی ہیں اور اس دوران اُن پر بعض علامات بھی طاری ہوتی ہیں مثلاً: بعض کھانے پینے کی اشیاء پسند کرتی ہیں اور بعض نہیں۔ حتّٰی کہ وہ سرمدی تاریخ قریب آ گئی جو حق سبحانہ تعالیٰ نے مقدّر فرمائی تھی۔ 12 ربیع الأوّل کی شب بمطابق اپریل 571ء واقعہ فیل کے 50 دنوں بعد اِس گھڑی کی مثل نہ دنیا نے کبھی دیکھا اور نہ دیکھ سکے گی۔ سیّدۃ آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا نے بروزِ قیامت مقامِ محمود پر فائز ہونے والی ہستی سیّدِ کون ومکاں کی ذات اَنور سے اپنی گود سرسبد تا ابد فرمائی۔

نویں بہار

سلام عقیدت

آپ ﷺ کی ذاتِ انور پر درود و سلام
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَيْنَ الْعُيُوْنِ
اے عالَمِ انسانیت کی آنکھوں کی بینائی آپ ﷺ پر سلام ہو
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَسَلَّمَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رُوْحَ الْاَرْوَاحِ
اے تمام روحوں کی جان! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ بِلِسَانِ إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ

اے إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ کی زبانِ حق ترجمان!

آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ أَرْسَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْبَرِيَّةِ

اے وہ ذات جسے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے!

آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُسْتَاذَ الْبَشَرِيَّةِ

اے بشریّت کے معلّم! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُنْقِذَ الْعَالَمِ مِنَ الضَّلَالَاتِ وَالْجِهَالَاتِ

اے دنیائے انسانیّت کو گمراہیوں اور حماقتوں سے بچانے والے!

آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَجْمَعَ الْفَضَائِلِ وَالْكَمَالَاتِ

اے جامعِ فضائل وکمالات! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَاصَاحِبَ الدِّيْنِ الْحَيِّ وَالرِّسَالَةِ الْخَالِدَةِ

اے زندہ دین اور رسالتِ اَبدی کے مالک! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُطَهِّرَ الْعُقُوْلِ مِنَ الْعَوَائِدِ الْفَاسِدَةِ

تخیلاتِ فاسدہ سے انسانیت کے عقول کو پاک صاف کرنے والے!

آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ دَاعٍ إِلَى الْوَحْدَةِ الْعَالَمِيَّةِ

اے وحدتِ عالمی کی طرف بُلانے والی اوّلیں شخصیت! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَارِبَ الْمَبَادِئِ الْوَاهِيَةِ

انسانیت کے بچاؤ کی خاطر تباہ کُن بنیادوں کے خلاف برسرِ پیکار ذات!

آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ رَغَّبَ أُمَّتَهٗ فِي طَلَبِ الْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ لِتَسْعَدَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اے وہ ذات جس نے اپنی امت کو دینی علوم سیکھنے کی رغبت دلائی تاکہ دنیا و آخرت میں فیروز بختی سے ہمکنار ہو! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ دَعَاهَا لِلتَّسَلُّحِ بِالْعُلُوْمِ الدُّنْيَوِيَّةِ لِتَعْرِفَ الْأَسْرَارَ الْكَوْنِيَّةَ

اے وہ ذات جس نے اپنی امت کو دنیاوی علوم سے لیس ہونے کیلئے تیار کیا تاکہ وہ اسرارِ کونیہ کی پہچان کر سکے! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ شَرَعَ لِأُمَّتِهِ الْقَوَاعِدَ الْعَامَّةَ وَتَرَكَ لِلْعُلَمَآءِ الْأَكْفَاءِ الْإِجْتِهَادَ

اے وہ کریم ذات جس نے اپنی اُمت کی خاطر عمومی قواعد تشکیل دے کر جلیل القدر علماء کیلئے اجتہاد کا دروازہ کھول دیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ رَفَعَ مُسْتَوَى الْمَعِيْشَةِ بَيْنَ الْعِبَادِ

اے وہ ذات جس نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درمیان معاشی مساوات کا علَم بُلند فرمایا! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ حَقَّقَ أَسْمَى مَظَاهِرَ الْعَدَالَةِ الْإِجْتِمَاعِيَّةِ بَيْنَ الْأَفْرَادِ وَالطَّبَقَاتِ

اے وہ ذات جس نے افراد اور طبقات کے مابین اجتماعی انصاف کے اعلیٰ مظاہر کا ثبوت پیش کیا! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ ضَرَبَ أَرْوَعَ الْأَمْثَالِ فِي الصِّدْقِ وَالثَّبَاتِ

اے وہ ذات جس نے صدق وثبات میں انوکھی مثالیں قائم فرمائیں!

آپ ﷺ پر سلام ہو

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَنْ أَتَى الْعٰلَمَ بِحَضَارَةٍ جَمَعَتْ مَحَاسِنَ الْحَضَارَاتِ

وَفَاقَتْهَا وَسَلِمَتْ مِنْ نَقَائِصِهَا

اے وہ ذات جس کی تشریف آوری عالمِ انسانیت میں ایک ایسی مستقل شریعت کے ساتھ ہوئی جس نے سابقہ شریعتوں کی تمام خوبیاں اپنے اندر سمو کر اُن میں اور اضافہ بھی کر دیا! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَنْ كَافَحَ الْجَهْلَ وَالْغِشَّ وَالْبَطَالَةَ

اے وہ کریم ذات جس نے جہالت، کھوٹ اور جھوٹ کا ردّ فرمایا!

آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَنْ قَاوَمَ الْمَرَضَ وَالْفَقْرَ وَالرَّذِيْلَةَ

اے وہ ذات جس نے بیماری، فقرِ اختیاری اور لوگوں کے گھٹیا پن کا تحمل اور بردباری کے ساتھ مقابلہ کیا! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَافِعَ مَنَارِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ

اے لُغتِ عربی کو اَوجِ کمال سے نوازنے والے! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَابَطَلَ الْمَعَارِكِ الْفِكْرِيَّةِ

اے فکری معرکہ آرائیوں کا بُطلان فرمانے والے! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَابَطَلَ الْمَعَارِكِ الْاِجْتِمَاعِيَّةِ

اے اجتماعی جنگیں جیتنے والے! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَابَطَلَ الْمَعَارِكِ الْحَرْبِيَّةِ

اے حربی معرکے جیتنے والے! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَنْ شَرَعَ قَانُوْنَ الْمُكَافَاةِ فِي الدُّنْيَا وَالْمُجَازَاةِ فِي الْآخِرَةِ

اے وہ ذات جس نے دنیا میں قانونِ مکافات اور آخرت میں قانونِ مجازات کی تشکیل کی! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَادَاعِيَةَ السَّلَامِ وَ الْوِئَامِ

اے سلامتی اور اتحاد کے داعی اُعظم! آپ ﷺ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ الْكِرَامِ

اے تمام نبیوں اور رسولوں کے بعد تشریف لانے والے! آپ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ بِكُلِّ سَلَامٍ أَوْجَدَهُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ

اے وہ ذات جو ہر اُس سلام کی آئینہ دار ہے جسے بادشاہ اَزلی، ہر عیب سے پاک ہستی اور سلامت رکھنے والے پروردگار نے وجود بخشا ہے! آپ پر سلام ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَسَلَّمَ

دسویں بہار

شبِ میلادالنّبی وقوع پذیر ہونے والے عجائبات کی ایک جھلک

محدث بیہقی، محدث طبری اور محدث ابن عبدالبرؒ نے سیّدتنا اُمّ عثمان فاطمۃ بنت عبداللہ الثقفیۃ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے:

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"جب رسول کریم ﷺ کی ولادتِ پاک کا وقت ہوا تو میں نے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر مبارک کو نُور سے معمور ہوتے اور ستاروں کو قریب آتے دیکھا حتیٰ کہ میں نے محسوس کیا کہ کہیں یہ ستارے مجھ پر ہی نہ گر پڑیں"

محدث احمد، محدث بزار، حاکم اور محدث بیہقی نے سیّدنا عرباض بن ساریۃ السلمی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

رسولِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زباں پر جاری ہونے والے دعائیہ کلمات یُوں ارشاد فرمائے ہیں:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (سورۃ البقرۃ:129)

ترجمہ اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تا کہ

پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کر دے انہیں۔ (جمال القرآن، ص25)

اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں جو اُنہوں نے اپنی امّت کو دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس بشارت کے جو الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زباں مبارک پر جاری ہوئے اُنہیں یُوں ارشاد فرمایا:

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ (الصّف:6)

ترجمہ اور یاد کرو جب فرمایا عیسیٰ فرزند مریم نے: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی اور مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام (نامی) احمد ہوگا۔ (جمال القرآن، ص663)

اور میں اپنی والدہ ماجدہ کے اُن خوابوں کی تعبیر ہوں جو آپ نے دیکھے تھے نیز اِسی طرح اَنبیائے کرام کی مائیں دیکھتی رہیں۔ جب آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو اپنی گود مبارک میں پایا تو اُس وقت آپ ﷺ کے نُور کی بدولت شام کے محلّات جگمگاتے دیکھے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابنِ حبّان نے صحیح السّند قرار دیا ہے۔

محدث ابنِ حنبل نے بھی حضرت اُبوامامہ رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ یہی حدیث روایت کی ہے۔

محدث حاکم اور محدث طبرانی نے سیّدنا حزام بن اُوس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت سیّدنا عبّاس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی یُوں کی ہے:

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ أَشْرَقَتِ الْأَرْ
ضُ وَضَآءَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ
فَنَحْنُ فِی ذَالِكَ الضِّيَآءِ وَفِی النُّوْ
رِ سُبُلَ السَّلَامِ نَخْتَرِقُ

ترجمہ جب آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی تُو زمیں چمک اُٹھی اور آفاقِ عالَم روشن ہو گئے۔ ہم اُس روشنی اور نُور میں رشد و ہدایت کی راہیں عبور کر رہے ہیں۔

حافظ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف المعارف میں تحریر فرمایا ہے جیسا کہ اَلمواہب اللّدنیّۃ میں ہے:

خُرُوْجُ هٰذَاالنُّوْرِ عِنْدَ وَضْعِه اشَارَةٌ اِلٰى مَا يَجِیئُ بِه مِنَ النُّوْرِ الَّذِی اهْتَدَی بِه أَهْلُ الْأَرْضِ وَزَالَ بِه ظِلَامُ الشِّرْكِ۔

ترجمہ آپ ﷺ کی ولادتِ پاک کے وقت نُور کا ظاہر ہونا دراصل اُس نتیجے کی جانب اشارہ ہے جو وہی نُور لائے گا۔ جس سے اہلِ زمیں راہنمائی پائیں گے اور جس کے صدقے شرک و کفر کی تاریکیاں چھٹ جائیں گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○ يَهْدِی بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِه وَيَهْدِيْهِمْ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ۔ (سورۃ المائدۃ:15,16)

ترجمہ بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی، سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے۔ انہیں تاریکیوں سے اُجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔ (جمال القرآن، ص133)

حافظ ابو یوسف القسویؒ سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ایسے ہی حافظ ابنِ حجر نے فتح الباری میں حضرت سیّدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مکّہ میں ایک یہودی رہائش پذیر تھا۔ جس رات حضور نبی کریم ﷺ کے قدومِ میمنت لزوم سے جہانِ آب و گِل معطّر ہوا تو اُس نے کہا: اے قومِ قریش! تمہارے ہاں کسی کی ولادت تو نہیں ہوئی؟ کہنے لگے: ہمیں علم نہیں ہے۔ یہودی نے کہا: ذرا معلوم کر کے بتاؤ تو سہی؟ آج رات اِس آخری اُمّت کے نبی کی آمد ہوئی ہے۔ اُس بابرکت نبی کے شانوں کے درمیان خاص قسم کی علامت ہے۔ قریشی افراد گھروں کو لوٹے اور چھان بین کی۔ انہیں علم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطّلب کے ہاں گوہرِ مراد بر آئی ہے۔ چنانچہ وہی یہودی اُن لوگوں کے ہمراہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اپنا لختِ جگر انہیں دکھایا۔ یہودی آپ ﷺ کی زیارت کرتے ہی بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو کہا کہ اب بنو اسرائیل سے نبوّت ہمیشہ کیلئے رخصت ہوگئی ہے۔ قسم بخدا! اب وہ تُم پر ایسا وار کریں گے جس کی خبر مشرق و مغرب دور دور تک پھیلے گی)۔

حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری نے یہی روایت قدرے اختلاف کے ساتھ حضرت امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی نقل کی ہے۔

محدث بیہقی، محدث ابونعیم، خرائطی نے الھواتف، محدث ابن عساکر اور مفسّر قرآن ابن جریر نے اپنی تاریخ طبری میں اپنی سند کے ساتھ حضرت مخزوم کے واسطہ سے اُن کے باپ حضرت ھانی سے روایت نقل کی ہے: آپ فرماتے ہیں:

جس رات رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو ایوانِ کسری میں لرزہ طاری ہوگیا اور اُس کے چودہ بالکونیاں یا کنگرے گر پڑے۔ آتشِ فارس بُجھ گئی حالانکہ ایک

ہزار سال سے حرارت فشاں تھی۔ بحیرہ ساوہ کا پانی اُتر گیا۔

محدث طبرانی نے معجم الاوسط، محدث ابو نعیم اور محدث ابن عساکر نے سیّدنا اُنس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اُلوہیت میں میرا مرتبہ یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا ہوں۔ کسی نے بھی میرا ستر نہیں دیکھا۔

حافظ ضیاء الدّین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد المقدسی نے الأحادیث المختارۃ میں اسے درجہ صحت پر جانچا ہے۔

حافظ علاؤ الدین بن قلیچ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ آپ مغلطای کے لقب سے مشہور تھے۔ ایسے شرح الزّرقانی علی المواہب میں بھی ہے۔

اے ہمارے جسم و روح کے مالک! ہماری محفلوں اور نشست و برخاست کو حضور پُر نور ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر اور آپ کی پاکیزہ آل اور عظمتِ بے کنار سے مالا مال آپ ﷺ کے صحابہ پر تحفہ درود وسلام کے ذریعے اپنے علم کی مقدار، اپنے علم کی تعداد اور وزن کے مطابق مہکا دے۔ ہمارے دلوں کو آپ ﷺ کی محبت سے تقویّت بخش دے اور غلامانِ مصطفیٰ کی شیرازہ بندی فرما دے۔ آپ ﷺ کے دینِ حنیف کو چار دانگِ عالم میں غلبہ نصیب کر دے اور ہر قسم کے مصائب سے ہمیں بچا لے۔ امین ثم امین

راقم باقر الکتّانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتابچے کے نوٹس 19 جمادی الأولیٰ 1356ھ بمطابق 28 جولائی 1939ء بمقام سلا (مراکش) مکمل فرمائے۔ میں نے ان نوٹس کا دوبارہ مطالعہ کیا۔ کئی ماہ تک قطع و برید اور اضافہ جات وترامیم کیں۔ آخر کار 18 ربیع الأوّل بروز ہفتہ 1364ھ بمطابق 3 مارچ 1945ء کو یہ کاوش پایہ تکمیل کو پہنچی۔

محفل میلاد
منانا جائز ہے

شیخ احمد عبد العزیز المبارک
چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات

مترجم
مولوی محمد حمید الدین عاقل حسامی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسلہ پوچھا گیا ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ، واقعاتِ غزوات بیان کئے جاتے ہیں اور اکثر حضور انور ﷺ کی تعریف میں قصیدے پڑھتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کیلئے ان کو بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی سیرت و اخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کیلئے اور ہدایت حاصل کرنے کیلئے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے ایک جائز عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض کو یہ مرغوب نہ ہو کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات محبت رسول اُبھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔

اگر وہ تقریب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور صحابہ کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن یا جائز ”بخاری“ اور ”موطا“ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کیلئے جمع فرمایا اور فرمایا:

نعمت البدعة هذه۔

یہ بدعت اچھی ہے۔

فتح الباری میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ

”بدعت کی اصل یہ ہے کہ سابق میں اس کی مثال نہ ہو اور اگر اس کو سنت کے مقابل عمل قرار دیا جائے تو وہ قابل مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے اگر اس کو شرع میں برا عمل قرار دیا جائے تو وہ بری ہے ورنہ وہ مباح ہے اور وہ احکام خمسہ میں ایک ہے“

اور اسی میں ایک حدیث کہ

”بیشک سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور اکرم ﷺ کی ہدایت ہے اور کاموں میں برے کام وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں“۔

کے ذیل میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ

”بدعت دو قسم کی ہے، ایک محمود (اچھی) دوسری مذموم (بری) جو سنت کے موافق ہو وہ محمود اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے جو بیہقی نے اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ

”بدعتیں دو قسم کی ہیں، ایک جو کتاب و سنت، اثر اور اجماع اُمت کے خلاف ہو وہ گمراہ بدعت ہے اور جو خیر کیلئے نکالی گئی ہو اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابل قبول بدعت ہے“۔

بعض علماء نے بدعت کو اعمال خمسہ میں شمار کیا ہے وہ واضح ہے۔

حضرت الباجی (مالکی) رحمۃ اللہ علیہ ”منتقی“ میں فرماتے ہیں کہ

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اس کو قائم کیا حالانکہ بدعت وہ ہے جس

کی بدعت نکالنے والا ابتداء کرے اور اس سے قبل کسی نے ایسا نہ کیا تھا۔ پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام علیہم السلام نے اس کی اتباع کی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل صحت پر مبنی تھا”۔

شہاب الدین قرافی نے ”کتاب الفروق“ میں لکھا ہے کہ

”بدعت حکام خمسہ میں شامل ہے یہ قسمیں شرع کی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح انہوں نے اس کو طوالت سے فرق چانی (۲۵۰) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات ”فتح الباری“ سے مندرجہ بالا نقل کردہ تحریر کے مانند ہے۔

بعض مالکی فقہاء نے حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عید کی مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے۔

یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں ویسا ہی ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے۔ ان کی رائے میں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شرع کے لحاظ سے درست ہے اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

”مواہب جلیل علیٰ مختصر خلیل“ میں عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن المعروف بہ خطاب مالکی (متوفی ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ ذروق ”شرح قرطبہ“ میں فرماتے ہیں کہ

”حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو ان کے زمانے کے قرب اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے مکروہ قرار دیا ہے چونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں“

اور ہمارے شیخ قوری اس کا کثرت سے ذکر کیا کرتے اور اس کو اچھا سمجھتے۔

میں کہتا ہوں کہ ابن عباد نے اپنے ”رسائل کبریٰ“ میں بیان کیا ہے کہ

”حضور ﷺ کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے

اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ ﷺ کی ولادت کے دن جائز ہے۔

مثلاً روشنی کرنا۔

اچھا لباس پہننا۔

جانوروں کی سواری کرنا۔

اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

ان امور کے بدعت ہونے کا حکم اس وقت ہے جبکہ کفر و ظلمات اور خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو اور یہ دعویٰ کرنا کہ عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں ہے مناسب نہیں اور اس کو ”نوروز“ و ”مہرجان“ سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو سلیم الطبع انسان کو منحرف کرنے کے برابر ہے۔

عرصہ قبل میں ایک دفعہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف نکلا۔ وہاں میں نے الحاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں سے بعضوں نے کھانے کیلئے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا۔ میں اس روز روزہ سے تھا اس لئے میں نے کہا:

”میں روزہ سے ہوں“ ابن عاشر نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا آج خوشی اور مسرت کا دن ہے اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا کہ عید کے دن۔ میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا۔ گویا کہ میں سو رہا تھا پس انہوں نے بیدار کر دیا۔

”حاشیہ سحنون“ میں ابن عباد کے کلام ”اور لیکن تاج الفاکھانی کا یہ ادعا کہ حضور ﷺ کی ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے“ صحیح نہیں ہے ان کے اس بیان پر ابن العراقی اور علامہ سیوطی نے اعتراض کیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ مالکی فقیہوں

میں اکثر نے ابن عباد ابن عاشر، زروق اور سحنون کا مسلک اختیار کیا ہے۔

ان میں قابل ذکر محمد البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”حاشیہ زرقانی“ پر

اور الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”حاشیہ شرح الکبیر“ مؤلفہ دردیر پر

اور صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حاشیہ ”شرح صغیر“ پر

اور محمد علیش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”شرح خلیل“ پر

اور برہان الدین حلبی نے اپنی ”سیرت حلبیہ“ میں (ایسا ہی) بیان کیا ہے۔

ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں اور حضور ﷺ کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے۔ اسی وجہ سے امام ابو شامہ فرماتے ہیں کہ

”کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے ہمارے زمانے میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دیئے، اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ اپنایا۔ اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی محبت کا بھی اظہار ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا“۔

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ ”عید میلاد“ کو اسلاف میں سے کسی نے تین قرن (یعنی زمانہ رسالت مآب وصحابہ وتابعین) میں نہیں منایا بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا۔ لیکن اس کے بعد برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام ”عید میلاد“ منا[illegible] رہے ہیں۔ اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کی برکات عامہ ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان میں رکھتا ہے اور بہت جلد مقصد حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے کی بشارت دیتا ہے اسی طرح ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ”نوازل حدیثیہ“ میں اس کو زیادہ

تفصیل سے بیان کیا گیا ہے انہوں نے اپنے مضمون میں جواباً کہا ہے کہ ''عید میلاد کا اجتماع اگر خیر و شر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا روکنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور ﷺ پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ملط ہو جائیں لیکن اگر یہ تقریب اس برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضور اکرم ﷺ کے ذکر درود و سلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے تو وہ سنت ہے۔

پھر انہوں نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے جس میں ایک انہوں نے ''نوازل'' میں بیان کی ہے کہ ''جب قوم اللہ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے'' جیسا کہ ''صحیح مسلم'' میں ہے اور دوسری حدیث بھی اس کی مثل بیان کی ہے پھر فرمایا کہ ''ان دونوں حدیثوں سے خیر کیلئے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فتح'' سے اور انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے سے نقل کیا ہے اور ہم نے الباجی مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے ''فروق القرافی'' سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہم نے پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بدعت کا مدار اس میں ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو قابل مذمت۔

اور ایسا ہی مالکی فقہاء اور شافعی فقہاء مثلاً زین العراقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، پھر حنبلیوں میں سے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، رسول اکرم ﷺ کی ولادت کی تقریب منانے اور اس میں جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اس کو نصرانیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تقریب کے

مشابہہ قرار دیتے ہیں۔ وہ قیاس مع الفارق کرتے ہیں (اور غلط مثال دیتے ہیں)

کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرے خدا ہونے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔

لیکن مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کے بندے ہونے سے آپ کیلئے شرف ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ترجمہ "پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ "کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے"۔

پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپ کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

"جامع ترمذی" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمام لوگوں میں قیامت میں سب سے پہلے اٹھایا جاؤں گا۔ میں ان کا قائد ہوں جب وہ جمع ہوں گے۔ میں ان کا خطیب ہوں۔ جب وہ خاموش رہیں گے۔ میں ان کا شفیع ہوں جب وہ گرفتار ہوں گے اور میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں جب وہ مایوس ہوں گے۔ بزرگی اور (جنت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ کے نزدیک تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں"۔

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق نے اپنی ''سیرت'' میں دو فرشتوں کے شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔ ان کو وزن کرو ان کی امت کے دس (۱۰) آدمیوں سے' پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزنی نکلا۔

پھر کہا سو (۱۰۰) کے ساتھ وزن کرو' میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے زیادہ وزنی ہوا۔

پھر کہا گیا ان کی امت کے ہزار آدمیوں سے وزن کرو۔ میرا وزن کیا گیا اور میں ان سے بھی زیادہ وزن دار رہا۔

پھر انہی فرشتوں نے کہا ان کو چھوڑ دے اگر ان کا وزن ساری امت سے بھی کیا جائے تو وہی زیادہ نکلیں گے۔ ''سیرت ابن ہشام'' میں بھی ایسا ہی ہے۔

پس بے شک وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین ...... اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالموں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے تا کہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور عزت والے اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس کیلئے جمع ہونا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی جدید بات نہیں ہے۔ اس پر سینکڑوں سال سے مالکی اور دیگر فقہاء نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں لہٰذا اب اس مسئلے میں کوئی اعتراض باقی نہیں رہا خصوصاً جبکہ ہمارے شہروں (متحدہ عرب امارات) میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں اور وہاں عورتوں کو داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن

اگر اس میں حرام اور خلاف شرع امر نہ ہوں تو وہ مباح ہیں جیسا کہ حبشیوں نے مسجد نبوی میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے کیا ہے جس کی "صحیح مسلم" وغیرہ میں تصریح موجود ہے۔ اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلاف شرح حرکتیں مل جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہیتمی نے ذکر کیا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ اس اجتماعات کو مساجد تک ہی محدود رکھیں تا کہ منکرات کا دروازہ نہ کھلنے پائے۔ بعض جرائد و اخبارات نے لکھا ہے کہ (عرب ممالک میں) بعض ہوٹل اس موقع پر استحصال کرتے ہیں اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں مگر حضور ﷺ کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب وغریب خرافات رقص وسرور کی محفلیں منعقد کرنا یہ سب فساد پر مشتمل ہے۔

میں شدت کے ساتھ اس کو روکنے کی خواہش رکھتا ہوں اور میں تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل بند کر دیں اور ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو کھلم کھلا منکرات پر عمل کر رہے ہیں اور ارض اسلام میں اسلام کے معاملات میں مکر سے کام لے رہے ہیں۔

(ماہنامہ منار الاسلام جمادی الآخر ۱۴۰۱ھ اپریل مئی ۱۹۸۱ء
روزنامہ جنگ دسمبر ۱۹۸۱ء)

تبیین الہدیٰ

حضرت علامہ منظور حسین سعیدی

نحمده ونصلى على رسوله الكريم۔ امابعد!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے نور کو اپنے نور سے ظاہر فرمایا اور دنیا اور آخرت کو اپنے حبیب کے نور سے نکالا تو آپ تمام انوار کے نور اور اصل ہیں۔ اور رحمت کاملہ اور سلام ہو اس ذات پر جو تمام انوار کی جامع ہے جس سے تمام راز رونما ہوئے اور آپ کی اولاد اور اصحاب پر درود وسلام ہو جنہوں نے اللہ جل مجدہ الکریم کے مظہر اتم کی اقتدا کی۔ حمد اور صلوٰۃ کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ان حدیثوں کو اکٹھا کروں جو آپ کے فضل کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ان سے آپ کا نور ذات ہونا ہے اور تمام علوم کلی اور جزئی کا عالم ہونا ہے اور تمام مخلوق پر حاضر اور مطلع ہونا ہے اور تمام مخلوق کا مددگار رہونا ہے اور حیاۃ حقیقۃ کے ساتھ زندہ ہونا اور آپ کا پاکیزہ ہونا ہے یہ ان مسائل سے ہیں جو مسلک اہلسنّت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

۱) علم کے طلبہ کی سہولت کیلئے حدیثیں جمع کیں تو میں اس بڑے مقصد میں شروع ہوا۔ کتاب کا نام تبیین الھدیٰ ہے۔ اس کتاب میں کئی باب ہیں۔

باب اوّل

رسول اللہ ﷺ کی نورانیت کی اثبات میں ہے

نص نمبر 1

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ یقیناً تمہارے پاس اللہ سے بڑی شان والا رسول آیا اور روشن کتاب آئی۔

نور کی قسمیں

پہلی قسم وہ نور ہے جس کا دیکھنا ممکن ہو' دوسری قسم وہ نور ہے جس کا دیکھنا ممتنع اور ناممکن ہو سورج' چاند اور ستارے پہلی قسم ہیں اور نور ایمان اور نور ہدایت اور نبی محترم ﷺ کی حقیقت کا نور دوسری قسم ہے وہ نور جس کا دیکھنا ممکن ہو وہ حسی نور ہے اور جس نور کا دیکھنا ناممکن ہو وہ معنوی نور ہے اور رسول اللہ ﷺ دونوں کے جامع ہیں اور یہ مسئلہ متفقہ ہے علماء حق کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں علماء حق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حسی نور ہیں اور نور ذات ہیں امت کے بڑے عالم حضرت عبداللہ ابن عباس نے آیت مذکورہ کے تحت فرمایا کہ نور سے مراد اللہ کریم محمد ﷺ کو لیتا ہے تفسیر ابن عباس (ج۱ص۷۲)

محقق محمود آلوسی نے فرمایا کہ نور سے مراد نور الانوار نبی مختار ہیں قتادہ اسی طرف گئے زجاج نے اسی کو پسند کیا۔ (روح المعانی ص ۹۷)

اور شیخ اسماعیل حقی نے فرمایا کہ پہلے لفظ یعنی نور سے رسول ﷺ مراد ہیں اور دوسرے لفظ سے قرآن مراد ہے۔ (روح البیان ص ۵۴۸)

امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا نور سے نبی ﷺ کا نور مراد ہے۔

امام فخر الدین رازی نے فرمایا نور میں مختلف قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ نور سے محمد ﷺ مراد ہیں اور کتاب سے قرآن مراد ہے۔

محقق آلوسی نے کہا کہ میرے نزدیک یہ بات بعید نہیں کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد نبی ﷺ ہوں۔

سوال عطف مغایرۃ ذاتی کو چاہتا ہے یہاں مغایرۃ ذاتی نہیں ہے۔

جواب عنوان کی مغایرۃ عطف کیلئے کافی ہے۔

عنوان کی مغایرۃ مغایرۃ ذاتی کی جگہ اتاری گئی اور شیخ احمد صاوی نے کہا کہ حضور ﷺ کا نام نور اس لئے رکھا گیا کہ آپ نگاہوں کو منور فرماتے ہیں اور انہیں سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔

نور نام رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ہر نور کی حسی اور معنوی کی اصل ہیں۔

(صاوی ص ۳۳۹)

میں کہتا ہوں کہ ہم بریلوی آپ ﷺ کی ذات کے نور ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور آپ کے نور صفت ہونے کا انکار نہیں کرتے اس عقیدہ پر کوئی نقض وارد نہیں ہوتا اور مخالف کہتا ہے کہ آپ فقط نور ہدایت ہیں یہ بات مفسرین کی تصریح کے خلاف ہے یہ مقید قول قبول نہیں کیا جائے گا۔

دوسری خرابی ذات جوہر ہے ہدایت عرض ہے عرض جوہر کے تابع ہوتا ہے نور ذات تسلیم کرنے سے نور صفت تسلیم ہوسکتا ہے نور ہدایت جو کہ عرض ہے عرض کا قیام جوہر کے تحقق کے بغیر لازم نہ آئے گا عرض کی تحق جوہر کے تحق کے بغیر محال اور خلاف عقل ہے ہم بریلوی کہتے ہیں کہ آیت میں نور کا لفظ بے قید اور مطلق ہے مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوگا تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ آپ نور ذات بھی ہیں اور

نور ہدایت بھی ہیں مطلق کو مقید کرنے سے قرآن پاک کے مطلب میں تبدیلی لازم آئے گی اور مفہوم قرآن میں تبدیلی کفر ہے۔

نص نمبر 2

ترجمہ: اے نبی ہم نے آپ کو حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکانے والا چراغ بنا کر بھیجا۔

سراج منیر نبی پاک ﷺ کی ذات ہے قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ اپنے قلوب اور قالب کے اعتبار سے چراغ کی طرح ہیں ایمان والے آپ کا رنگ حاصل کرتے ہیں اور آپ کے نور کے ساتھ منور ہو جاتے ہیں جیسا کہ سورج کے نور سے جہاں منور ہو جاتا ہے اور چراغ سے گھر روشن ہو جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری ص ۳۵۴)

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کا دل اور آپ ﷺ کا قالب یعنی جسم مبارک نور ہے رشید احمد گنگوہی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر اور نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔ منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں تو اگر کسی انسان کو روشن کرنا محال ہوتا تو آپ کی ذات پاک کو یہ کام حاصل نہ ہوتا کیونکہ آپ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مگر آپ ﷺ نے اپنی ذات پاک کو ایسا پاکیزہ بنا دیا کہ خالص نور ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات کو نور فرمایا۔ (مقالات کاظمی ج ۲ ص ۱۴۸، بحوالہ امداد السلوک) اس کلام سے پیارے آقا ﷺ کا نور عین ہونا اور جسم اقدس کا نورانی ہونا ثابت ہوا۔

چراغ سے تشبیہ کی حکمت

آپ کو چراغ سے تشبیہ دینے میں حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کئے جاتے ہیں اور اصل چراغ کا نور کم نہیں ہوتا اور اہل ظاہر و شہود نے

اتفاق کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات نور مصطفیٰ ﷺ سے پیدا کی اور آپ کا نور ذرہ بھر کم نہیں ہوا۔

دوسری حکمت

یہ ہے کہ جیسے چراغ جلانے سے اس کی چاروں طرف روشن ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح پیارے آقا کا آفتاب دنیا کی تمام طرفوں کو منور فرما رہا ہے۔

تیسری حکمت

یہ کہ آپ ﷺ کا نور ساری امت کو منور فرما رہا ہے جیسے چراغ سے تمام طرفیں منور ہو جاتی ہیں نابینا نہ چراغ کو دیکھ سکتا ہے نہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جن کی دل کی آنکھ نہیں وہ آپ کا ظاہر دیکھتے ہیں آپ کو حقیقۃً نہیں دیکھ سکتے ابو جہل اور اس کے پیروکاروں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا اللہ کریم نے فرمایا پیارے محبوب آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ اپنی آنکھ سے آپ کو دیکھتے ہیں حالانکہ وہ دل کی آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے حقیقۃً آپ کو نہیں دیکھ سکتے۔ (تفسیر روح البیان ۱۹۷)

قرآن پاک کی دو آیتوں سے محبوب کا نور عین ہونا ثابت ہوا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اسی طرح بہت سی احادیث آپ ﷺ کو حسی نورانیت کی دلیل ہیں۔

پیارے آقا کے نورعین ہونے پر احادیث کا سلسلہ

حدیث نمبر 1

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں فرماتے تھے اے اللہ میرے دل میں نور کردے اور میری قبر میں نور کردے میرے سامنے نور کردے اور میرے پیچھے نور کردے اور میری دائیں طرف نور کردے میری بائیں طرف نور کردے میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے اور میرے کان میں نور کردے میری نگاہ میں نور کردے اور میرے بالوں میں نور کردے اور میرے چمڑے میں نور کردے اور میرے گوشت میں نور کردے اور میرے خون میں نور کردے اور میری ہڈیوں میں نور کردے اور میرے نور کو بڑا بنا دے اور مجھے نور عطا کر اور مجھے سراپا نور بنا دے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۷۸، مشکوٰۃ شریف ۱۰۶)

بخاری و مسلم میں زبان اور پٹھوں کے نور بننے کا بھی ذکر ہے یہ حدیث آپ ﷺ کے نورعین ہونے کی صراحت کرتی ہے اور آپ ﷺ کی تمام طرفوں کے نور ہونے کی صراحت کرتی ہے معلوم ہوا کہ محبوب کا مسکن اور روضہ مطہرہ بھی نور ہے نورانی شخصیت نور میں جلوہ گر ہے دعا سے پہلے نور نہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ دعا کبھی ایک نعمت کے ثابت رہنے اور باقی رہنے کیلئے ہوتی ہے اور کبھی شے مطلوب کی ترقی کیلئے ہوتی ہے اور کبھی دوسرے مقاصد کیلئے ہوتی ہے۔

حدیث نمبر 2

حضرت ابن مبارک اور حضرت ابن الجوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

روایت کی کہ نبی پاک ﷺ کا سایہ نہیں تھا اور کبھی بھی آپ ﷺ سورج کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے مگر آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آ گئی اور آپ ﷺ کبھی چراغ کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے مگر آپ ﷺ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آ گئی۔ (زرقانی ج۱ ص۲۴۹)

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حدیث نمبر 3

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں ھند ابن ابی ھالہ سے پوچھا وہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کرنے والے تھے اور میں یہی چاہتا تھا کہ ماموں میرے لئے کوئی آپ ﷺ کے حلیے کی ایسی چیز بیان کریں جس کو محفوظ کر لوں تو انہوں نے بیان کیا کہ آپ بڑی شان والے معظم تھے جن کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ (شمائل ترمذی ص۲)

آنکھ والو آؤ دیکھو ماہ طیبہ کی ضیاء
آسماں کے چاند کا تو پھیکا پھیکا نور ہے

حدیث نمبر 4

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں سحری کے وقت کپڑا سی رہی تھی مجھ سے سوئی گر گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اچانک مجھ پر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تو میں نے آپ کے نورانی چہرہ کی روشنی میں سوئی اٹھائی تو میں نے کہا کہ آپ کا چہرہ کتنا پر رونق ہے اور آپ ﷺ کا رخسار کتنا زیادہ روشن ہے آپ نے فرمایا اے عائشہ ہلاکت ہے ہر طرح کی ہلاکت ہے اس کیلئے جو قیامت کے دن مجھے نہیں دیکھے گا میں نے کہا وہ کون ہے جو قیامت کے دن آپ کو نہیں دیکھے گا

آپ ﷺ نے فرمایا وہ بخیل جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ مجھے نہیں دیکھے گا۔ (جواہر البحار ج ۳ ص ۳۰)

جگمگا اٹھے ہیں عرش و فرش و کرسی نور سے
اللہ اللہ کیا چمک کیا روشنی کیا نور ہے

حدیث نمبر 5

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ربیع بنت معوذہ کو کہا کہ میرے لئے رسول ﷺ کی وصف بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ اگر تم آپ کو دیکھو گے تو تم کہو گے کہ سورج چڑھ چکا ہے۔ (خصائص کبری ص ۱۷۹)

حدیث نمبر 6

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی گویا کہ آپ ﷺ کے چہرہ میں سورج چلتا تھا اور جب آپ ہنستے تو دیواریں چمک اٹھتیں۔ (مواہب اللدنیہ ص ۲۷۱)

حدیث نمبر 7

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا آپ نے فرمایا نہیں لیکن آپ کا چہرہ چاند کی طرح تھا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۷۹)

حدیث نمبر 8

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے اور وہ ہمدان کی ایک عورت سے روایت کرتے ہیں عورت نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے عورت سے کہا کہ آپ ﷺ کی تشبیہ دو کہ کس چیز جیسے تھے عورت نے کہا آپ

چودھویں کے چاند جیسے تھے۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۷۹)

حدیث نمبر 9

حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا جبکہ آپ پر سرخ پوشاک تھی میں آپ کی طرف نظر کرتا اور چاند کی طرف دیکھتا میرے نزدیک آپ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

(شمائل ترمذی ص۲)

حدیث نمبر 10

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جبکہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے کہ جب میں نے آپ پر سلام کیا اس وقت آپ کا چہرہ خوشی کی وجہ سے بجلی کی طرح چمک رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ روشن ہو جاتا اور اسی طرح ہم آپ سے یہ حقیقت پہنچانتے تھے۔ (بخاری شریف ج۱ص۵۰۲)

حدیث نمبر 11

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی کی حالت میں ان پر داخل ہوئے آپ کے چہرہ کے خطوط چمک رہے تھے۔

(بخاری شریف ج۱ص۵۰۲)

حدیث نمبر 12

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کے دو دانتوں میں کشادگی تھی آپ جب بولتے آپ کے نورانی دانتوں سے نور نکلتا ہوا دیکھا جاتا۔ (شمائل ترمذی ص۳)

ان تمام احادیث سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور عین ہونا اور نور حسی ہونا ثابت ہوا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نور عین تھے۔

(مدارج النبوۃ ج ا ص ۱۲۹)

اوراسی صفحہ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ سر مبارک سے قدم مبارک تک تمام نور تھے اورانہوں نے بیان کیا کہ آیت **انما انا بشر مثلکم** متشابہات سے ہے اور محدث مذکور نے کہا کہ آپ ﷺ کا نور آپ کے خدام کی طرف بھی سرایت کرتا ہے۔

حدیث نمبر 13

صحابی رسول حضرت طفیل کا واقعہ ابن کلبی سے روایت ہے کہ صحابی رسول حضرت طفیل کا نام ذوالنور اس لئے پڑا کہ جب طفیل پیارے آقا کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے ان کی قوم کیلئے دعا فرمائی حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا آپ مجھے ان کی طرف بھیجیں اور میرے لئے کوئی نشانی بنادیں پیارے آقا نے دعا فرمائی کہ باری تعالیٰ طفیل کیلئے نور پیدا فرما آپ کی دعا کے فوراً بعد ان کی دو آنکھوں کے درمیان نور چمکا پیشانی چمک اٹھی حضرت طفیل نے دعا کی کہ باری تعالیٰ میں خوف کرتا ہوں کہ لوگ مجھے مثلہ کہیں گے تو وہ نور ان کے چابک کے کنارہ کی طرف منتقل ہوگیا تو ان کا چابک تاریک رات میں چمکتا تھا۔ (خصائص کبریٰ ص ۳۴۸)

حدیث نمبر 14

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہم نبی پاک ﷺ کے پاس اپنے کسی کام کے متعلق بات چیت کرتے رہے رات کا کچھ حصہ گزر گیا رات تاریک تھی دونوں گھر کی طرف لوٹتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹا سا عصا تھا ایک صحابی کا عصا چمک اٹھا اس کی روشنی میں وہ چلتے رہے۔ جب ہر ایک کا راستہ جدا ہوگیا تو دوسرے کا عصا بھی چمک اٹھا۔ ہر ایک اپنے عصا کی روشنی میں اپنے گھر پہنچا۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۴۴) خلاصہ پیارے آقا کا نام نامی نور آپ کا

جسم مبارک نور آپ کا دل مبارک ایمان وحکمت سے لبریز اور نور آپ کا رہائش کا مکان نور مرقد منیف روضہ اطہر نور آپ کے تمام اصحاب نور

ایک آفتاب کی چمک سے تمام جہان روشن ہو گیا امام جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دفتر سوم مثنوی شریف ص ۲۶۰ میں قافلہ عرب کا واقعہ لکھا جنہوں نے سخت پیاس کی وجہ سے موت کا یقین کرلیا تھا پیارے آقا نے ان کی امداد فرمائی۔

ناگہانے آں مغیث ہر دو کون
مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

اچانک دو جہاں کے فریادرس مصطفیٰ ﷺ امداد کیلئے ظاہر ہوئے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک سیاہ رنگ کا غلام اونٹ پر پانی کا مشکیزہ لے کر اپنے مولیٰ کی طرف جا رہا ہے لوگ اس کی طرف گئے اور کہا تمہیں اللہ کے رسول ﷺ بلاتے ہیں وہ جب آ گیا تو

جملہ را زاں مشک او سیراب کرد
اشتران و ہر کسے زاں آب خورد

آپ نے تمام قافلہ کو اس کی مشک سے سیراب کیا انسانوں حیوانوں سب نے پانی پیا نبی پاک علیہ السلام نے مہربانی فرمائی حبشی کی مشک جو کہ خالی ہو چکی تھی بھر دی اور سیاہ حبشی کو سفید رنگ والا چمکدار چاند کی طرح بنا دیا جب غلام مسلمان ہو کر چودھویں کا چاند بن کر اپنے مالک کے پاس پہنچا تو مالک اس کو نہ پہچان سکا۔

آں یکے بدریست مے آید زدور
میزند بر نور روز از روش نور

مالک نے کہا یہ جو دور سے آ رہا ہے ایک چودھویں کا چاند ہے جس کا چہرہ نور ہی نور ہے۔ غلام نے کہا!

دیدہ ام صدرے و بدرے گشتہ ام
صاحب فضلے و قدرے گشتہ ام

میں نے ساری کائنات کے سردار کو دیکھا اور چودھویں کا چاند بن گیا فضیلت والا اور شان والا ہو گیا۔

نور کی پھونک بھی نور بنا دیتی ہے

الحاوی للفتاوی ص ۲۶۰ پر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں کہا مجھے شیخ ابو العباس حرار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں ایک دفعہ روضہ مصطفیٰ پر حاضر ہو کر روضہ مصطفیٰ میں داخل ہوا پیارے آقا ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ اولیاء کیلئے منشور ولایت لکھ رہے ہیں اور آپ نے میرے بھائی محمد کیلئے منشور ولایت لکھا ہم نے ابو العباس حرار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تمہارے بھائی محمد کا چہرہ کیوں چمکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے بھائی محمد جب پیارے آقا کے روضہ میں داخل ہو کر آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے تو نبی ﷺ نے ان کے چہرہ پر دم کیا تو اس نورانی پھونک نے ان کا چہرہ نورانی بنا دیا۔

اگر کوئی آپ کی سنت پر چلے اور آپ کی ذات میں فنا ہو جائے تو وہ بھی خالص نور ہو جاتا ہے عارف رومی نے فرمایا۔

چوں فناش از فقر پیرایہ شود
او محمد وار بے سایہ شود

(مثنوی ص ۴۰۷)

ولایت کی وجہ سے جب کامل کیلئے فنا فی الرسول ہونا زیور ہو جاتا ہے وہ کامل محمد ﷺ کی طرح بے سایہ ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر 15

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج کے سامنے نہیں تھا اور نہ چاند کے سامنے حضرت ابن سبع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا۔ بندہ گزارش کرتا ہے کہ امت کے کاملین کے سایہ کا ختم ہونا بالتبع ہے۔

حضرت ابن سبع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلے آپ کا سایہ نہیں دیکھا گیا اور آپ کا قول آپ کی دعا میں کہ باری تعالیٰ مجھے نور بنا دے اس مقصد کی دلیل ہے یعنی جب آپ نور ہیں تو نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۴۹)

امام قسطلانی نے کہا کہ آپ کا زمین پر سایہ واقع نہیں ہوا اور نہ سورج میں آپ کا سایہ دیکھا گیا نہ چاند میں۔ (مواہب اللدنیہ ج ۳ ص ۲۴۹)

حضرت، شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کا زمین پر سایہ واقع نہیں ہوا کیونکہ آپ نور محض ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور سایہ نہ ہونے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ نے دنیاوی سایہ والا وجود ختم کر دیا اور آپ صورۃ بشر میں متمثل ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۰۸)

سایہ نہ ہونے میں یہ حکمت بھی ہے۔ آپ ہر چیز سے زیادہ لطیف ہیں ہر چیز کا سایہ لطیف ہوتا ہے آپ کی ذات نورانی سایہ سے بھی زیادہ لطیف ہے سایہ نہ ہونے کی یہ حکمت بھی ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز کے مثل ہوتا ہے جب آپ بے مثل ہیں تو آپ کا سایہ نہیں ہے اگر آپ کا سایہ ہوتا تو وہ آپ کا مثل قرار پاتا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں آپ کے انوار کو دیکھتا ہوں اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھتا ہوں نگاہ کے ختم ہونے کے ڈر سے غرضیکہ انبیاء کرام ملائکہ کرام اولیاء عظام سب آپ کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔

باب دوم

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عالم ارواح کی نورانیت کے بیان میں ہے دوسرے باب میں دس فصلیں ہیں۔

فصل اوّل

محققین علماء کرام نے بغیر سند کے اپنی تصنیفات میں یہ حدیث درج کی۔

چنانچہ مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲ پر ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا اور ایمان والے میرے نور سے پیدا کیئے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۷)

ایک روایت میں ہے سب سے پہلے اللہ کریم نے میری روح کو پیدا کیا۔

ایک روایت میں ہے اللہ نے پہلے عقل کو پیدا کیا۔

ایک روایت میں ہے ہر چیز سے پہلے اللہ نے موت کو پیدا کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے قلم کو پیدا کیا۔

(جواہر البحار ج ۴ ص ۱۷۱)

روح سے مراد نبی پاک ﷺ کی ذات کا نور ہے روح اور نور میں کوئی منافات نہیں نور ذات اور عقل میں بھی کوئی منافات نہیں جب پیارے آقا کا نور نور الٰہی سے

جلوہ گر ہوا تو وہ نور ممتاز ہوا اس نور ذات نے اپنے آپ کو پہچانا اور اپنے رب کو پہچانا اس اعتبار سے نور ذات کو عقل کلی کہا گیا دو روایتوں میں بظاہر منافات ہے وہ نور اور قلم والی دو روایتیں ہیں اوّل تخلیق ایک چیز کی ممکن ہے۔ پیارے آقا کا نور اوّل مخلوق ہوگا یا قلم اوّل مخلوق ہوگا۔

صوفیہ نے جواب دیا کہ قلم سے مراد قلم اعلیٰ ہے اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی ہے آپ کے نور کی قلم اعلیٰ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ نور مصطفیٰ نے بارگاہ غیب سے اللہ کا فیض لیا اور تمام مخلوق کو وہ فیض پہنچایا اور ہر چیز نے پیارے آقا کے نور سے فیض ایسے لیا جیسے کہ خط قلم کے واسطہ سے سیاہی سے فیض لیتا ہے اسی فیضان کے اعتبار سے اس نور کو قلم کہا گیا یہ نور عالم کو فیض پہنچاتا ہے اور لوح عالم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

علماء کرام کا جواب

قلم کی اوّلیت اضافی ہے حقیقی نہیں ہے قلم کا اوّل مخلوق ہونا بقیہ موجودات کے اعتبار سے ہے۔

اوّل مخلوق حقیقی نور مصطفیٰ ﷺ ہے

قرآن اور حدیث سے اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔

دلیل نمبر 1

فرمایا وانا اوّل المسلمین اور میں پہلا مسلمان ہوں اسلام کا پہلے ہونا وجود کے اوّل ہونے کو چاہتا ہے جو پہلے پیدا ہوگا اوّل اسلام اسی کا ہوگا۔

دلیل نمبر 2

عبدالرزاق نے مصنف میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ

مجھے بتائیں کہ سب سے پہلے اللہ کریم نے کس چیز کو پیدا فرمایا آپ نے فرمایا اے جابر ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا وہ نور اللہ کریم کی قدرت کے ساتھ جہاں اس نے چاہا چلتا رہا اس وقت نہ لوح تھی اور نہ قلم تھا اور نہ جنت تھی اور نہ ہی نار تھی اور نہ کوئی فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا نہ چاند تھا اور نہ کوئی جن تھا نہ انسان جب اللہ کریم ۔نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اس نور کے ۴ حصے کیئے۔

۱ سے قلم ۲ سے لوح ۳ سے عرش پیدا کیا چوتھے حصہ کے ۴ جز کیئے ۱ سے حملۃ العرش ۲ سے کرسی ۳ سے باقی ملائکہ پیدا کیئے۔ جز رابع کے چار جز کیئے۔

۱ سے مومنوں کی نگاہوں کا نور ۲ سے ان کے دلوں کا نور ۳ سے نور انس پیدا فرمایا اور وہ توحید ہے اس روایت میں صراحت ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ کریم نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا اس وقت لوح نہیں تھی قلم نہیں تھا ثابت ہوا کہ اوّل مخلوق بے قید نور مصطفیٰ ہے اور قلم بقیہ موجودات سے پہلے ہے۔

دلیل نمبر 3

نور مصطفیٰ کے حقیقی اوّل مخلوق ہونے کی تائید روایت عمر سے ہوتی ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے جس کے نور کو پیدا کیا اس نور نے اللہ کیلئے سجدہ کیا تو ۷۰۰ سال وہ سجدہ میں رہا تو ہر چیز سے پہلے میرے نور نے اللہ کیلئے سجدہ کیا یہ کوئی فخر کی بات نہیں اے عمر کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ میرے نور سے اللہ کریم نے عرش کو پیدا کیا اور کرسی کو میرے نور سے پیدا کیا اور لوح اور قلم کو میرے نور سے پیدا کیا۔ سورج اور چاند کو میرے نور سے پیدا کیا اور نگاہوں کو نور میرے نور سے پیدا کیا اور عقل کو میرے نور سے پیدا کیا اور

مومنوں کے دلوں میں معرفت کا نور میرے نور سے پیدا کیا اور کوئی فخر نہیں۔

(جواہر البحار ج۲ ص۳۴۵)

جب نبی پاک ﷺ نے خود صراحت فرمائی کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے میرے نور کو پیدا کیا۔ تو کل میں قلم بھی داخل ہے اور جب یہ بیان ہوا کہ لوح وقلم کو اللہ کریم نے میرے نور سے پیدا کیا۔ تو قلم کا اوّل مخلوق حقیقی سمجھنا باطل قرار پایا اور روایت جابر سے قلم کی اوّلیت اضافی متعین ہوگئی۔

دلیل نمبر 4

بے قید اوّل مخلوق ایک چیز ہوسکتی ہے کیونکہ دو چیزیں جو ایک دوسرے کی غیر ہوں بے قید اوّل نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ دونوں چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ پیدا ہوں گی تو اوّل کوئی بھی نہ ہوگی اگر وہ دونوں چیزیں اس حال میں پیدا ہوں کہ ایک چیز پہلے ہو دوسری چیز بعد میں پیدا ہو تو جو پہلے پیدا ہوگی اوّل مخلوق وہی ہے بعد میں پیدا ہونے والی چیز اوّل نہیں دوسری ہوگی ثابت ہوا کہ اوّل مخلوق ایک ذات ہے اس کے مختلف نام ہیں۔

خاص تنبیہ

علماء محققین نے اوّل مخلوق نور مصطفیٰ کو متعین کر دیا اور جن علماء کرام نے روح مصطفیٰ کو اوّل مخلوق قرار دیا ان کی مراد نور مصطفیٰ ہے کیونکہ روحانیت جو وصف اور عرض ہے بغیر ذات کے قائم نہیں ہوسکتا ذات قائم بنفسہ ہے روح ذات کے ساتھ قائم ہوسکتی ہے خود بخود قائم نہیں ہوسکتی علامہ قسطلانی نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا اپنی مخلوق کی ایجاد کا اور اپنے رزق کی تقدیر کا تو اس نے بارگاہ احدیت میں اپنے خصوصی انوار صمدیہ سے حقیقت محمدیہ کا اظہار فرمایا۔ (مواہب اللدنیہ ج۱ ص۲۷)

عارف تجانی نے کہا کہ اوّل موجود جس کو اللہ کریم نے بارگاہ غیب سے موجود

فرمایا وہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کا روح ہے پھر اللہ نے تمام جہان کی روحیں آپ کے نور سے پیدا فرمائیں۔ (جواہر البحار ج ۳ ص ۵۰) عارف تجانی نے من نورہ بول کر متعین کر دیا کہ روح سے مراد نور ذات ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ

معترض کہتا ہے کہ روایت جابر میں **نور نبیك** میں نور سے مراد روح نبی ہے یہ قطعاً باطل ہے نور سے مراد نور ذات اور آپ کے لطیف جوہر کا نور مراد ہے نور سے روح مراد لینے کی تردید قرآن پاک سے ہوتی ہے۔

پہلی دلیل یہ کہ **انا اوّل المسلمین** میں انا مبتدا ہے ذات کی تعبیر انا سے ہوتی ہے عرض پر حکم نہیں لگتا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ روایت جابر جس کو محدث گازرونی نے اپنی ''سیرت'' میں نقل کیا کہ نور جب حجابات سے نکلا اسے اللہ کریم نے زمین میں گاڑ دیا تو زمین میں مرکوب ہونے سے تمام روئے زمین مشرق اور مغرب ایسے چمک اٹھے جیسے تاریک رات میں چراغ چمکتا ہے۔ (جواہر البحار ص ۴۰۸)

نور کا زمین میں رکوب اور اس نور کا تمام دنیا کو منور کر دینا یہ دونوں آپ کے جوہر لطیف کی صفتیں ہو سکتی ہیں کیونکہ روح عالم امر کی چیز ہے عالم امر جہات سے مقید نہیں ہوتا یوں نہیں کہا جاتا کہ روح زمین میں مرکوز کی گئی یوں کہا جاتا ہے کہ جوہر زمین میں مرکوز کیا گیا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ یہ نور صلب آدم علیہ السلام میں ودیعت رکھا گیا جوہرہ لطیفہ کا ودیعت رکھا جانا امر معقول ہے ایک جسم میں دو روحوں کا ودیعت رکھا جانا ناممکن ہے۔ باپ کی پشت میں اولاد کی روح نہیں رکھی جاتی بلکہ روح شکم مادر میں پھونکی جاتی ہے۔
(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰)

ابن مسعود والی روایت کا مفاد یہی ہے۔ (خلاصہ مقالات کاظمی ص ۲۰)

چوتھی دلیل یہ ہے کہ نور نبی میں اضافت بیانیہ ہے جو نبی ہے وہی نور ہے۔ (مقالات کاظمی ص ۱۲)

حدیث جابر کا کچھ حصہ جو علاقہ قسطلانی نے بیان نہیں کیا وہ لکھا جاتا ہے محدث گاذرونی نے بیان کیا کہ اللہ کریم نے پیارے آقا کے نور کو بارہ ہزار سال مقام قرب میں رکھا اور بارہ ہزار سال مقام حب میں رکھا اور بارہ ہزار سال مقام خوف میں جلوہ گر فرمایا اور بارہ ہزار سال مقام رِجا میں اور بارہ ہزار سال مقام حیا میں جلوہ گر فرمایا اور بارہ ہزار سال مقامات عبودیت میں جلوہ گر فرمایا۔ وہ مقامات یہ ہیں۔

نمبر ۱ (حجاب کرامت) نمبر ۲ (حجاب سعادت) نمبر ۳ (حجاب رؤیت) نمبر ۴ (حجاب رحمت) نمبر ۵ (حجاب رافت) نمبر ۶ (حجاب حلم) نمبر ۷ (حجاب علم) نمبر ۸ (حجاب وقار) نمبر ۹ (حجاب سکینہ) نمبر ۱۰ (حجاب صبر) نمبر ۱۱ (حجاب صدق) نمبر ۱۲ (حجاب یقین) جب حجابات سے نور نکلا تو اللہ کریم نے اس نور کو زمین کے خاص حصہ میں جلوہ گر کیا تو وہ نور مشرق و مغرب کے درمیان چمکتا تھا جیسا کہ تاریک رات میں چراغ چمکتا ہے۔ (جواہر البحار ج ۳ ص ۳۱)

نور مصطفیٰ پیدا کرنے کی حکمت

حکمت یہ ہے اللہ کریم ایک مخفی خزانہ تھا وہ تنہا تھا اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی اس نے پسند فرمایا کہ وہ پہچانا جائے تو اس نے اپنا حسن الوہیت چمکایا تو اس کی یہ تجلی لامحدود تھی اس کی آخری طرف کوئی نہیں تھی اسی لامحدود تجلی کا نام حقیقت احمدیہ ہے چونکہ یہ تجلی لامحدود ہے اور اس تجلی جیسا چمکدار نور کوئی نہیں اور اللہ کریم کے پیارے محبوب اسی تجلی کا عکس ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا مجھے میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضور ﷺ کی حقیقت کوئی نہیں جانتا

وجہ یہ ہے کہ آپ اللہ کریم کے نور سے پیدا ہوئے اللہ کریم نے چاہا کہ میرے جلوے ذات اقدس کے اسی ہستی میں جلوہ فرما سکتے ہیں جو میرے حسن ذات سے پیدا ہوئے اور نور ذات کا جاننا ناممکن ہے اگر حقیقت احمد یہ کو اس مقام سے دور کر دیا جائے تو تمام کائنات ختم ہو جائے۔

اگر حقیقت احمد یہ نہ ہوتی تو ساری کائنات ختم ہو جاتی حقیقت احمد یہ کی سخت چمک کی وجہ سے اللہ کریم نے عرش کو پیدا فرمایا اور عرش سے اوپر ستر حجاب پیدا کئے ایک حجاب سے دوسرے تک ستر ہزار سال کی مسافت ہے اور ہر حجاب کی مقدار ستر ہزار سال کی مسافت ہے۔

اس سے اوپر ایسی فضا ہے جس کی مسافت کو اللہ کریم کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی کا نام عالم الرقا ہے یہی عالم اللہ کے اسما کا مظہر ہے عالم الرقا کے بعد رسول ﷺ کا نور ہے اور یہی حقیقت احمد یہ ہے اور یہ حقیقت عرش و کرسی لوح و قلم آسمان و زمین جنت و جہنم اور تمام جہان کو محیط ہے اور اس نور کا نام حقیقۃ الحقائق ہے دوسرا نام عالم کا ہیولیٰ (اصل) ہے تمام اجسام گویا کہ تاریک گھر تھے جب حقیقت احمد یہ نے ان کا احاطہ کیا تو وہ تمام جسم منور ہو گئے اس بارگاہ سے انوار کے فیضان کی وجہ سے

اور یہ حقیقت اللہ کریم کی ذاتی تجلی ہونے کی بناء پر اللہ کریم کی تمام صفات کے ساتھ موصوف ہے اور نسبت الٰہیہ کے ساتھ بھی موصوف ہے جیسے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اور نسبت کونیہ سے بھی موصوف ہے۔

اللہ کریم ہر چیز کی تدبیر جس کی اس نے ایجاد کرنی ہے اس حقیقت کے سپرد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کی مطابق اس کی معلومات میں وہی حقیقت تصرف کرتی ہے وہ حقیقت اللہ سے علم پا کر مخلوق کی مدد کرتی ہے۔

حقیقت احمدیہ سے اللہ کریم کا کلام

اللہ کریم نے جب حقیقت احمدیہ اور نور محمدی کو پیدا فرمایا تو فرمایا اے محبوب میں نے آپ کو اپنے اسماء اور اپنی صفات مرحمت فرما دیں۔ جس نے آپ کو دیکھا جس نے آپ کو جانا اس نے مجھے جانا اور جو آپ سے ناواقف رہا وہ مجھ سے ناواقف رہا۔

جب یہ نور مخلوق ہو چکا تو اس نے اپنی ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف سفر شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے نور محبوب کو اپنی زیارت سے نوازا تو محبوب کے نور نے تمام وہ راز اور حکمتیں جان لیں جو اللہ کریم نے آپ میں ودیعت رکھیں اور آپ کو اپنا حادث ہونا ثابت ہوا اور آپ نے اپنی ہستی کو اچھی طرح جان لیا۔

یہی پہچان آپ کی مددگار غذا بنی یہی معرفت آپ کی روزی بنی رہی اور اسی کے ساتھ آپ کی حیات ہمیشہ رہی۔

محبوب کے نور سے اللہ کریم نے تجلی اقدس فرما کر پوچھا کہ آپ کے نزدیک میرا کیا نام ہے۔ نور نے جواب دیا تو میرا رب ہے۔ محبوب نے اللہ کریم کو ربوبیت والی بارگاہ میں پہچانا اور یہ قدیم ذات الوہیت کے ساتھ اکیلی ہے اللہ کریم کی ذات کو کوئی نہیں جانتا مگر محبوب کی ذات

تو اللہ کریم نے فرمایا تو میرا مربوب ہے میں تیرا رب ہوں میں نے آپ کو اپنے نام عطا کر دیئے اپنی صفتیں دے دیں۔ میں اسرار الٰہیہ کے ساتھ آپ کی مدد کروں گا اور ان کے ساتھ آپ کی تربیت کروں گا۔

میرے راز آپ کے اندر مہیا ہوں گے آپ میرے رازوں کو پہچانیں گے اور میں نے ان رازوں کے ساتھ جو آپ کی مدد کی اس امداد کی کیفیت آپ سے پردہ میں رکھی کیونکہ اس کی کیفیت کی برداشت کی طاقت آپ میں نہیں۔

اگر آپ امداد کی کیفیت کو جان لیں تو دلیل اور مدلول عبد اور معبود کا ایک ہونا

لازم ہوگا عبد جو مرکب ہے۔ بسیط ذات معبود کا مقابلہ نہیں کرسکتا کسی حقیقت کا الٹ نہیں ہوسکتا۔

معدن اسرار علام الغیوب
برزخ بحرین امکان و وجوب

علام الغیوب کے رازوں کا آپ معدن ہیں بحر امکان اور بحر وجوب کی آپ درمیانی حد ہیں۔

تمام علوم اور معارف کا حقیقت محمدیہ میں ودیعت رکھنا

اللہ کریم نے جب حقیقت محمدیہ کو پیدا فرمایا تو آپ کی حقیقت میں تمام وہ چیزیں جو مخلوق کیلئے تقسیم فرمائیں ودیعت رکھیں علوم اور معارف کے فیض اور اسرار و تجلیات کے فیض اور انوار اور حقائق کے فیوض اور یہ چیزیں اپنے تمام احکام اور مقتضیات اور لوازم کے ساتھ ودیعت فرمائیں اور پیارے آقاب تک کمالات الٰہیہ کے دیکھنے میں ترقی فرمارہے ہیں۔ آپ کے سوا کسی کیلئے ان کمالات کا طمع نہیں ہوسکتا اور وہ کمالات کبھی ختم نہیں ہوتے اور حقیقت محمدیہ اللہ تعالیٰ کے غیوب میں سے اعظم غیب ہے کوئی شخص ان چیزوں پر مطلع نہیں ہوسکتا۔ جو آپ میں ودیعت ہیں معارف اور علوم اسرار و تجلیات‘ فیوضات عطایا مواہب بلند احوال اور پاکیزہ اخلاق سے جو آپ میں ہیں ان پر کوئی مطلع نہیں ہوسکتا۔ نہ عام نہ مرسلین نہ انبیاء یہ تمام چیزیں آپ کی خصوصیات میں سے ہیں۔

تمام انبیاء اور مرسلین تمام ملائکہ اور مقربین تمام اقطاب اور صدیقین تمام اولیاء اور عارفین نے آپ کے جس اجمال یا تفصیل پر اطلاع پائی وہ حقیقت محمدیہ کا فیض ہے البتہ حقیقت احمدیہ میں جو کچھ ودیعت ہے اس پر اطلاع کا طمع بھی کسی کو نہیں ہوسکتا۔

مقامات خمسہ

آپ کے پانچ مقام ہیں۔ نمبر ۱ مقام السِّر، نمبر ۲ مقام الروح، نمبر ۳ مقام العقل، نمبر ۴ مقام القلب، نمبر ۵ مقام النفس مقام السِّر وہ حقیقت محمدیہ ہے جو خالص نور الٰہی ہے۔ مخلوق میں سے خاص بلند ہستیاں بھی اس کے ادارک اور ہم سے عاجز ہیں حقیقت محمدیہ کو انوار الٰہیہ کا لباس پہنایا گیا اور چھپا دیا گیا تو اس کا نام روح رکھ دیا گیا پھر انوار الٰہیہ کا لباس پہنایا گیا اب اس کا نام عقل رکھ دیا گیا پھر انوار الٰہیہ کا لباس پہنایا گیا اب اس کا نام قلب رکھا گیا حقیقت محمدیہ کو انوار الٰہیہ کا لباس پہنایا گیا اب اس کا نام نفس رکھا گیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

آپ فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ پر اطلاع پانے کیلئے میں نے معارف کی گہرائی میں غوطہ لگایا تو اچانک میرے اور حقیقت محمدیہ کے درمیان ایک ہزار حجاب تھے اگر میں پہلے حجاب کا قرب حاصل کروں تو جیسے آگ میں بال جل جاتا ہے ایسے جل جاؤں۔

شیخ عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

انہوں نے کہا کہ حقیقت محمدیہ کو معلوم کرنے کیلئے تمام فہم سمجھیں ختم ہو گئیں نہ کوئی پہلا اس حقیقت کو جان سکا نہ بعد میں آنے والا۔

حقیقت احمدیہ اور باقی ممکنات کے حادث ہونے میں فرق

ساری کائنات حادث ہے لیکن وہ حادث ازلی نہیں رسول اللہ ﷺ حادث ہیں لیکن ازلی الوجود ہیں مطلب یہ ہے کہ آپ حادث ہیں لیکن آپ کے حادث ہونے کے وقت کو کوئی نہیں جانتا کوئی یہ نہیں بیان کر سکتا کہ آپ کے نور پیدا ہونے سے آج تک وقت کتنا گزر چکا ہے۔ ہم دنیا کی عمر کو جانتے ہیں کہ وہ ساڑھے سات ہزار سال ہے اور حقیقت احمدیہ کے پیدا ہونے کے وقت کو ہم نہیں جانتے۔

حقیقت احمدیہ کے متعلق احادیث کا سلسلہ

۱) علی ابن حسین اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے نور تھا۔ (مواہب اللدنیہ ج ا ص ۴۹)

۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک سے آپ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے رب کے سامنے نور تھا وہ نور تسبیح کیا کرتا تھا اور فرشتے اسی نور والی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (جواہر البحار ص ۲۹۸)

۳) امام زرقانی نے کہا کہ شیخ مسلم نے اپنے مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں تخلیق آدم سے دو ہزار برس پہلے بارگاہ الہٰی میں نور تھا وہ نور تسبیح کرتا تھا اور فرشتے اس نور والی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (زرقانی ج ا ص ۴۹)

۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا فرمایا اے جبریل تیری عمر کتنے سال ہے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی میں نہیں جانتا صرف اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ جو ستر ہزار سال کے عرصہ میں ایک مرتبہ طلوع ہوتا تھا جس کو میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں تو آپ نے فرمایا اے جبریل میرے رب جل جلالہٗ کی عزت کی مجھے قسم وہ ستارہ میں ہوں۔

(انسان العیون ۴۹)

اس حدیث سے جانا گیا کہ نبی پاک ﷺ وجود عینی روحانی کے ساتھ اس وقت سے متصف ہیں جسے کوئی بھی نہیں جانتا اسی وجہ سے شیخ محی الدین ابن العربی نے آپ کی وصف میں فرمایا کہ آپ ازلی حادث ہیں اور دائم ابدی مخلوق ہیں اور کلمہ فاصلہ اور جامعہ ہیں۔

اگر تم کہو کہ حدوث اور ازلیۃ دونوں ایک دوسرے کیلئے ظاہر ضد ہیں تو دونوں کا

اجتماع کیسے ہوسکتا ہے اس کے جواب کا سمجھنا ایک اور حقیقت کے سمجھنے پر موقوف ہے بات یہ ہے کہ حدوث دو قسم پر ہے نمبر ا حدوث ذاتی نمبر ۲ حدوث زمانی پیارے آقا دونوں سے موصوف ہیں۔ حدوث ذاتی سے متصف ہونا اس لئے ہے کہ آپ کی ذات وجوب کا تقاضا نہیں کرتی اور حدوث زمانی سے متصف ہونا وہ یوں ہے کہ آپ کی عنصری اور جسمانی زندگی پر عدم زمانی آچکا ہے۔

اور آپ کا ازلی ہونا اور اعتبار سے ہے ازلیت کی دو قسمیں ہیں۔

نمبر ا ازلیت وجود علمی کے اعتبار سے۔

نمبر ۲ ازلیت وجود عینی روحانی کے اعتبار سے۔

پیارے آقا دونوں اعتبار سے ازلی ہیں۔ آپ کی ازلیت وجود علمی کے اعتبار سے۔ تو وہ ایسے ہے کہ اللہ کے علم میں آپ کا عین ثابتہ ازلی ہے۔ آپ کی ازلیت وجود عینی روحانی کے اعتبار سے تو وہ یوں ہے جب آپ کی روح پیدا ہوئی۔ اس وقت زمانہ پیدا نہیں ہوا تھا کیونکہ زمانہ بھی آپ کے روحانی وجود کے بعد پیدا ہوا اور مکان بھی

اگر تم کہو کہ پیارے آقا کیلئے ازلیت مان لینے سے اللہ کی ذات میں شرک لازم لائے گا۔ کیونکہ اللہ کی ذات ازلی ہے اور رسول اللہ ﷺ کیلئے بھی تم نے ازلیت ثابت کردی تو جواب یہ ہے کہ اللہ کی ذات بالذات ازلی ہے اور پیارے آقا کی ازلیت اللہ کی ازلیت کے ساتھ قائم ہے۔ اللہ کریم پر عدم طاری نہیں ہوا یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اس کا حبیب بھی ہمیشہ سے ہے لیکن آپ کے اوپر عدم تھا لیکن موجود ہونے کے وقت کو ہم نہیں جانتے وہاں تک وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

سوال

حقیقت محمدیہ جسم ہے یا غیر جسم ہے اگر جسم ہے تو اس وقت حیز نہیں تھا جسم کیلئے حیز ضروری ہے جب نور محمدی پیدا ہوا تھا اس وقت زمانہ بھی نہیں تھا مکان بھی نہیں تھا۔

یہ سوال فقط ایک تقدیر پر ہو سکتا ہے حقیقت محمدیہ کو جسم ماننے کی تقدیر پر

جواب

یہی ہے کہ نور محمد اور جسم دونوں میں منافات ہے جسم کیلئے حیّز ضروری ہے نور محمد نہ جسم ہے نہ اس کیلئے حیّز کی ضرورت ہے۔

حیّز کی تعریف

اہلسنّت کے نزدیک حیّز فراغ موہوم کا نام ہے جس کا کوئی تحقق نہیں اگر اس کا تحقق فرض کرلیں تو اس کو حیّز کی ضرورت ہوگی اور دور لازم آئے گا ہر ایک حیّز دوسرے کا محتاج ہوگا اگر ہر ایک دوسرے کا محتاج نہ ہو ایک حیّز دوسرے کا محتاج ہو دوسرا تیسرے کا محتاج ہو وھلم جرا تو تسلسل لازم آجائے گا۔ سوال مذکور تو تب ہو سکتا ہے اگر حیّز امر وجودی ہوا اہلسنّت کے نزدیک حیز امر وجودی نہیں بلکہ امر مرہوم ہے۔

بعض علماء نے اس حقیقت میں بحث کرنے میں تعسف کیا اور کہا اس میں بحث کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ وہ حقیقت جوہر ہوگی یا عرض ہوگی اگر جوہر ہو تو مکان کی محتاج ہوگی جس میں وہ حلول کرے جب وہ حقیقت مکان کی محتاج ہوگی تو مستقل بالوجود نہیں ہوگی۔

مکان کے بغیر تو اس حقیقت کے موجود ہونے اور اس کے مکان موجود ہونے کا وقت ایک ہوگا تو وہ حقیقت اوّل نہیں ہوگی کیونکہ حقیقت محمدیہ اور مکان دو چیزیں بیک وقت پیدا ہوئیں اور اگر وہ حقیقت عرض ہو تو اس پر کوئی کلام نہیں۔ کیونکہ عرض کا وجود قلیل وقت میں ہوتا ہے پھر عرض کا وجود زائل ہو جاتا ہے تو اوّلیت کہاں رہی جس کے تم قائل ہو جواب یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ حقیقت میں جوہر ہے اس کی دو نسبتیں ہیں نسبت نورانی اور نسبت ظلمانی جوہر کا محل کا محتاج ہونا یہ تعین درست نہیں اس تعین کا اعتبار وہ شخص کرتا ہے جس کی عقل مقام اجسام میں اڑ گیا ہو تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات

پر قادر ہے کہ ان مخلوقات کو بغیر محل کے پیدا فرمادے۔

استحالہ عقلیہ۔ عقل تو یہی بات متعین کرتی ہے کہ اجسام محل کے بغیر نہیں پائے جاتے اجسام کا محل کے بغیر وجود محال ہے اللہ کریم کی یہی عادت ہے جسے اللہ نے چلایا عقل اسی بات پر اڑ گئی کہ یہ بات فضاء حقائق میں اس نے جاری نہیں کی وہ حقائق کو محل کے بغیر بھی مخلوق فرما سکتا ہے اللہ کریم نے حقیقت محمدیہ کو اس حال میں پیدا فرمایا کہ وہ جوہر ہے حقیقت محمدیہ محل کی محتاج نہیں جس کیلئے حقیقت الٰہیہ ظاہر ہوگئی اس نے یقیناً جانا کہ جہان کا بغیر محل کے پیدا کرنا درست ہے۔

حقیقت محمدیہ کے اسماء

۱۔ تعین اوّل (پہلا تعین) ۲۔ قلم اعلیٰ، ۳۔ اللہ (اللہ کا حکم) ۴۔ عقل اوّل (پہلی عقل ۵۔ سدرۃ المنتہیٰ ۶۔ حد فاصل (واجب اور ممکن میں درمیانی حد) ۷۔ مرأۃ صورۃ الحق (صورت حق کا آئینہ) ۸۔ انسان کامل ۹۔ قلب (تمام جہان کا دل) ۱۰۔ ام الکتاب ۱۱۔ کتاب المسطور ۱۲۔ روح القدس ۱۳۔ روح الاعظم ۱۴۔ تجلی ثانی، ۱۵۔ حقیقۃ الحقائق ۱۶۔ العماء ۱۷۔ روح کلی ۱۸۔ امام مبین، ۱۹۔ عرش (جس پر اللہ کریم نے مکمل جلوہ فرمایا) ۲۰۔ مرأۃ الحق (حق کا آئینہ) ۲۱۔ مادہ اولی (پہلا مادہ) ۲۲۔ معلم اوّل (پہلے استاد) ۲۳۔ نفس الرحمٰن ۲۴۔ فیض اوّل ۲۵۔ درہ بیضا (سفید موتی) ۲۶۔ مرأۃ الحضرتین (اللہ اور انسان کا آئینہ) ۲۷۔ جامع برزخ ۲۸۔ واسطۃ الفیض والمدد (فیض الٰہی اور مدد الٰہی کا واسطہ) ۲۹۔ حضرۃ الجمع ۳۰۔ مجمع البحرین (دریا وجوب اور امکان کے ملنے کی جگہ) ۳۱۔ مرأۃ الکون (دنیا کا آئینہ) ۳۲۔ مرکز الدائرہ (دائرہ امکان کا مرکز ۳۳۔ وجود ساری (دنیا کی ہر شی میں سرایت کرنے والا وجود) ۳۴۔ نور الانوار (ہر نور کا اصل) ۳۵۔ ظل اوّل (اللہ کا پہلا سایہ) ۳۶۔ ہر موجود میں سرایت کرنے والی حیہ ۳۷۔ اسماء الٰہی اور صفات الٰہی کی بارگاہ ۳۸۔ ایسا حق جس کے ساتھ ہر چیز پیدا کی گئی۔

جواہر البحار سے تفصیل طلب کی جائے۔

انسان کامل

اللہ تعالیٰ کے تمام مراتب کا نام انسان کامل ہے مراتب الٰہیہ کی تفصیل مرتبہ نمبرا مرتبۂ احدیت اس کا دوسرا نام جمع الجمع ہے اسی کا نام حقیقۃ الحقائق ہے اسی کا نام عمائیۃ ہے اور یہ وجود کا مرتبہ ہے بشرط لاشی۔

مرتبہ نمبر۲ اللہ کا دوسرا مرتبہ واحدیت ہے اس مرتبہ کا دوسرا نام مقام الجمع ہے یہ وجود کا مرتبہ بشرط شی ہے وجود یا اپنی تمام اشیاء لازمہ کی شرط کے ساتھ لیا جائے گا تو وہ مقام واحدیت ہے یہ مرتبہ اس اعتبار سے کہ وہ مظاہر اسما اور اعیان حقائق کو ان کے ان کمالات کی طرف پہنچاتا ہے۔ جو ان کی خارجی استعداد کے مناسب ہیں اس کا نام مرتبہ اسم باطن مطلق اوّل علیم رکھا جاتا ہے ہر ایک اعیان ثابتہ کا رب ہے۔

وجود یا کلیات اشیاء کی شرط کے ساتھ لیا جائے گا تو وہ اسم الرحمٰن عقل اوّل کے رب کا مرتبہ ہے اس مرتبہ کو (لوح القضا) (ام الکتاب) (قلم اعلی) کا نام دیا جاتا ہے۔

اور وجود جب اس شرط سے لیا جائے کہ کلیات اس وجود میں تفصیلی جزئیات ہوں تو وہ اسم الرحیم کا مرتبہ ہے اس مرتبہ کا نام (لوح القدر) لوح محفوظ کتاب مبین ہے۔

اور جب وجود اس شرط سے لیا جائے کہ جزئیات مفصلہ اس وجود میں جزئیات متغیرہ ہوں تو وہ اسم ماحی مثبت کا مرتبہ ہے اس کا نام لوح المحو والاثبات ہے۔

جب وجود اس شرط سے لیا جائے کہ وہ صور نوعیہ روحانیہ اور جسمانیہ کو قبول کرتا ہو تو وہ اسم قابل کا مرتبہ ہے۔

اور جب وجود اس شرط سے لیا جائے کہ اس میں تاثیر اور تاثر کی قابلیت بھی ہے تو وہ اسم فاعل کا مرتبہ ہے جسے موجد اور خالق کہا جاتا ہے۔

اور جب وجود کو صور روحانیہ کی شرط سے لیا جائے تو وہ اسم علیم مفصل مدبر کا

مرتبہ ہے۔

اور جب وجود صور حسیہ غیبیہ کی شرط سے لیا جائے تو وہ اسم مصور کا مرتبہ ہے۔

اور جب وجود صور حسیہ حاضرہ کے اعتبار سے لیا جائے تو وہ اسم ظاہر مطلق کا مرتبہ ہے۔

تمام مراتب الٰہیہ کو اکٹھا کرنے سے اور مراتب کونیہ عقول نفوس کلیہ جزئیہ کے جمع کرنے سے انسان کامل بنتا ہے (تو انسان کامل وہ ہے جس میں تمام مراتب الٰہیہ پائے جائیں اور دنیا کے تمام مراتب پائے جائیں اور طبیعت کے مراتب آخر تنزلات وجود تک ان کا نام عمائیۃ بھی رکھا جاتا ہے) مراتب الٰہیہ اور مراتب طبیعت میں ربوبیت اور مربوبیت کا فرق ہے اس وجہ سے کہ انسان کامل میں تمام مراتب الٰہیہ پائے جاتے ہیں وہ اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ وعزّ برہانہ کے خلیفہ بن گئے۔

عوالم کلیہ کا بیان

نمبرا۔ عقل اوّل عالم کلی ہے کیونکہ وہ تمام حقائق عالم پر مشتمل ہے اور اس کی صورتوں پر ۲۔ نفس کلی بھی عالم کلی ہے کیونکہ وہ ان تمام جزئیات پر مشتمل ہے جن پر عقل اوّل مشتمل تھی عقل اوّل عالم کی حقیقتوں پر مشتمل تھی نفس کلی ان حقائق کی جزئیات پر مشتمل ہے۔

نمبر۳۔ انسان کامل بھی عالم کلی ہے انسان کامل دونوں کا جامع ہے عقل اوّل کا بھی اور نفس کلی کا بھی انسان کامل اپنے مرتبہ روح میں اجمالی طور پر اور مرتبہ قلب میں تفصیلی طور پر عالم کلی ہے۔ عقل اوّل سے اسم رحمٰن جانا جاتا ہے نفس کلی سے اسم رحیم جانا جاتا ہے اور انسان کامل سے اللہ کا اسم اور اس کی ذات جانی جاتی ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے ذات حق کو دیکھا۔

اور اسی طرح ممکنات کے افراد سے ہر فرد عالم ہے اس وجہ سے عوالم غیر متناہی

ہیں لیکن عوالم کلیہ بالنسبت الی الحضرات الکلیہ پانچ ہیں۔ نمبر ا۔ حضرت الغیب المطلق ہے اس کا عالم اعیان ثابتہ کا عالم ہے وہ اعیان جو اللہ کی علمی بارگاہ میں ثابت ہیں۔ حضرت غیب مطلق کا مقابل حضرت شہادت مطلقہ ہے اس کا علم عالم مالک ہے۔ نمبر ۲۔ حضرت الغیب المضاف اس کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ا۔ ایک قسم غیب مضاف بھی وہ ہے جو شہادۃ مطلقہ کے زیادہ قریب ہے اس کا عالم ملکوت ہے۔ نمبر ۲۔ دوسری قسم غیب مضاف کا وہ ہے جو غیب مطلق کے زیادہ قریب ہے اور اس کا عالم عالم جبروت ہے۔

عوالم کی فہرست

ا۔ عالم الاعیان الثابتہ ۲۔ عالم جبروت ۳۔ عالم ملکوت ۴۔ عالم ملک) نمبر ۵۔ وہ کلی بارگاہ جو حضرات کلیہ اربعہ کی جامع ہے انسان کامل کا عالم ہے۔

عالم ملک عالم ملکوت کا مظہر ہے اور وہ عالم جبروت کا مظہر ہے یعنی عالم مجردات اور وہ اعیان ثابتہ کا مظہر ہے اور وہ اسماء الٰہیہ اور حضرۃ وحدانیہ کا عالم ہے اور وہ حضرۃ احدیہ کا مظہر ہے اور یہ عوالم کتب الٰہیہ ہیں کیونکہ وہ اللہ کے کلمات تامہ کو محیط ہیں۔

تو عقل اوّل اور نفس کلی جو کہ ام الکتاب کی صورت ہیں ام الکتاب حضرت علمیہ کا نام ہے دونوں کتاب الٰہی ہیں۔ کبھی عقل اوّل کو ام الکتاب کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اجمالاً اشیاء کا احاطہ کرتی ہے اور نفس کلی کو کتاب مبین کہا جاتا ہے کیونکہ کتاب مبین میں اشیاء کا تفصیلی طور پر ظہور ہے اور جسم کلی میں نفس منطبعہ کو اس حیثیت سے کہ اس کا تعلق حوادث سے ہے۔

۲۔ کتاب المحو والاثبات کہا جاتا ہے اور انسان کامل ان مذکورہ کتب کی جامع کتاب ہے۔ کیونکہ انسان کامل عالم کبیر کا نسخہ ہے تو انسان کامل اپنی روح اور اپنی عقل کے اعتبار سے کتاب عقلی ہے جس کا نام ام الکتاب رکھا جاتا ہے اور من خیث النفس آپ کا نام کتاب المحو والاثبات رکھا جاتا ہے اور من حیث القلب'

کتاب اللوح المحفوظ نام رکھا جاتا ہے تو وہ معزز بلند شان پاکیزہ کتابیں ہیں انہیں وہ ہاتھ لگا سکتے ہیں جو ظلمانی حجابوں سے پاکیزہ ہوں اور وہی ان کے اسرار اور معانی کو معلوم کر سکتے ہیں۔

اس بیان کے ساتھ جانا گیا کہ انسان کامل تمام مراتب الٰہیہ کے ساتھ متصف ہے اور انسان کامل حضرت الٰہیہ کی پہلی صورت ہے جس کا خارج میں ظہور ہوا تمام ممکنات آپ ہیں حقیقت میں موجود بھی آپ ہیں باقی سب کچھ آپ کا عکس ہے۔

محبوب الٰہی کی تخلیق نور ذات سے ہوئی اور باقی انبیاء کی تخلیق نور صفات سے ہوئی

شیخ عبدالکریم جیلی نے کہا کہ نبی ﷺ کمالات میں اکیلے ہیں اور بالاجماع تمام مخلوق سے زیادہ بزرگ ہیں کیونکہ آپ اللہ کے نور ذات سے پیدا ہوئے اور آپ کے سوا جو کچھ ہے اسما اور صفات کے انوار سے پیدا ہوا اسی وجہ سے اللہ کریم نے آپ کو ساری مخلوق سے پہلے پیدا کیا جیسے ذات صفات پر مقدم ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ کریم کی ذات کے مظہر مظہر صفات پر مقدم ہیں آپ نے اپنے متعلق روایت جابر میں خبر دی کہ اے جابر اللہ نے ہر ایک چیز سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا پھر اسی سے عرش کو اور اس کے بعد اسی سے تمام جہان کو پیدا کیا اس حدیث میں بیان ہوا کہ تمام جہان کی تخلیق آپ کے نور سے ترتیب دی گئی خواہ اوپر کا جہان ہو یا نیچے کا۔

آپ کے نور ذات سے پیدا ہونے میں راز یہ ہے کہ ذات کا وجود حکم میں صفات سے پہلے ہوتا ہے ورنہ ذات صفات ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتیں ذات حکم میں پہلے ہوتی ہے وقت میں ذات کا پہلے ہونا ضروری نہیں ذات کا صفات پر مقدم ہونا وجود میں ضروری ہے تو نبی پاک ﷺ وجود میں مقدم ہیں کیونکہ آپ فقط ذات ہیں تمام جہان اسی ذات کی صفتیں ہیں تمام جہان کے آپ کے نور سے پیدا ہونے کا یہی مطلب ہے کہ آپ ذاتی الوجود ہیں اور آپ کے سوا ہر شے صفاتی الوجود ہے۔

نورذات سے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ نے عالم میں جلوہ گر ہونے کا ارادہ فرمایا تو ذات کے کمال نے چاہا کہ اپنے ذاتی کمال کے ساتھ جہان کی زیادہ کامل ہستی میں جلوہ گری فرمائے تو اس نے اپنے نورذات سے اپنی ذات کی تجلی کیلئے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا کیونکہ تمام جہان اللہ کی ذاتی تجلی کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ سارا جہان انوارِ صفات سے پیدا ہوا تو پیارے آقا جہان میں بمنزلہ دل کے ہیں جس نے نورذات کو برداشت کیا۔

آپ نے اپنے قول کہ ”یٰسین قرآن کا دل ہے“ کے ساتھ اسی طرف اشارہ فرمایا۔ یٰسین نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی ہے آپ نے اردہ فرمایا کہ تمام قلوب اور ارواح اور تمام جہان جو وجود میں آئے ان کی حیثیت میرے سامنے ہیکل کی ہے اور میری حیثیت دل کی ہے باقی موجودات جیسے آسمان وزمین اللہ کی ذاتی تجلی برداشت نہیں کر سکتے اللہ کریم نے اپنے نبی کی زبان پر فرمایا کہ زمین میری تجلی ذاتی کی برداشت اور تاب نہیں لاسکتی اور نہ آسمان تاب لاسکتا ہے اگر میری ذاتی تجلی کی تاب لاسکتا ہے تو وہ میرے کامل بندہ کا قلب ہے تو انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور موجودات سے باقی مقربین کسی کے پاس معرفت ذاتیہ کی تاب کی طاقت نہیں اور محمد ﷺ قلب الوجود ہیں۔ آپ کے پاس معرفت ذاتیہ کی ذاتی طاقت ہے اور آپ نے اپنے قول کے ساتھ اسی طرف اشارہ فرمایا کہ ”میرا اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے کہ اس وقت نہ کوئی مقرب فرشتہ میرے نور کو دیکھنے کی تاب لاسکتا ہے نہ نبی مرسل“۔

آپ نے ملائکہ اور انبیاء کو آسمان اور زمین کی طرح قرار دیا کہ اللہ کے نورذات کو نہ آسمان وزمین برداشت کر سکتے ہیں نہ ملائکہ مقربین نہ انبیاء ومرسلین ہاں یہ سب اللہ کے نور صفات کی تاب نہ لاسکتے ہیں نورذات کی تاب لانے والے فقط جناب محمد رسول ﷺ ہیں جو کہ قلب قرآن ہیں کیونکہ آپ کا نام یٰسین ہے۔ یٰسین قرآن کا دل

ہے) دل ہی اس معرفت کی تاب لاسکتا ہے جس کی تمام آسمان اور زمین اور کل دنیا تاب نہ لاسکی۔

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا بیان

آپ نے فرمایا کہ حقیقت محمدیہ پہلا ظہور ہے اور تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے مراد یہ ہے کہ تمام حقائق انبیاء علیہم السلام کی حقیقتیں ہوں یا ملائکہ عظام ہوں سب اسی حقیقت کا سایہ اور عکس ہیں حقیقت محمدیہ ہر چیز کی اصل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا اور تمام ایمان والے میرے نور سے پیدا کئے گئے۔

تو یہ حقیقت تمام کائنات اور اللہ کریم کے درمیان ایک حد ہے۔ اس وجہ سے آپ کے واسطہ کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے تو آپ انبیاء و مرسلین کے نبی ہیں اور تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں اس وجہ سے کہ آپ کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے اولوالعزم انبیاء نے آپ کی امت سے ہونے کی آرزو کی جیسے کہ آپ سے یہ بات وارد ہوئی۔

سوال انبیاء کرام علیہم السلام کے آپ کی امت بننے میں کون سال کمال ہے جو ان کو حاصل نہ ہوسکا حالانکہ ان میں دولت نبوت پائی جاتی ہے)

جواب وہ کمال حقیقۃ الحقائق تک پہنچنا ہے اور آپ کے ساتھ اتحاد ہے۔ اس حقیقت تک پہنچنا اور اس سے متحد ہونا تابع ہونے اور وارث ہونے کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ تابع ہونا اور وارث ہونا آپ کے کمال فضل پر موقوف ہیں تابع ہونا' وارث ہونا امت کے اخص الخواص کا نصیب ہے جو آپ کی امت نہیں ہوگی وہ اس دولت تک نہیں پہنچے گی اور اس کے حق میں ذات باری سے حجاب نہیں اٹھے گا ذات باری سے حجاب کا اٹھنا ایک بننے اور امت ہونے میں ہے۔

امت جب فنافی الرسول ہوگی ذات باری کا نور مشاہدہ کرے گی انبیاء کرام علیہم السلام چونکہ اللہ کی صفات کا نور ہیں ان میں اللہ کی صفات کا نور مشاہدہ کرنے کی تاب ہے۔ امت محمدیہ نور ذات کا مشاہدہ کرسکتی ہے اللہ کریم نے اسی حیثیت سے فرمایا کہ اے امت محمدیہ تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کے فائدہ کیلئے نکالی گئی۔

تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ عظام کے ہر فرد سے افضل ہیں اسی طرح آپ کل کائنات من حیث الکل سے افضل ہیں اصل کی اپنے سایہ پر فضیلت ہوتی ہے اگرچہ وہ ظل ہزاروں سایوں کو اپنے ضمن میں رکھتا ہو جیسے انبیاء کرام علیہم السلام اللہ جل مجدہ الکریم سے کسی بھی ظل کی طرف فیض کا پہنچنا اصل کے واسطہ سے ہوتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس بیان سے اس امت کے خواص کی انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت لازم آگئی کہ خاص امت سے حقیقة الحقائق تک پہنچیں اور آپ کے واسطہ سے وہ نور ذات کے مشاہدہ تک پہنچیں جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر امت کے خواص کی فضیلت لازم نہیں آتی بلکہ اس ایک دولت میں خواص امت کی شرکت لازم آتی ہے وہ یوں کہ امت کے خواص بھی نور ذات کے مشاہدہ تک پہنچے اور انبیاء کرام علیہم السلام حقیقة الحقائق کے واسطہ سے نور ذات کے مشاہدہ تک پہنچتے ہیں۔ جب ان میں یہ فضیلت پیارے آقا کے واسطہ سے پائی گئی اور اس کے علاوہ ان نفوس قدسیہ میں اور بہت کمالات ہیں اور خصوصیات بھی ہیں تو امت محمدیہ کی فضیلت تو درکنار برابری بھی نہیں ہوسکتی۔ برابری محال ہے۔

اس امت کا اخص الخواص اگر انتہائی ترقی کرے تو انبیاء کے قدم تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ برابری کی گنجائش کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہمارا کلمہ ہمارے مرسلین عباد کیلئے سبقت کر گیا۔

سوال کیا حقیقت محمدیہ جو حقیقة الحقائق ہے حقائق ممکنات سے جس کے اوپر کوئی

حقیقت نہیں سے اوپر ترقی ہو سکتی ہے۔

جواب اس حقیقت سے اوپر ترقی ناجائز اور محال ہے کیونکہ اس سے اوپر لا متعین کا مرتبہ ہے متعین کا لا متعین تک پہنچنا محال ہے۔ معلوم ہوا کہ حقیقۃ الحقائق سے ترقی غیر واقع اور ناجائز ہے۔ اس حقیقت سے قدم کا اٹھانا اور اس سے اوپر قدم رکھنا وجوب میں قدم رکھنا ہے اور امکان سے نکلنا ہے اور وہ عقلاً و شرعاً محال ہے۔

سوال اس تحقیق سے لازم آتا ہے کہ خاتم الرسل کیلئے بھی اس حقیقت سے ترقی غیر واقع ہے۔

جواب آپ ﷺ بھی اپنی بلند شان اور جلالت قدر کے باوجود ہمیشہ ممکن ہیں امکان سے بالکل نہیں نکلتے وجوب سے بالکل نہیں ملتے اور اوپر بڑھنا الوہیت کو مستلزم ہے۔ واقعہ معراج مستثنیٰ ہے۔

رسول ﷺ کا ذات الٰہی کے ساتھ انتہائی قرب

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرآۃ الوجود ہیں وجود واجب ہو یا ممکن دونوں کا آپ آئینہ ہیں۔ اسی مقصد پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے ''یقیناً وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے'' یہ بات معلوم ہے کہ صحابہ کے ہاتھ پر رسول ﷺ کا ہاتھ ہے معلوم ہوا کہ آپ وجود واجب کا آئینہ ہیں اسی وجہ سے آپ کی بیعت اللہ کی بیعت ہے آپ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

آپ کے وجود واجب کے آئینہ ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق دار ہے کہ صحابہ کرام ہر ایک کو راضی کریں'' ضمیر مفرد منصوب اللہ اور اس کے رسول کے ایک ہونے کی دلیل ہے مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی ذات کا مظہر ہیں گویا وہ دونوں اس حیثیت سے ایک ہیں۔ اللہ کریم نے ضمیر مفرد اسی لئے استعمال فرمائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے آپ کو حاضر وناظر بنا کر بھیجا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی عزت کرو اور اس کی توقیر کرو۔ تعزروہ میں ضمیر مفرد منصوب دونوں کے ایک ہونے کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی معنی کی صراحت فرمائی کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے ذات حق کو دیکھا مقصد یہ ہے کہ میں اللہ کی ذات کا مظہر ہوں جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا اس مقصد پر آپ کا یہ قول حمل کیا گیا کہ میرا اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ مجھ پر انوار الہیہ کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ نہ کوئی مقرب فرشتہ میرا نور دیکھ سکتا ہے نہ کوئی مرسل نبی) ان تمام نصوص سے ثابت ہوا کہ آپ کی ذات کو اللہ تعالیٰ کا وہ قرب حاصل ہے کہ اولین و آخرین سے کسی کو وہ قرب حاصل نہیں ہوسکتا۔

فصل دوم

تخلیق آدم سے پہلے نبوت ورسالت سے متصف ہونا

رسول اللہ ﷺ ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے آپ مرسلین ملائکہ انسانوں اور جنوں اور باقی تمام مخلوق کے رسول ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے آپ کی نبوت نفس الامر میں ثابت ہے بعض کے نزدیک آپ کی نبوت اس وقت سے تقدیر اور علم الٰہی میں ثابت ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ تقدیر اور علم الٰہی میں آپ کی نبوت کا ثابت ہونا مسلم ہے لیکن قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آپ کی نبوۃ نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس دعویٰ پر کافی نصوص دلالت کرتے ہیں۔

نص نمبر 1

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب ﷺ اس وقت کو یاد کیجئے جب

اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا اس نے فرمایا جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس شان والا رسول آئے جو ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہو جو تمہارے ساتھ ہیں تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ اور اس کی ضرور مدد کرو اللہ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا انبیاء کرام علیہم السلام نے کہا ہم نے اقرار کر لیا اللہ کریم نے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں حضرت ابن عباس اور علی ابن ابی طالب اور سدی اور قتادہ نے کہا کہ جس رسول کے بارے میں عہد لیا گیا اس سے مراد ہمارے سردار محمد ﷺ ہیں اللہ کریم نے علیحدہ ایک ایک نبی سے عہد لیا کہ اگر اس نبی کی زندگی میں محمد ﷺ آ جائیں اس حال میں کہ وہ موجودہ وقت کے نبی پاک کی کتاب کی تصدیق کرتے ہوں تو تمام نبی محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں) یہی کلمہ کہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں صراحت کرتا ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے آپ کی نبوۃ نفس الامر میں ثابت ہے اور پختہ عہد کا یہی فائدہ ہے کہ ہمارے سردار محمد ﷺ ہر نبی کے نبی ہیں اور تمام نبی آپ کے خلفاء ہیں۔

نص نمبر 2

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے بھیجا۔ آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت قائم ہونے تک کے تمام لوگ مراد ہیں جب آپ تمام لوگوں کے رسول ہیں تو انبیاء کے بھی رسول ہیں لفظ ناس بے قید ہے کون سے لوگ آپ کے زمانہ بعثت کے بعد والے یا پہلے والے بھی تو لفظ ناس مطلق ہے مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوگا معلوم ہوا کہ آپ کی نبوۃ تخلیق آدم سے پہلے اور واقع میں ثابت ہے بلا تخصیص

نص نمبر 3

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا آپ کا تمام جہانوں کیلئے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ تمام جہانوں کے رسول ہیں آپ کا

عالمین کیلئے رسول ہونا بلا تخصیص وقت ثابت ہوا اور رسالت نفس الامر میں ثابت ہوئی کیونکہ جو چیز تقدیر میں ہو اس کی خبر درست نہیں ہوتی۔

نص نمبر 4

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے خاص بندہ پر قرآن اتارا تا کہ وہ عبد تمام جہانوں کیلئے ڈرانے والا ہو معلوم ہوا کہ آپ کے دائرہ رسالت سے کوئی چیز خارج نہیں تخلیق آدم سے قیامت قائم ہونے تک) اگر ہم عالمین سے مراد بعثت نبویہ سے بعد کا وقت مراد لیں تو یہ مراد درست نہ ہوگی کیونکہ عالمین میں استغراق حقیقی ہے علاوہ ازیں حدیث پاک آپ کی نبوت و رسالت کے عام ہونے کی تصریح کرتی ہے۔

صحیح مسلم ص ۱۹۹ پر ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ میں ساری مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا گیا۔

خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱ پر ہے۔ **بعثت الی الناس کافة** میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا لفظ **ناس** سے مراد تمام لوگ ہیں آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت قائم ہونے تک

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا **لا یختص به الناس من زمانه الی یوم القیامت بل یتناول من قبلهم** خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲ ناس سے مراد فقط وہی نہیں جو آپ کی بعثت کے وقت سے قیامت تک ہیں بلکہ ناس آپ کی بعثت کے وقت سے پہلے لوگوں کو بھی شامل ہے اسی طلب کی تفصیل یہ حدیث کرتی ہے۔

خصائص کبریٰ ص ۱۰ پر ہے۔ **عن ابن عباس** رضی اللہ عنہ **قال قیل یارسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **متی کنت نبیا قال و آدم بین الروح والجسد** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا! کہا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کب سے نبی تھے آپ

نے فرمایا کہ میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان میں تھے جب آپ تخلیق آدم سے پہلے نبی تھے تو آپ کی نبوت نفس الامر اور واقع میں ثابت ہوئی اسی مطلب کی صراحت وہ حدیث کرتی ہے۔

جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سے کہا گیا کہ آپ کیلئے نبوۃ کب سے ثابت ہوئی آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام کی تخلیق اور آپ میں روح پھونکے جانے کے درمیان سے (مشکوٰۃ ص ۵۱۳، بحوالہ ترمذی خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۰)

وجبت کا مصدر وجوب ہے وجوب کا معنی ثبوت ہے یعنی آپ کیلئے نبوت کب سے ثابت ہوئی ثبوت اس وقت سچ ہوگا جب نبوۃ نفس الامر میں ثابت ہو وجوب کا معنی ثبوت حقیقی معنی ہے تقدیر مجاز ہے حقیقت جب ممکن ہو مجاز ساقط ہوگا۔ وجبت نے تقدیر میں نبوۃ کے ہونے والے معنی کا قلع قمع کر دیا ثابت ہوگیا کہ نبی پاک علیہ السلام کی جب سے حقیقت اور نور پیدا ہوا اسی وقت سے واقعی طور پر آپ کو نبوۃ سے سرفراز کر دیا گیا

آیات اسی مطلب کی تصریح کرتی ہیں کہ آپ کو نبوت تخلیق آدم سے پہلے دے دی گئی امام ربانی تقی الدین سبکی نے کہا کہ کمال نبوت کا حصول آپ کیلئے ہم نے تخلیق آدم سے پہلے خبر صحیح سے جانا اللہ نے آپ کا نور پیدا کرتے ہی آپ کو نبوت سے مشرف فرما دیا پھر انبیاء کرام علیہم السلام سے پختہ وعدے لئے تا کہ وہ جانیں کہ ان پر مقدم وہی ہیں اور وہی ان کے نبی اور رسول ہیں اور ان کے زمانہ میں آپ کی جلوہ گری کی تقدیر پر ان کی طرف مرسل آپ ہوں گے۔

آپ کی نبوت اور رسالت تمام مخلوق کیلئے عام ہوگی آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت قائم ہونے تک اور آپ کا قول کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا یہ ان لوگوں کے ساتھ خاص نہ ہوگا جو آپ کے زمانہ سے قیامت قائم ہونے تک ہیں۔ بلکہ یہ قول ان لوگوں کو بھی شامل ہوگا جو آپ سے پہلے ہیں۔ اس بیان کے ساتھ آپ کی اس

حدیث کا مطلب بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ میں نبی تھا ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے جو اس کا مطلب یہ سمجھتا ہے کہ میں اللہ کے علم میں نبی تھا وہ اس مطلب تک نہیں پہنچا کہ میں نفس الامر میں نبی تھا کیونکہ علم الٰہی تو تمام چیزوں کو محیط ہے نبی ﷺ نے تخلیق آدم سے پہلے اپنے نبی ہونے کا بیان فرمایا۔ اس سے مناسب یہی ہے کہ ایک ثابت چیز مراد ہو۔ اسی بناء پر آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا دیکھا محمد رسول اللہ ﷺ محمد اللہ کے رسول ہیں) اگر کنت نبیا سے مراد یہ ہو کہ میں اللہ کے علم میں نبی تھا پھر یہ آپ کی خصوصیت نہیں رہے گی حالانکہ تخلیق آدم سے پہلے آپ کا واقعی نبی ہونا آپ کی خصوصیت ہے اللہ تعالیٰ تو ہر نبی کی نبوت کو ہمیشہ سے جانتا ہے تو ضروری ہے کہ حدیث کنت نبیا کو آپ کی خصوصیت پر حمل کیا جائے۔

اسی خصوصیت کی وجہ سے آپ نے یہ خبر دی تاکہ آپ کی امت کو خبر ہو کہ ہر نبی کو نبوت دنیا میں آ کر ملی اور میری شان یہ ہے کہ میرا نور پیدا ہوتے ہی مجھے نبوت مل گئی یہاں تک چار آیتیں اور چار حدیثیں بیان ہو گئیں جن سے ثابت ہو گیا کہ نور مصطفیٰ اور روح مصطفیٰ کے مخلوق ہوتے ہی ذات مصطفیٰ کو نفس الامر میں نبی بنا دیا گیا۔

سوال

نبوت ایک وصف ہے ضروری ہے کہ نبوۃ کا موصوف اس وقت موجود ہو جسمانی وجود سے پہلے اور دعویٰ بعثت سے پہلے وصف نبوت کس چیز کے ساتھ قائم ہو گی اگر جسمانی وجود سے پہلے نبوت پائی جا سکتی ہے تو آپ کا غیر بھی اسی طرح ہو سکتا ہے۔

جواب

آپ کی روح اور آپ کی حقیقت اس وقت موجود تھی نبوۃ نے آپ کی روح اور حقیقت کے ساتھ تعلق پکڑا اور یہ بات کہ دوسرے انبیاء بھی تو روحانیت کے ساتھ اس وقت موجود تھے اتنی بات درست ہے کہ ارواح انبیاء اس وقت جبکہ ان کی روحیں

پیدا ہوئیں موجود تھیں لیکن ان کو اس وقت نبوۃ نہیں ملی ہمارے پیارے آقا کو اسی وقت سے نبوۃ مل گئی آپ نے صراحت فرمائی کہ میں نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام کا نفخ روح نہیں ہوا تھا۔ آپ نے اس وقت سے اپنے نبی ہونے کا فرمایا موجود ہونے کا نہیں فرمایا آپ اوّل و آخر ظاہر و باطن ہر طرح نبی ہیں یہ چار نبی پاک علیہ السلام کے وصفی نام ہیں تخلیق آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک آپ کی نبوت اسم باطن کے اعتبار سے ہے اور آپ کے زمانہ بعثت سے قیامت قائم ہونے تک آپ کی نبوت آپ کے اسم ظاہر کے اعتبار سے ہے۔ شیخ اکبر محی الدین العربی نے فرمایا کہ تمام نبی دنیا میں آپ کے نائب ہیں۔ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک۔

انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے نائب ہیں

عن جابر بن عبداللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لو ان موسیٰ کان حیا ما وسعہ الا ان یتبعی رواہ الامام احمد وغیرہ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۰)

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا اور کوئی گنجائش نہ ہوتی۔

مشکوٰۃ شریف ص ۴۷۹ پر ہے۔ عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ واللّٰہ لینزلن ابن مریم حکماً عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کریم کی قسم ابن مریم حاکم عادل بن کر اتریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور حضور ﷺ کی حدیث ہے۔ انہ یومئذ منا آج کے دن عیسیٰ علیہ السلام ہم سے ہوں گے یعنی ہماری اتباع کریں گے۔

اگر پیارے آقا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اپنے زمانہ تک اپنی جسمانیت کے ساتھ موجود ہوتے تو تمام اولاد آدم قیامت کے دن تک حسی طور آپ کی شریعت کے تحت ہوتی اور اس کی صراحت یہ حدیث کرتی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه ﷺ انا حامل لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم فمن دونه۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

یہی مضمون ابوسعید سے بھی مروی ہے (ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا میں ہوں آدم علیہ السلام اور آپ کے سوا تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی کے نیچے ہوں گے۔

معلوم ہوا تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کی امت ہیں اور آپ کے نائب ہیں اسی وجہ سے آپ کی بعثت عام ہے تو بادشاہ اور سردار آپ ہیں۔

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه ﷺ انا سيّد ولد آدم يوم القيامة۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار میں ہوں مطلقاً آپ ہی مرسلین کے قائد ہیں۔

عن جابر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال انا قائد المرسلين ولا فخر (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمام مرسلین کا قائد میں ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

در دو عالم نیست مثل آں شاہ را
در فضیلتہا و در قرب خدا

ایسی بلند ہستی بے قید سردار کا مثل نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں نہ کسی فضیلت

میں آپ کا کوئی مثل ہے نہ اللہ کے قرب میں آپ کا کوئی مثل ہے۔

جس کے زیر لوا آدم ومن سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

ہر نبی مخصوص قوم کی طرف بھیجا گیا کہ آپ کی رسالت عام اور عالمگیر ہے آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت قائم ہونے تک آپ کی رسالت اور آپ کی بادشاہی ہے۔

عارف ربانی تقی الدین سبکی نے کہا آپ تمام نبیوں کے نبی ہیں اس کا مظاہرہ عالم آخرت میں آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہے تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہوں گے اور دنیا میں بھی اس کا مظاہرہ ہوا جب **لیلۃ الاسراء** میں آپ نے تمام انبیاء کی امامت کرائی اور اگر تشریف آوری کسی نبی کے وقت میں ہو جاتی آدم و نوح ابراہیم موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں آپ جلوہ گر ہو جاتے تو سب انبیاء کرام اور ان کی امتوں پر آپ کی پیروی اور ایمان واجب ہو جاتا اور آپ کی مدد ان پر واجب ہو جاتی اسی کا اللہ نے ان سے وعدہ لیا تھا اس وقت سے نبوت اور رسالت آپ کو مل چکی۔

سوال

جب آپ سب انبیاء اور مرسلین کے رسول ہیں اور رسول کا کام احکام الٰہیہ کی تبلیغ ہوتی ہے تو آپ نے عالم اجسام میں جلوہ گری سے پہلے تبلیغ کیسے کی۔

جواب

تبلیغ اس وقت آپ کی حقیقت اور روح کا کام تھا حقیقت کی تبلیغ کو ہم نہیں جانتے کیونکہ ہم حقیقت کو نہیں جانتے اس کی تبلیغ کو بھی نہیں جانتے حقائق اور ان کی تبلیغ کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ جس کی اللہ کریم نے اپنے نور سے امداد فرمائی۔

(مواہب اللدنیہ ص ۳۷)

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نے فرمایا کہ آپکی روحانیت اور ہر نبی کی روحانیت

موجود تھی آپ کی پاکیزہ روح سے انبیاء کرام علیہم السلام کے زمان وجود رسالت میں ان کو شریعتوں میں اور علوم میں امداد پہنچی اور شریعت کے قانون بنانے میں بھی امداد پہنچی۔

(جواہر البحار ص ۱۱۲)

سوال

گذشتہ بیان سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں آپ کی شریعت ہیں قرآن تو اس کے خلاف گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے کہ ہم نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی اور نوح علیہ السلام کے بعد نبیوں کی طرف وحی کی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انبیاء کرام علیہم السلام وہ پاک ہستیاں ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی آپ ان کی ہدایت کی اقتدا کریں ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں مستقل ہیں۔

جواب

ان آیتوں سے یہ لازم نہیں آتا پہلی آیت سے مطلق وحی کرنا مراد ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف وحی ہوئی اور ہر ایک کی طرف جو وحی ہوئی وہ آپ کی شریعت کے احکام ہیں اور دوسری آیت میں ھدیٰ سے مراد آپ کی شریعت ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام تک پہنچی کیونکہ اللہ کریم نے فرمایا کہ آپ اس ہدایت کی اقتدا کریں جو ان کے پاس رہی اللہ کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتدا کریں۔

شیخ اکبر نے فرمایا جب عالم حس میں آپ کا وجود جسمانی پہلے نہیں گزرا تو ہر نبی کی طرف اس کی شریعت کی نسبت کر دی گئی حقیقت میں وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔ (جواہر البحار ج ا ص ۱۲)

شیخ اکبر فرماتے ہیں بادشاہ آپ ہیں ہر اولاد آدم کے سردار آپ ہیں تمام گزرا

ہوا وقت آپ کی بادشاہی تھی مزید لوگ آپ کے پیروکار تھے اور دنیا میں سب بادشاہی کرنے والے آپ کے نائب تھے اور شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ **فبھدا ھم اقتدہ** کا معنی یہ ہے کہ آپ اس شریعت کو لازم پکڑیں جسے آپ کے نائب لے کر دنیا میں ظاہر ہوئے یعنی آپ دین قائم فرمائیں اور اس دین میں اختلاف نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے قول **ولا تفرقوا فیه** دین میں اختلاف نہ کرو۔ میں تمام شریعتوں کے ایک ہونے پر دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا **واتبع ملة ابراھیم حنیفا** آپ ابراہیم حنیف علیہ السلام کی ملت کی پیروی کریں اور وہ دین ہے تو آپ کو دین کی پیروی کا حکم ہوا دین اللہ کی طرف سے ہے کسی دوسرے کی طرف سے نہیں۔

سوال

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں مختلف ہیں سب شریعتوں کے ایک ہونے کی بات کیسے درست ہوسکتی ہے۔

جواب

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت باقی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتوں کے ساتھ اصول میں متفق ہے اصول میں اختلاف نہیں ہوتا فروع کا اختلاف تخصیص کے طور پر ہوتا ہے یا نسخ کے طور پر ہوتا ہے۔

سوال

احکام کا نسخ یعنی ختم کرنا شریعتوں کے مستقل ہونے کی دلیل ہے اگر شریعتیں سب ایک چیز ہیں تو احکام منسوخ کیوں ہوئے۔

جواب

شیخ اکبر نے اس کا جواب یہ دیا کہ اللہ کریم کا آپ کی شریعت کے ساتھ باقی

شریعتوں کو منسوخ کر دینا یہ نسخ ان شریعتوں کو آپ کی شریعت ہونے سے نہیں نکالتا۔ قرآن وسنت میں کچھ مسائل ایسے ہیں کہ وہ پہلے تھے بعد میں منسوخ ہو گئے اور ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو حکم منسوخ ہو گیا وہ آپ کی شریعت تھی جس حکم کو آپ ہمارے پاس لائے بعد والے حکم کے ساتھ پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا تو قرآن وسنت میں جو نسخ موجود ہے وہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ آپ کی شریعت کا دوسری شریعتوں کو منسوخ کر دینا ان شریعتوں کو آپ کی شریعت ہونے سے نہیں نکالتا۔

جواب نمبر 2

نبی پاک ﷺ کی شریعت ان اوقات میں وہی تھی جسے ان امتوں کے نبی لائے تھے اور اس وقت میں اس امت کی بہ نسبت یہی شریعت ہے جسے آپ لائے اور احکام اختلاف اشخاص اور اختلاف اوقات کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں قرآن وسنت سے بارہ دلیلیں گزریں اس مقصد پر کہ آپ کا نور پیدا ہوتے ہی آپ کو واقعی طور نبی بنا دیا گیا۔

امام قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اس نور گرامی کو حکم فرمایا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار کو دیکھے آپ کے نور نے جو ان کے انوار کو دیکھا تو آپ کا نور انوار انبیاء پر غالب آ گیا انوار انبیاء بولے کہ باری تعالیٰ جس کا نور ہمارے انوار پر غالب آ گیا وہ نور والا کون ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد ابن عبد اللہ کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں نبوت سے سرفراز کروں گا۔ سب انبیاء بولے ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہاری اس بات پر گواہ ہو جاؤں سب بولے تو ہماری بات پر گواہ ہو جا اللہ تعالیٰ کے قول **واذ اخذ اللہ میثاق النبیین** کا یہی مطلب ہے۔

(جواہر البحار ج ۴ ص ۲۰۰، مواہب اللدنیہ ص ۴۰)

معلوم ہوا کہ آپ کی نبوۃ آپ کے نور کی تخلیق ہوتے ہی نفس الامر میں ثابت ہے ابن عابدین شامی نے کہا کہ اللہ کریم نے آپ کی روح باقی ارواح سے پہلے پیدا کیا اور آپ کی روح کو خلعت نبوت سے نوازا یعنی آپ کیلئے وصف نبوۃ عالم ارواح میں ثابت ہوگئی آپ کے سوا کسی دوسرے کیلئے یہ وصف ثابت نہ ہوئی اللہ کریم نے ملاء الاعلیٰ فرشتوں کو آپ کی شان بتائی۔

قال القسطلانی کان آدم علیہ السلام یشاھد فی عدن ضیاء مشعشعا یزید علی الانوار فی الضوء والھدیٰ فقال آدم الھی ما ھذا الضیاء الذی جنود السماء تعشوا الیه ترددا فقال ھو نبی خیر من وطی الثری وافضل من فی الخیر راح او اغتدی تخیرته من قبل خلقك والبسته قبل النبیین سوددا۔ (مواہب اللدنیہ ص ۴۲)

امام قسطلانی نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جنت عدن میں چمکدار نور دیکھا کرتے تھے جو تمام انوار پر نور اور ہدایت میں بڑھ جاتا آدم علیہ السلام نے کہا جس نور کو میں دیکھتا ہوں اس کی حقیقت کیا ہے آسمان کے گروہ ہر سیر کے بعد رات اسی نور کے پاس گزارتے ہیں اللہ کریم نے فرمایا وہ نور ایک نبی ہیں تمام روئے زمین پر چلنے والوں سے افضل اور نیکی میں صبح وشام وقت گزارنے والوں سے افضل۔ میں نے آپ کی تخلیق سے پہلے ان کو پسند فرمایا میں نے تمام انبیاء سے پہلے ان کو سرداری کی خلعت سے نوازا۔ اس سرداری سے نبوت اور رسالت کی سرداری مراد ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک علیہ السلام سے کہ میں تخلیق آدم سے دو ہزار سال پہلے نور تھا وہ نور تسبیح پڑھتا تھا اور فرشتے اسی نور والی تسبیح پڑھتے تھے۔ (جواہر البحار ص ۲۹۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی جسم کا مادہ باقی مواد سے پہلے پیدا کیا گیا کعب الاجبار

سے روایت کی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی تخلیق کا ارادہ فرمایا جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ نورانی مٹی جو زمین کا دل ہے لائے تو وہ جنت الفردوس کے ملائکہ اور اللہ کریم کے خاص قرب میں رہنے والے فرشتوں کو ساتھ لے کر اترے تو آپ کی قبر مکرم کی جگہ والی مٹی ہاتھ میں لی وہ نورانی مٹی ماء تسنیم سے گوندھی گئی پھر اسے جنت کی نہروں میں غوطہ دیا گیا یہاں تک کہ وہ سفید موتی کی طرح ہو گئی۔ پھر ملائکہ نے اسے عرش و کرسی کے ارد گرد طواف کرایا آسمانوں کا اور زمین اور دریاؤں کا طواف کرایا تو ملائکہ اور تمام مخلوق نے ہمارے سردار محمد ﷺ کو جانا آدم علیہ السلام کو جاننے سے پہلے

(مواہب اللدنیہ ج۱ ص۴۲)

امام زرقانی نے کہا ایسی بات رائے کی نہیں وہ کتب قدیمہ سے ہے کیونکہ وہ کتب قدیمہ کے عالم ہیں یا یہ روایت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اگر وہ حدیث نبی پاک علیہ السلام سے ہے واسطہ کے ساتھ تو وہ حدیث مرسل ہے۔

صحابی رسول حضرت کعب نے کہا کہ اجسام سے پہلے اللہ کریم نے ایک موتی پیدا فرمایا جو چمکتا رہا تو ہمارے پیارے آقا کی بابرکت اور نورانی مٹی اسی سے ہے۔

(جواہر البحار ج۴ ص۱۶۹)

بحمد اللہ آپ کے نور اور روح کا ہر چیز سے پہلے ہونا بھی ثابت ہو گیا اور اجسام سے آپ کے جسم مبارک کے مادہ کا ہر جسم کے مادہ سے پہلے ہونا بھی ثابت ہو گیا انہیں دونوں سے نبوۃ نے تعلق پکڑا۔

علاوہ ازیں کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اللہ کریم نے سب سے پہلے موتی پیدا فرمایا اس کے درمیان سے طینت مصطفیٰ ﷺ ایسے چمکتی تھی جیسے انگوٹھی کا نگینہ چمکتا ہے اللہ کریم نے اس کی طرف نظر ہیبت فرمائی تو وہ موتی پانی بن گیا تو طینت مصطفیٰ کا نور کعبہ معظمہ کے مقام پر چمکتا تھا پھر اللہ کریم نے پانی سے زمین پیدا فرمائی تو زمین

سے وہ نورانی مقام چمک گیا جس سے آپ بنے وہ پاکیزہ مٹی زمین کی ناف اور اس کا مرکز ہے۔ (جواہر البحار ج ۴ ص ۱۷۱)

پیارے آقا کی اقرار ربوبیت میں اوّلیت

قرآن پاک میں ہے۔ انا اوّل المسلمین سب سے پہلا مسلمان میں ہوں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ محمد ﷺ تمام انبیاء سے پہلے کیسے ہو گئے آپ تو تمام کے بعد بھیجے گئے محمد بن علی نے بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اولاد آدم کو پشت سے نکال کر اور ان کو ان پر گواہ بنا کر پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب سے پہلے محمد ﷺ نے ربوبیت کا اقرار کیا کہ ہاں تو ہمارا رب ہے اقرار ربوبیت میں آپ تمام انبیاء سے پہلے ہیں بعثت میں سب کے بعد ہیں۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۳۴)

باری تعالیٰ نے ایک مرتبہ تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے یہی سوال کیا تھا اس وقت بھی پیارے آقا ﷺ نے سب سے پہلے اقرار کیا۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرد نے نبی کریم ﷺ کو کہا آپ کب سے نبی بنے حضور نے فرمایا جب مجھ سے میثاق ربوبیت لیا گیا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان میں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ پیارے آقا نے جب ربوبیت باری کا اقرار کیا اللہ کریم نے اس وقت سے آپ کو نبوۃ سے نوازا پیارے آقا کی اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ میں تخلیق آدم سے پہلے نبی تھا۔

ہر دو عالم بستۂ فتراک او
عرش و کرسی کرد قبلہ خاک او

آپ کی شان یہ ہے کہ دنیا اور آخرت آپ کی غلام ہے عرش وکرسی کا قبلہ تربت مصطفیٰ ہے۔

بادشاہ عرشیان و فرشیاں
جلوہ گاہ آفتاب کن فکان

عرش والوں کے بادشاہ فرش والوں کے بادشاہ، آفتاب کن ذات حق کی جلوہ گاہ

بندگانش حور و غلمان و ملک
چاکرانش سبز پوشان فلک

جنت کی حوریں اور غلمان اور فرشتے سب آپ کے غلام ہیں آسمان کے سبز پوش ملائکہ آپ کے غلام ہیں۔

تیرے در کا درباں ہے جبریل اعظم
تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہیں

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

خلاصہ فصل دوم یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ میں معرفت ذات الٰہیہ علوم و اسرار سب کچھ ودیعت تھا نبوت کی دولت سے اسی وقت سے حضور کو سرفراز کر دیا گیا اور سب کچھ اللہ کریم کا حضور پر فضل ہے اور عطاء الٰہی ہے جب نبوت تخلیق آدم سے پہلے مل گئی تو اللہ کریم نے تمام مہربانیاں بھی اسی وقت سے کر دیں حتیٰ کہ کلام الٰہی قرآن پاک کو بھی آپ کی حقیقت میں ودیعت رکھا گیا جس ذات پاک نے عالم ارواح میں سات سو سال کا سجدہ کیا اور اقرار باری تعالیٰ سب سے پہلے کیا اور فرشتوں کو وہ تسبیح پڑھائی جو آپ خود پڑھا کرتے تھے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے اس نعمت الٰہیہ کا بیان فرمایا کہ سب کچھ میرے نور کے فیض سے ہے میں ساری کائنات سے پہلے پیدا ہو کر سب کیلئے رحمت ہوں میرے وجود سے ساری کائنات کا وجود معرض وجود میں آیا میں

ساری کائنات کی تربیت کر رہا ہوں۔

ایسی ذات پاک کو سراپا فضل سراپا علم از سر تا پا ہدایت کا آفتاب درخشندہ ماننا ضروریات ایمان سے ہے ان لوگوں کا رد بلیغ ہو گیا جو اس مقام پر انا اوّل المسلمین آٹھویں پارہ کی آیت کا انکار کرتے ہیں اللہ کریم تو صراحت فرماتا ہے کہ سب سے پہلے میرے حبیب اسلام لائے پھر آپ کا فیض جمیع ماسوی اللہ کیلئے تخلیق آدم سے پہلے شروع ہو گیا کہ تخلیق آدم سے پہلے نفس الامر میں آپ پر نبوت کا فیضان ہوا ایسے سراپا علم و معرفت کیلئے کتاب اللہ سے ناواقفی کا عقیدہ رکھنا یا وہ کلمہ کہنا جو ازلی ابدی محروم ہے ہیں یہ قرآن پاک کا انکار اور حدیث پاک کا انکار ہے۔

فصل سوم

مظہر اللہ الاتم تخلیق کائنات کا سبب

نمبر۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا اللہ کریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ۔ (مواہب اللدنیہ ج۱ ص۴۴)

امام زرقانی نے کہا کہ اس حدیث کا حکم مرفوع ہونے کا ہے اور حاکم نے اس حدیث کے متعلق کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

جواہر البحار میں ہے کہ اللہ کریم نے فرمایا اے آدم علیہ السلام اگر محمد ﷺ نہ ہوتے میں تمہیں پیدا نہ کرتا نہ میں عرش پیدا کرتا نہ کسی نہ لوح اور نہ قلم نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ جنت اور نہ دوزخ اور نہ دنیا اور آخرت۔ (جواہر البحار ص ۳۲۵)

نمبر۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ پر اترے تو انہوں نے کہا کہ آپ کا رب آپ کو فرماتا ہے کہ

اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا آپ سے زیادہ معزز میں نے کسی کو نہیں بنایا اور میں نے دنیا اور اس کے باشندوں کو اس لئے پیدا کیا تا کہ میں آپ کا مرتبہ اور آپ کی بزرگی جو میری بارگاہ میں ہے بتادوں اگر آپ نہ ہوتے میں نہ آسمان پیدا کرتا اور نہ زمین کو اور نہ طول پیدا کرتا نہ عرض اور نہ ثواب پیدا کرتا نہ عذاب اور نہ جنت پیدا کرتا نہ دوزخ نہ سورج پیدا کرتا نہ چاند۔ (جواہر البحار ص ۳۴۳)

اور مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نے کہا کہ اگر آپ ﷺ کا وجود نہ ہوتا اللہ سبحانہ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنا رب ہونا ظاہر فرماتا۔

ترا عز لولاک تمکیں بس است
ثنائے تو طٰہٰ و یٰسین بس است

پیارے آقا آپ کی مقام لولاک پر فائز ہونے والی شان ہی کافی ہے آپ کی تعریف طٰہٰ اور یٰسین کافی ہے۔

فصل چہارم

پیارے آقا کے اسم گرامی کا اسم الٰہی کے ساتھ لکھا ہونا

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے لغزش کا اقرار کیا کہا اے رب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے میری مغفرت فرما اللہ کریم نے فرمایا کہ محمد ﷺ کو آپ نے کیسے جان لیا آدم علیہ السلام نے جواب دیا باری تعالیٰ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی میں نے اپنا سر اٹھایا تو قوائم عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام نامی کو اپنے نام کے ساتھ ملایا وہ تجھے ساری کائنات سے زیادہ پسند ہے اللہ کریم نے فرمایا آدم علیہ السلام تو نے سچ کہا اگر محمد ﷺ نہ ہوتے میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۶۲)

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کریم نے انبیاء اور مرسلین کی تعداد کے مطابق آدم علیہ السلام پر عصا اتارے آدم علیہ السلام اپنے بیٹے شیث علیہ السلام پر متوجہ ہوئے فرمایا اے میرے بیٹے میرے بعد تو میرا خلیفہ ہے یہ تمام عصا تقویٰ کے ساتھ آباد ہوں اور ان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو جب اللہ کا ذکر کرو حضرت محمد ﷺ کا نام ضرور لو کہ میں نے پیدا ہوتے ہی آپ کا اسم گرامی ساق عرش پر لکھا دیکھا پھر میں تمام آسمان پھرا تو آسمان کی ہر جگہ نام محمد لکھا دیکھا میں نے حورعین کے سینوں پر نام محمد لکھا دیکھا جنت کی نہروں پر شجرہ داؤد کے پتوں اور بہشت کے طوبیٰ درخت کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اللہ کریم کی عظمت والی چادر کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان آپ کا نام نامی اسم گرامی لکھا دیکھا پیارے بیٹے کثرت سے آپ کا ذکر کرو فرشتے ہر گھڑی آپ کا ذکر کرتے ہیں۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۸، مواہب الدنیہ ص ۶۲)

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پسِ ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا

محمد کا دم خاص بہر خدا ہے
سوائے محمد برائے محمد

برائے جلوۂ یک گلبن ناز
ہزاراں باغ و بستاں آفریدند

نہ از بہر تو صرف ایمانیانند
کہ خود بہر تو ایماں آفریدند

انبیاء از وصف تو حیراں شدہ
سر شناساں نیز سرگرداں شدہ

انبیاء کرام علیہم السلام آپ کی وصف سے حیران ہوئے راز جاننے والے بھی آپ کا وصف بیان نہ کر سکے نہ آپ کی تعریف ختم ہوتی ہے نہ آپ کے اوصاف بیان ہو سکتے ہیں۔

صد ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

لاکھوں معزز فرشتے بشری لباس میں آپ کی بارگاہ میں بیٹھ کر برکت حاصل کرتے ہیں پیارے آقا خدا کیلئے غریبوں کی طرف بھی ایک نظر ہو۔

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور آپ کی امت سے جو بھی آپ کو پائیں آپ پر ایمان لائیں اگر محمد ﷺ نہ ہوتے میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا نہ جنت کو پیدا کرتا نہ نار کو میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ کانپنے لگا میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو عرش عظیم کو قرار آ گیا۔ (مواہب اللدنیہ ج ا ص ۴۴، خصائص کبریٰ ج ا ص ۱۹)

سرادقاتِ عرش میں آپ کا نور

روایت کی گئی کہ جب اللہ کریم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا انہیں الہام فرمایا انہوں نے کہا اے رب تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی اللہ کریم نے فرمایا اے آدم تو اپنا سر اٹھا آدم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اوپر دیکھا تو عرش کے خیموں میں نور مصطفیٰ نظر آیا آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب یہ کس کا نور ہے اللہ کریم نے فرمایا یہ ایک عظیم الشان نبی کا نور ہے جو آپ کی اولاد سے ہوں گے جن کا اسم گرامی آسمان میں احمد ہے اور زمین میں ہے۔ (مواہب اللدنیہ ج ا ص ۴۴)

جنت میں پیارے آقا کا نور دیکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کریم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو ان کی ساری اولاد دکھائی تو آدم علیہ السلام بعض کے بعض پر فضائل دیکھتے تھے سب کے آخر میں ایک چمکدار نور دیکھا آدم علیہ السلام نے کہا یہ کس کا نور ہے اللہ کریم نے فرمایا یہ آپ کے بیٹے ہیں جن کا اسم گرامی احمد ہے وہی اوّل وہی آخر ہیں وہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۳)

امام قسطلانی نے کہا کہ آدم علیہ السلام جنت عدن میں چمکدار نور دیکھتے تھے جو تمام انوار پر چمک اور روشنی اور ہدایت میں بڑھ جاتا آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے معبود میں دیکھتا ہوں آسمان کی نوری مخلوق کے گروہ دن جہاں بھی گزاریں رات کے وقت اس نور کے پاس آ جاتے ہیں اللہ کریم نے فرمایا اے آدم وہ ہستی کل روئے زمین سے افضل ہے ہر بہتر سے بہتر وہی ہیں آپ کو پیدا کرنے سے پہلے میں نے ان کو اپنا محبوب بنایا تمام انبیاء کرام سے پہلے میں نے ان کو سرداری عطا کی۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۴۲)

اللہ کریم نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت مبارکہ میں نورانی تربت رکھی تو آدم علیہ السلام نے اپنی پشت سے پرندہ کی بھینی بھینی آواز کی طرح ایک آواز سنی آدم علیہ السلام نے کہا اے رب یہ بھینی بھینی آواز کیسی ہے اللہ کریم نے فرمایا یہ نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسبیح ہے جو آخری نبی ہیں جن کو میں آپ کی پشت سے نکالوں گا۔ ان کا نور میرے عہد و میثاق کے ساتھ لے لو اور اسے پاکیزہ رحموں میں رکھو تو آدم علیہ السلام نے کہا اے رب میں نے اس نور گرامی کو تیرے عہد و میثاق کی شرط پر لے لیا اور میں اسے پاکیزہ مردوں میں اور پاک دامن عورتوں میں رکھوں گا۔ (جواہر البحار ج ۱ ص ۲۲۵)

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نور نبوی آدم علیہ السلام کی چمکدار پیشانی کے دائرہ میں ایسے دیکھا جاتا جیسے سورج اپنے فلک کے دوران میں دیکھا جاتا ہے اور جیسے کہ چاند

اندھیری رات کی تاریکی میں دیکھا جاتا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۷)

امام قسطلانی نے کہا کہ حدیث پاک میں ہے کہ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اس نور کو آپ کی پشت میں کر دیا جب وہ پیشانی کی طرف منتقل ہوا تو وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکتا تھا آپ کے باقی انوار پر غالب آ جاتا تھا۔ (مواہب اللدنیہ ج ا ص ۴۹)

امام زرقانی نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی کہ جب آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی نور محمد ﷺ آپ کی پیشانی سے چمکدار سورج کی طرح چمکتا تھا۔

(زرقانی ج ا ص ۶۴)

نگاہ غور سے دیکھو ذرا آدم کی پیشانی
نظر آتی نہیں کیا ایک خاص الخاص تابانی

یہی جلوہ ہے تخلیق جہاں کی علت غائی
اسی کی روشنی ہے دیدۂ ہستی کی بینائی

یہی وہ نور ہے جس سے زمانہ جگمگائے گا
یہی آدم کا رتبہ عرش اعظم تک اٹھائے گا

نشاں اسلام کا اللہ نے عالم میں رکھا ہے
کہ نور احمدی پیشانی آدم میں رکھا ہے

(حفیظ جالندھری)

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ملائکہ آدم علیہ السلام کے پیچھے صف بنا کر ٹھہرتے تھے آدم علیہ السلام نے کہا اے رب فرشتوں کی میرے پیچھے ٹھہرنے کی کیا وجہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ خاتم الانبیاء کا نور دیکھتے ہیں جن کو میں آپ کی پشت سے نکالوں گا انہوں نے کہا اے رب مجھے اس نور کی زیارت کرا اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے حبیب کا نور دکھایا آدم علیہ السلام اس نور پر ایمان لائے اور

آپ پر انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے درود پڑھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۷)

عظمت مصطفیٰ درود شریف کا مہر بننا

امام قسطلانی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ کریم نے آپ کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق آپ کی ایک بائیں پسلی سے کی جبکہ آپ نیند میں تھے آپ جب بیدار ہوئے اور اسے دیکھا آپ کو اس سے سکون ہوا اور اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو فرشتوں نے کہا اے آدم ٹھہریں آپ نے فرمایا کیوں حالانکہ اللہ نے اسے میرے لئے پیدا کیا فرشتوں نے کہا پہلے اس کا مہر ادا کریں آپ نے فرمایا اس کا مہر کیا ہے انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تین مرتبہ درود پڑھ دیں۔ (مواہب اللدنیہ ج۱ ص۵۲)

ابن جوزی نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ذکر کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی سے قرب کا ارادہ کیا اس نے آپ سے مہر طلب کیا اللہ کریم نے فرمایا اے آدم میرے حبیب پر بیس مرتبہ درود پڑھ دیں تو آپ نے بیس مرتبہ درود پڑھا۔

(مواہب اللدنیہ ج۱ ص۵۳)

نور مصطفیٰ کیلئے تعظیم

علامہ یوسف نبہانی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام جب اپنی بیوی کے قرب کا ارادہ فرماتے خود بھی پاک اور صاف ہوتے غسل فرماتے وضو فرماتے اپنی بیوی کو اسی چیز کا حکم فرماتے آدم علیہ السلام فرماتے اے حوا! تو پاکیزگی اختیار کر عنقریب میری پشت اور پیشانی کا نور اللہ کریم تیرے پاکیزہ شکم میں ودیعت فرمائے گا۔ حضرت حوا علیہا السلام ہمیشہ پاکیزہ وقت گزارتیں یہاں تک کہ وہ نور گرامی ان کے چہرہ کی طرف منتقل ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے معلوم کرلیا کہ حضرت حوا علیہا السلام کی پیشانی کا چمکنا نور نبوی کے ان کی طرف منتقل ہونے کی علامت ہے کہ شیث علیہ السلام ان میں جلوہ گر ہو گئے صبح تک آدم علیہ السلام کے چہرہ سے نور ختم ہو چکا تھا اور دن بدن حضرت حوا علیہا السلام کے چہرہ کا حسن و جمال بڑھ رہا تھا

اور چہرہ کی چمک زیادہ ہو رہی تھی۔ جب حضرت شیث علیہ السلام والدہ کے بطن عفت میں پہنچ گئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی بیوی کا قرب ترک فرمایا اپنی بیوی کو پاکیزگی اور بطن عفت کے حمل کی پاکیزگی کی وجہ سے اور ہر روز فرشتے اللہ کے سلام کے تحفے حضرت حوا علیہا السلام کو پہنچاتے۔

حضرت شیث علیہ السلام کا اکیلے پیدا ہونا

حضرت حوا علیہا السلام کے چالیس بیٹے پیدا ہوئے ہر مرتبہ دو بیٹے ہوتے اس طرح بیس مرتبہ حمل ہوئے اور حضرت شیث علیہ السلام ۲۱ نمبر میں اکیلے جلوہ گر ہوئے یہ عزت اس لئے ہوئی کہ نور مصطفیٰ کے ساتھ دوسرے بیٹے کی شرکت نہ ہو اور یہ بطن والے خود بھی نبی تھے لہٰذا اتنی عزت کی گئی۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۶۴)

علامہ زرقانی نے کہا کہ شیث علیہ السلام کے چہرہ میں ہمارے نبی کا نور تھا اس لئے فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو خوشخبری دینے کیلئے آتے تھے۔ (زرقانی ج ۱ ص ۶۴)

علامہ یوسف نبہانی نے کہا کہ جب حضرت حوا علیہا السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو جنا آدم علیہ السلام نے ان کی آنکھوں کے درمیان نور مصطفیٰ کا نظارہ کیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۷)

حضرت آدم علیہ السلام کی بوقت وصال بیٹے شیث کو وصیت

پیارے بیٹے جو نور آپ کی پشت میں ودیعت رکھا گیا اور جس کے جلوے آپ کے چہرہ میں ہیں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے عالم ارواح میں پختہ عہد لیا تھا کہ اس نور گرامی کو آپ جہان کی پاکیزہ عورتوں میں رکھیں اس کے علاوہ محبوب کی امت کے فضائل بیان کئے کہ مجھے ایک لغزش کی بنا پر جنت سے باہر بھیجا گیا اس محبوب کی امت دنیا میں گناہ کرے گی اور جنت میں جائے گی اور بھی امت کے فضائل بیان کئے۔

امت محمدیہ کے حق میں قانون الٰہی کا بدلنا

ولما خلق اللّٰہ تعالیٰ القلم قال له اکتب قال یا رب ما اکتب قال له اکتب امة نوح من اطاع اللّٰہ ادخله الجنة ومن عصی اللّٰہ ادخله النار وامة ابراهیم من اطاع اللّٰہ ادخله الجنة ومن عصی اللّٰہ ادخله النار وامة موسی من اطاع اللّٰہ ادخله الجنة ومن عصی اللّٰہ ادخله النار وامة عیسی من اطاع اللّٰہ ادخله الجنة ومن عصی ادخله النار) وامة محمد من اطاع اللّٰہ ادخله الجنة فکتب القلم ثم سکن ووقف فقال له ربه فاهتزو ارتعد وانشق من هیبة الکبیر القهار فقال یا رب ما اکتب قال اکتب امة محمد ﷺ امة مذنبة ورب غفور۔ (جواہر البحار ج۳ ص۳۲۳)

اللہ تعالیٰ نے جب قلم کو پیدا کیا اسے فرمایا تو لکھ اس نے کہا اے رب میں کیا لکھوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو لکھ نوح علیہ السلام کی امت میں جو اللہ کریم کی فرمانبرداری کرے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔

اور ابراہیم علیہ السلام کی امت میں جو اللہ کی فرمانبرداری کرے گا اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔

امت موسیٰ علیہ السلام سے جو اللہ کی فرمانبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔

امت عیسیٰ سے جو اللہ کی فرمانبرداری کرے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔

اور محمد ﷺ کی امت سے جو فرمانبرداری کرے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا، پھر قلم نے توقف کیا اللہ کریم نے فرمایا اے قلم یہ مقام ادب ہے جو قانون

دوسری امتوں کے بارے لکھا گیا وہ نہ لکھ، تو قلم کانپ گیا اور دوشق ہو گیا قلم ہزار سال کانپتا رہا پھر بولا اے رب کیا لکھوں اللہ کریم نے فرمایا لکھ امت محمد گناہ کریگی اللہ بخش دے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا مرقد منیف اور قبر منور

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام حج سے فارغ ہوئے ہندوستان واپس آئے اور اسی ملک میں وصال فرمایا اور ثابت بنانی سے روایت ہے کہ آپ کی اولاد نے آپ کی قبر منور سری لنکا میں بنائی اور جنت سے جس مقام پر اترے تھے اسی مقام پر اولاد نے ان کو دفن کیا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۶۵)

فصل ششم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کا ذکر

جب ابرہہ بادشاہ کعبہ شریف کو گرانے کیلئے مکہ آیا حضرت عبدالمطلب قریش کی ایک جماعت لے کر سوار ہوئے اور جبل کی طرف گئے جب کعبہ شریف تک یہ قافلہ پہنچا اور قافلہ وہاں ٹھہرا تو نور نبوی عبدالمطلب کے چہرہ میں بشکل ہلال ایسا چمکا کہ اس کی شعائیں چراغ کی طرح خانہ کعبہ پر پڑیں نور نبوی کی یہ چمک جب حضرت عبدالمطلب نے دیکھی تو فرمایا اے قریش کا گروہ واپس چلو تم جس کام کیلئے آئے ہو وہ ہو گیا اللہ کی قسم نور نبوی جب مجھ سے ایسے چمکتا ہے کامیابی ہماری ہوتی ہے۔

(انسان العیون ج ۱ ص ۹۶)

حضرت عبدالمطلب کو ہاتھی کا سجدہ

بادشاہ ابرہہ کے ہاتھی نے عبدالمطلب کو سجدہ کیا۔ علامہ نور الدین حلبی نے کہا ہاتھی نے جب عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا تو اونٹ کی طرح بیٹھ گیا اور سجدہ میں گر گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہاتھی کو بولنے کی طاقت عطا کی اور اس نے فصیح زبان سے کہا کہ اے

عبدالمطلب اس نور پر سلام ہو جو آپ کی پیشانی میں رہا۔ (انسان العیون ج ۱ ص ۹۸)

نور نبوی کی برکت سے رحمت کی بارش

حافظ الحدیث علامہ ابوسعید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا قریش مکہ کو جب قحط پہنچتا عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ لیتے اور جبل ثُبیر پر پہنچتے عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش مانگتے تو اللہ کریم انہیں نور نبوی کی برکت سے بارش دے دیتا۔ (انسان العیون ج ۱ ص ۹۶)

عبدالمطلب کا خواب

عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ان کی پشت سے چاندی کا ایک سلسلہ نکلا جس کا ایک کنارہ آسمان میں ہے اور ایک زمین میں ایک مشرق میں ایک مغرب میں پھر وہ چاندی کا سلسلہ درخت بن گیا درخت کے ہر پتہ پر نور چمکتا ہے مشرق و مغرب والے اس کی شاخوں کو پکڑ رہے ہیں اس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ ان کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی مشرق و مغرب والے پیروی کریں گے اور زمین و آسمان والے جس کی تعریف کریں گے۔ (جواہر البحار ج ۳ ص ۴۴)

جوانی کے دنوں میں اک نرالا خواب دیکھا تھا
درختِ نسلِ ہاشم اس قدر شاداب دیکھا تھا
کہ اس کے سائے میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے
مکان و لامکاں دو ٹہنیاں معلوم ہوتے تھے

(حفیظ جالندھری)

عبدالمطلب کی شادی

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا عبدالمطلب نے مکہ میں ایک عورت سے شادی کی کچھ عرصہ تک وہ بیوی فوت ہوگئی پھر دوسری بیوی سے شادی کی وہ بھی کچھ عرصہ تک فوت

ہوگئی پھر آپ نے خواب دیکھا کہ فاطمت بنت عمر سے شادی کریں تو اس سے شادی کی ابوطالب پیدا ہوئے اور ایک مدت تک نور نبوی بطن فاطمہ تک منتقل نہ ہوا۔ ایک دن عبدالمطلب دوپہر کے وقت شکار سے واپس ہوئے تو حطیم کعبہ میں چشمہ کی شکل میں پانی دیکھا تو وہ پانی پیا تو اسے پیٹ پر اس کی ٹھنڈک محسوس کی اس وقت اپنی بیوی فاطمہ بنت عمر کے پاس گئے تو وہ والد رسول ﷺ حضرت عبداللہ کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو جب فاطمہ بنت عمر سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب کو انتہائی خوشی ہوئی شام کے تمام علماء یہود کو آپ کی ولادت کی خبر ہوئی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۹)

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور نبوی جب حضرت عبدالمطلب تک پہنچا آپ ایک دن حطیم کعبہ میں سو گئے جب بیدار ہوئے سرمہ لگا ہوا تھا تیل بھی۔ آپ نے گویا کہ رونق اور خوبصورتی کا لباس پہنا ہوا ہے آپ حیران ہوئے کہ یہ کام کس نے کیا آپ کے والد نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور تعبیر جاننے والے مرد قریش کے پاس گئے ان کو یہ بات بتائی انہوں نے تعبیر بتائی کہ آسمانوں کے معبود نے اس نوجوان کی شادی کا حکم دیا باپ نے آپ کا نکاح قیلہ نامی عورت سے کر دیا قیلہ سے ایک بیٹا حارث نامی پیدا ہوا پھر وہ فوت ہوگئی قیلہ کے بعد آپ کے والد نے آپ کا نکاح ہندا بنت عمر سے کر دیا۔ (مواہب اللدنیہ ج۱ ص ۸۱)

امام زرقانی نے کہا ہندا غلط ہے درست فاطمہ ہے صاحب تاریخ الخمیس نے کہا کہ عبدالمطلب کی بیویاں پانچ ہیں)۱۔ صفیہ ۲۔ نثیلہ ۳۔ ہالہ ۴۔ آمنہ ۵۔ فاطمہ

عبدالمطلب کی سیادت اور ان کی برکات اور ان کے اوّلیات

علامہ ابن کثیر نے کہا کہ قریش میں عبدالمطلب نے بڑی سرداری کی اور ان کا شرف اور ان کی ریاست آپ لے گئے ان کے کام کا اتفاق آپ کی طرف ہوتا پانی

پلانے کا کام اور کام کا سہارا آپ ہوتے یعنی مطلب کے بعد ہر قسم کی عبد المطلب آپ کے سپرد تھی۔

علامہ یوسف نبہانی نے کہا کہ آپ کے والد نے عبد المطلب کے چہرہ میں نور نبوی کی چمک دیکھی فرمایا اے قریش کا گروہ تم اسماعیل کا خلاصہ ہو تم وہ ہو جنہیں اللہ کریم نے اپنی ذات کیلئے پسند فرمایا تمہیں اپنے حرم کا رہائشی بنایا آج کے دن میں تمہارا سردار اور رئیس ہوں یہ نزار کا جھنڈا اور اسماعیل کی کمان اور حاجیوں کے پانی پلانے کی خدمت میں نے عبد المطلب کے سپرد کی تم اس کی فرمانبرداری کرو تو قریش فوراً کھڑے ہوئے اور دینار اور درہم آپ پر نچھاور کیئے اور سر چوما اور کہا ہم آپ کے فرمانبردار ہیں اور بادشاہ آپ کی بزرگی جانتے اور ہر سال آپ کو قیمتی ہدیئے پیش کرتے ہیں۔

ابرھہ کے قاصد کا سجدہ کرنا ہے

ابرھہ نے مکہ کی طرف اپنا قاصد بھیجا تھا وہ قاصد جب مکہ آیا اور عبد المطلب کے چہرہ کو دیکھا جھک گیا اور اس کی زبان گنگ ہو گئی اور بیہوش ہو کر گر پڑا اور یوں خراٹے مارتا تھا جیسے بیل بوقت ذبح خراٹے مارتا ہے جب بیہوشی سے افاقہ پایا عبد المطلب کیلئے سجدہ میں گر گیا۔ ابرھہ کے فیل اور فیلہ نے بھی عبد المطلب کو سجدہ کیا جب ابرھہ کو فیل کے عبد المطلب کیلئے سجدہ کی خبر پہنچی تو اسکا دماغ اڑ گیا پھر ابرھہ نے حکم کیا کہ عبد المطلب کو میرے پاس لاؤ جب عبد المطلب اس کے سامنے آئے اس کے دل میں آپ کی ہیبت واقع ہوئی تو عبد المطلب کی تعظیم کیلئے اپنے تخت سے کھڑا ہو گیا۔

عبد المطلب کا زمزم کھودنا

علامہ ابن کثیر نے کہا حضرت عبد المطلب نے ہی زمزم کھودنے کی تجدید کی جب کہ عہد جرہم سے وہ بے نشان ہو چکا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد المطلب نے حطیم کعبہ میں نیند میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے نیک چیز کو کھودو آپ نے

کہا نیک چیز کیا ہے خواب میں بتانے والا چلا گیا جب دوسرا دن آیا آپ اسی جگہ سوئے تو خواب میں آنے والے نے کہا کہ نفیس چیز کو کھود کر نکال لو پھر غیبی ہاتف چلا گیا پھر جب اس سے اگلا دن آیا کہا گیا طیبہ پاکیزہ چیز کھود کر نکال لو اتنا کہہ کر وہ چلا گیا جب اس سے اگلا دن آیا آپ اسی جگہ آ کر سو گئے آنے والے نے کہا آپ زمزم کھود دیں آپ نے پوچھا زمزم کیا ہے اس نے کہا وہ ایسا کنواں ہے جس کا پانی ختم نہیں ہوگا پھر وہ خاص جگہ بیان کر دی تو آپ نے کھودنا شروع کر دیا۔

قریش نے آپ کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا تو کہا اے عبدالمطلب یہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا زمزم کھودنے کا مجھے حکم ہوا جب کنواں ظاہر ہوا اور لوگوں نے اس کی بنیاد دیکھی تو کہا اے عبدالمطلب اس میں آپ کے ساتھ ہمارا بھی حق ہے وہ ہمارے باپ اسماعیل علیہ السلام کا پانی ہے آپ نے فرمایا تمہارا اس میں کوئی حق نہیں تمہارے بغیر یہ خاص میرا حق ہے انہوں نے کہا ہمارا فیصلہ کرائیں آپ نے فرمایا تمہارے اور میرے درمیان قبیلہ بنی سعد بن ھذیم کی ایک کاہنہ ہے اور وہ شام میں تھی اس سے فیصلہ کرائیں حضرت عبدالمطلب اپنے چچازاد بھائیوں کو ساتھ لے کر سوار ہوئے قریش کے نوجوانوں سے ہر بطن سے آدمی ساتھ ہوئے اس وقت شام سے حجاز تک تمام زمین جنگل تھی قافلہ روانہ ہوا ان ممالک سے کسی ایک جنگل میں جب قافلہ پہنچا عبدالمطلب اور آپ کی ساتھیوں کا پانی ختم ہوا یہاں تک کہ انہوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا پھر باقی قوم سے پانی طلب کیا انہوں نے کہا ہم تمہیں پانی نہیں پلا سکتے ہمیں بھی پیاس کا خوف ہے جو تمہیں پہنچی۔

حضرت عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ طلب کیا کہ اب کیا صورت ہوگی سب نے کہا جو آپ کی رائے ہے وہی ہماری رائے ہے آپ نے فرمایا ہر ایک اپنی قبر خود تیار کرے جب بھی کوئی مرے اسے اس کے ساتھی اس کی قبر میں گرا دیں یوں

ایک آدمی کو قبر میں دفن کرنے والا کوئی نہیں ہوگا ایک کا ضائع ہونا تمام کے ضائع ہونے سے آسان ہے تو سب نے قبریں تیار کر لیں پھر سب نے کہا اپنے ہاتھ موت لینا اچھا نہیں ہم سفر کرتے ہیں اور پانی طلب کرتے ہیں اپنے آپ مرنا سفر نہ کرنا پانی طلب نہ کرنا عاجز ہو جانا ہے آپ نے فرمایا چلو سفر کرو تو سب روانہ ہوئے۔

جب عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو وہ کھڑی ہوئی تو اس کے قدموں سے میٹھے پانی کے چشمے پیدا ہوئے تو آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے اپنی سواریاں بٹھائیں تو سب نے پانی پیا اور پانی برتنوں میں بھر لیا پھر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی آواز دی کہ پانی کی طرف آجاؤ ہمیں اللہ نے پانی دے دیا تو وہ آئے اور پانی پیا اور کہا اللہ کی قسم فیصلہ آپ کے حق میں کر دیا گیا جس نے اس جنگل میں آپ کو پانی دیا زمزم اسی نے آپ کو دیا اب آپ واپس چلیں وہ زمزم آپ کا ہے ہم آپ سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۰)

زمزم کے کھودنے پر قیمتی چیزیں برآمد ہوئیں سونے کا چھاج اور قلعی شدہ تلواریں۔ اس سے کعبہ شریف کا دروازہ طلا کیا گیا۔ حضرت عبدالمطلب جب کاہنہ والے سفر سے واپس ہوئے تو زمزم کھودا اور اس میں دو چھاننے سونے کے پائے۔ قبیلہ جرہم نے جنہیں دفن کیا تھا اور ان کے علاوہ تلواریں اور زرہیں پائیں جب یہ چیزیں برآمد ہوئیں تو قریش نے کہا اے عبدالمطلب ان چیزوں میں ہم بھی آپ کے شریک ہیں عبدالمطلب نے کہا نہیں تمہاری کوئی شرکت نہیں لیکن ہم ایک انصاف کا کام کرتے ہیں پیالوں والی قرعہ اندازی کرتے ہیں دو پیالے کعبہ شریف کے دو میرے دو تمہارے جس کے پیالے کسی چیز پر نکلیں گے وہ چیز اسی کی ہوگی جس کے پیالے نہیں نکلیں گے اس کی کوئی چیز نہیں ہوگی انہوں نے کہا کہ آپ نے انصاف کیا۔

کعبہ شریف کے نام کے پیالے زرد رنگ کے عبدالمطلب کے سیاہ رنگ کے

اور قریش کے سفید رنگ کے۔ اس کے بعد وہ پیالے اس آدمی کو دیئے گئے جو پیالوں کو دو حصوں پر رکھتا سونے کے چھاننے ایک حصہ بنایا گیا تلواریں اور زرہیں دوسرا حصہ بنایا گیا اور عبدالمطلب نے اپنے رب سے دعا شروع کی قرعہ اندازی کرنے والے نے زرد رنگ کے پیالے چھانوں پر کر دیئے اور سیاہ رنگ کے تلواروں اور زرہوں پر کر دیئے اور سفید رنگ کے پیالے اپنی جگہ پر رہے یعنی ان کیلئے حصہ نہیں تھا تو عبدالمطلب نے تلواروں سے کعبہ شریف کا دروازہ بنایا اور دروازہ پر سونے کا طلا کر دیا اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم باب کعبہ کو سونے کا طلا سب سے پہلے عبدالمطلب نے کیا۔ (انسان العیون ج ۱ ص ۵۵)

ابرھہ اور عبدالمطلب کا حال

ابرھہ نے اپنا لشکر مکہ بھیجا لشکر نے عبدالمطلب کے اونٹ پکڑ لئے ابن ہشام نے کہا اس لشکر نے عبدالمطلب کے دو سو اونٹ پکڑ لئے قریش نے ابرھہ کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا قریش فوراً جان گئے کہ ابرھہ کے ساتھ جنگ نہیں کر سکیں گے تو ارادہ ترک کیا ابرھہ جب مکہ پہنچا اس نے اعلان کیا کہ میں تمہاری جنگ کیلئے نہیں آیا میں کعبہ شریف کو گرانے آیا ہوں عبدالمطلب نے فرمایا اللہ کی قسم ہم اس سے جنگ کا ارادہ نہیں کرتے یہ اللہ کا معزز گھر ہے اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا۔

ابرھہ بادشاہ نے عبدالمطلب کو اپنے پاس بلایا عبدالمطلب ابرھہ کے پاس آئے جب ابرھہ نے آپ کو دیکھا آپ کی انتہائی عزت کی تو ابرھہ نے عبدالمطلب کو کہا آپ کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ میرے دو سو اونٹ جنہیں آپ کے لشکر نے لیا واپس کر دیں ابرھہ نے کہا آپ نے دو سو اونٹوں کی بات کی اور کعبہ کی مجھ سے بات نہیں کی جس کے گرانے کا میں نے ارادہ کیا عبدالمطلب نے کہا میں اونٹوں کا مالک ہوں اور کعبہ کا مالک اس کی حفاظت کرے گا

ابرھہ نے وہ اونٹ واپس کر دیئے جنہیں لشکر والوں نے پکڑا تھا جب ابرھہ نے صبح کی مکہ میں داخل ہونے کی تیاری کی اور ہاتھی کو تیار کیا اور لشکر کو کعبہ کے گرانے کا شوق دلایا ہاتھی کا نام محمود تھا۔

ابرھہ نے کعبہ کے گرانے کا پختہ ارادہ کرلیا تھا اور اس کے بعد یمن جانے کا۔ لشکر ابرھہ نے جب ہاتھی کا رخ مکہ شریف کی طرف کیا نفیل ابن حبیب خثعمی آیا اور ہاتھی کی کروٹ کے ساتھ کھڑا ہوا پھر اس کا کان پکڑ کر کہا اے محمود بیٹھ جا یا جہاں سے تو آیا سیدھا اسی طرف واپس ہو جا۔ تو اللہ کے معزز گھر میں ہے ہاتھی بیٹھ گیا تو نفیل بن حبیب وہاں سے دوڑتا ہوا نکلا پہاڑ پر چڑھ گیا ابرھہ کے لشکریوں نے ہاتھی کو مارا تا کہ وہ کھڑا ہو وہ کھڑا نہ ہوا پھر اس کے سر میں کلہاڑی اور چھری ماری تا کہ وہ کھڑا ہو اس نے انکار کر دیا کھڑا نہ ہوا پھر اسے پیٹ میں وہ عصا مارے جس کی ایک طرف لوہا لگا ہو تو آہنی عصا مار مار کر اسے لہولہان کر دیا اس کے باوجود بھی وہ کھڑا نہ ہوا تو انہوں نے جب اس کا رخ یمن کی طرف کیا تو کھڑا ہو گیا چلنا شروع کیا شام کی طرف رخ کیا تو بھی چل رہا تھا مشرق کی طرف رخ کیا تو بھی چل رہا تھا مکہ کی طرف رخ کیا تو بیٹھ گیا۔ (ابن ہشام ص ۵۲)

پھر ابرھہ کے لشکر نے ہاتھی کو شراب پلا دی تا کہ اس کی تمیز جاتی رہے ہاتھی اپنے حال پر پکا تھا وہ ہاتھی کعبہ شریف کے درپے نہ ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جتنا ہاتھی کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتے اتنا وہ پیچھے ہٹتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہاتھی والے آئے جب وہ مکہ کے قریب ہوئے ان کو عبدالمطلب ملے آپ نے ان کے بادشاہ کو کہا تم ہمارے پاس کیسے آئے آپ نے آدمی کو بھیجا ہوتا تو ہم آپ کو ہر وہ چیز دیتے جو آپ چاہتے اس نے کہا مجھے اس گھر کی خبر دی گئی جو اس میں داخل ہو بے خوف ہو جاتا ہے میں اس کے باشندوں کو ڈرانے آیا ہوں۔ حضرت

عبدالمطلب نے کہا آپ جو چاہیں لے لیں اور واپس ہو جائیں۔ اس نے واپس ہونے سے انکار کیا اور کعبہ شریف کی طرف چلا عبدالمطلب پیچھے رہے پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ میں کعبہ شریف کے ہلاک کرنے والے کے ساتھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ نہیں جاتا اور دعا کی کہ اے اللہ ہر معبود کی حفاظت کی جگہ ہوتی ہے تو ایسی جگہ کی خود حفاظت فرما ان کا کوئی حیلہ تیری تدبیر پر غالب نہ آ جائے اگر تو کعبہ کا کچھ کرے تو جو تیرے لئے ظاہر ہو تو حکم فرما۔

تو دریا سے بادل کی طرح ایک چیز آئی ابابیل پرندوں نے ان پر سایہ کیا ہاتھی سخت آواز نکالتا تھا ابابیل نے اس لشکر کو کھیت کے کھائے ہوئے پتوں کی طرح کر دیا۔ ابابیل میں سے ہر پرندہ تین پتھر لایا ایک چونچ میں اور دو پاؤں میں ان کے اوپر آ کر یہ پتھر گرا دیئے جس پر بھی یہ پتھر کرے دوسری طرف سے نکلے سر پر گرا تو دبر سے نکلا کسی دوسری جگہ گرا تو دوسری طرف سے نکلا اللہ کریم نے سخت ہوا بھیجی جس نے ان کے پاؤں اکھیڑ دیئے۔ اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ اپنی والدہ کے نورانی بطن میں تھے۔

دعا مانگی جنابِ آمنہ کو پاس بٹھلا کر
کہ اے کعبہ کے مالک نصرتِ غیبی مہیا کر

حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رک گیا ہاتھ
پئے تعظیم کعبہ عاجزی سے جھک گیا ہاتھی

نہ کی جب ابرہہ نے اک ذرا بھی حرمت کعبہ
ابابیلوں نے کی آ کر یکایک نصرت کعبہ

یہ زندہ معجزہ دکھلایا اس مہر انور نے
چھپا رکھا تھا جس کو عصمت دامان مادر نے

(شاہنامہ اسلام از حفیظ جالندھری)

فصل ہفتم

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عبدالمطلب نے مکہ کی ایک عورت سے شادی کی وہ کچھ عرصہ تک فوت ہوگئی۔ پھر دوسری شادی کی وہ بھی فوت ہوگئی۔ پھر خواب میں دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر سے شادی کریں۔ شادی کر لی فاطمہ سے ابو طالب پیدا ہوئے۔ ایک وقت تک نور نبوی فاطمہ کے پیٹ تک منتقل نہ ہوا۔ تو ایک دن عبدالمطلب شکار سے بوقت دوپہر واپس ہوئے سخت پیاسے تھے۔ تو حطیم میں چشمہ جوش مارتا دیکھا اس کا پانی پی لیا۔ اس کی ٹھنڈک پیٹ میں محسوس کی اس وقت اپنی بیوی فاطمہ بنت عمر سے جماع کیا فاطمہ والد مصطفیٰ حضرت عبداللہ سے حاملہ ہوئی۔

جب حضرت عبداللہ اپنی والدہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب کو بڑی خوشی ہوئی شام کے ہر ایک یہودی عالم کو آپ کی ولادت کا پتہ چل گیا علماء یہود کے پاس جب بھی حرم شریف کا کوئی آدمی آتا اس سے حضرت عبداللہ کا حال پوچھتے کہ آپ کیسے ہیں حرم شریف کے آدمی بتاتے کہ ان کا چہرہ حسن و جمال و کمال سے چمکتا ہے علماء یہود کہتے یہ نور عبداللہ ابن عبدالمطلب کا نہیں یہ نور محمد ﷺ کا ہے جو ان کی پشت سے نکلیں گے جو بتوں کی پوجا کو ختم کریں گے۔ لات اور عزی کو باطل قرار دیں گے۔

حضرت کعب نے کہا حضرت عبداللہ تمام قریش سے زیادہ خوبصورت تھے قریش کی تمام عورتوں کو آپ سے محبت تھی یہاں تک کہ وہ چیز آپ کے وقت میں آئی جو یوسف علیہ السلام کو ان کے وقت میں آئی۔ (زرقانی ج ۱ ص ۱۱۰)

من جانب اللہ حضرت عبداللہ کی یہودیوں سے حفاظت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مدارج النبوۃ'' میں ذکر کیا

کہ یہودیوں نے آپ سے حسد کیا اور وہ آپ کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے تھے اور آپ سے غیبی امور دیکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ ایک دن شکار کیلئے نکلے ایک بھاری جماعت کو دیکھا جو شام سے نکلے جنہوں نے عبداللہ کی ہلاکت کیلئے تیز تلواریں میان سے نکالی ہیں یہودی ایسے وقت میں جنگل میں پہنچے کہ وھب زھری بھی اس وقت جنگل میں موجود تھے حضرت وھب زھری نے دیکھا کہ جنت کی سواریوں پر سوار ملائکہ کی جماعت غیب سے نمودار ہوئے۔ حضرت عبداللہ سے یہودیوں کو ہٹایا اور انہیں قتل کر دیا جب وھب زھری نے حضرت عبداللہ کی شان دیکھی تو وھب عبدالمطلب کے گھر گئے اور عبدالمطلب کی بیوی کو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی آمنہ کی شادی عبداللہ بن عبدالمطلب سے کر دوں وھب کے بعض دوستوں نے بھی شادی کی آرزو حضرت عبدالمطلب کو پہنچائی عبدالمطلب نیک پاکدامن حسب ونسب والی عورت کی تلاش میں تھے تو حضرت آمنہ کو ان تمام صفات سے متصف پایا تو ان کی حضرت عبداللہ کے ساتھ شادی کر دی۔

حضرت عبداللہ کی حضرت آمنہ سے شادی کا سبب

عبدالمطلب یمن آیا کرتے تھے یمن میں یمن کے عظما میں سے ایک عظیم آدمی کے پاس رہائش کرتے ایک مرتبہ اس بڑے آدمی کے پاس قیام کیا اس وقت اس کے پاس ایک کتابیں پڑھا ہوا آدمی تھا اس نے کہا عبدالمطلب آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کی ناک دیکھوں آپ نے کہا کہ قریب ہو کر دیکھ لو اس نے دیکھ کر کہا دو چیزیں دیکھتا ہوں نبوت اور ملک اور یہ دونوں ”منافین“ میں دیکھتا ہوں وہ عبد مناف بن قصی اور عبد مناف بن زھرہ ہیں جب یمن سے وہ واپس ہوئے تو اپنے بیٹے عبداللہ کو ساتھ لیا اپنی شادی ھالہ بنت وھیب سے کی اس بیوی سے حضرت حمزہ پیدا ہوئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے کر دی تو ان سے رسول ﷺ پیدا ہوئے۔

حضرت عبداللہ ذبیح ثانی کیوں کہلائے

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے زمزم کھودنے میں اپنے مددگار کم پائے منت مانی کہ اگر اللہ کریم ان کو دس بیٹے عطا کرے یہاں تک کہ وہ انہیں دیکھ لیں تو ان میں سے ایک اللہ کیلئے قربانی دیں گے۔

جب پورے دس بیٹے ہوئے سب مذکر تھے تو ان کو اپنی منت بتائی سب نے بات قبول کی اور کہا آپ اپنی منت پوری کریں اور جو چاہیں کریں تو عبدالمطلب نے ان میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ حضرت عبداللہ پر نکلا تو آپ کا ہاتھ پکڑا اور جائے ذبح کی طرف لے جا رہے تھے اور آپ کے پاس چھری تھی عبدالمطلب کی بیٹیاں رو پڑیں اور ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ بیٹے کیلئے عذر پیش کریں کہ حرم کے رہنے والے جو اونٹ چل پھر کر وقت گزارتے ہوں لے کر قرعہ اندازی کریں۔

تو حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں میں قرعہ اندازی کی گئی اس وقت آدمی کی دیت دس اونٹ تھی تو قرعہ حضرت عبداللہ پر نکلا عبدالمطلب دس دس اونت بڑھاتے رہے اور قرعہ اندازی کرتے رہے یہاں تک کہ سو اونٹ مکمل ہو گئے اور قرعہ اونٹوں کے نام نکلا حضرت عبدالمطلب اور دوسرے لوگوں نے اللہ اکبر کہا اور سو اونٹ پیش کر دیئے انہیں ذبح کیا۔

سب سے پہلے آدمی کی دیت سو اونٹ کا طریقہ آپ نے چلایا قریش اور عرب میں دیت یہی چلتی رہی اور رسول اللہ ﷺ نے اس دیت کو برقرار رکھا۔

(خصائص کبریٰ ج ا ص ۱۱۲)

عبداللہ کا حسن و جمال

یہ بات گزر چکی کہ عبداللہ تمام قریش سے زیادہ خوبصورت تھے حسن کی وجہ سے آپ کا چہرہ چمکتا تھا قریش کی تمام عورتوں کو آپ سے محبت تھی آپ کے حسن کی وجہ سے

آپ کے پاس نکاح کے پیغام آئے اور بعض عورتوں نے جماع کی خواہش کی جیسے کہ روایت کی گئی کہ حضرت عبداللہ کا گزر بنی اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت پر ہوا وہ اس وقت کعبہ شریف کے پاس تھی اس کا نام قتیلہ ہے رقیقہ بنت نوفل بھی کہا گیا اس نے کہا میں آپ کو سو اونٹ دیتی ہوں آپ ابھی میرا قرب کریں یہ خواہش اس نے اس لئے کہ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ میں نور نبوت دیکھا اس نے امید کی کہ اس نبی کریم کے ساتھ وہ حاملہ ہو۔ آپ نے فرمایا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں اس کا خلاف نہیں کر سکتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو لے کر نکلے تا کہ آپ کی شادی ہو عبداللہ کا گزر اہل تبالہ کی ایک کاہنہ پر ہوا جو یہود یہ تھی کتابیں پڑھی ہوئی تھی جس کو فاطمہ بنت مر الخثعمیہ کہا جاتا تھا اس نے حضرت عبداللہ کے چہرہ میں نور نبوت دیکھا اس نے کہا اے نوجوان کیا آپ ابھی میرا قرب کر سکتے ہیں میں آپ کو سو اونٹ دوں گی آپ نے فرمایا کہ حرام سے مر جانا آسان ہے وہ کام کیسے ہو سکتا ہے جو تم چاہتی ہو عزت والا اپنی عزت اور اپنا دین بچاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ اپنے والد کے ساتھ چلے گئے آپ کے والد نے آپ کی شادی آمنہ بنت وھب سے کر دی حضرت عبداللہ نے اپنی بیوی آمنہ کے پاس تین دن گزارے اور اس کے فوراً بعد اسی عورت فاطمہ کے پاس گئے اس نے کہا اے عبداللہ مجھ سے چلے جانے کے بعد آپ نے کیا کیا آپ نے فرمایا میرے والد نے میری شادی آمنہ بنت وھب سے کر دی میں نے تین دن اس کے پاس وقت گزارا فاطمہ نے کہا میں بری عورت نہیں۔ میں نے آپ کے چہرہ میں نور دیکھا میں نے چاہا وہ نور میرے نصیب ہو اور اللہ نے وہ نور اسے دیا جس کا نور مقدر ہے۔

(خصائص کبریٰ ج ا ص ۱۰۱)

وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی
اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے
سنا ہے کہ وہ دولت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

(حفیظ جالندھری)

ابو یزید مدنی سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ حضرت عبداللہ کا قبیلہ خثعم کی ایک عورت پر گزر ہوا اس نے آپ کی آنکھوں کے درمیان آسمان تک چمکتا ہوا نور دیکھا ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبداللہ انتہائی حسین تھے وہ ایک دن نکلے قریش کی عورتوں پر ان سے ایک عورت نے کہا کہ تم میں سے کون اس نوجوان سے شادی کرتی ہے کہ وہ اس نور کو حاصل کرے جو اس کی آنکھوں کے درمیان ہے میں نے اس کی آنکھوں کے درمیان نور دیکھا تو اس سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے شادی کر لی تو وہ رسول اللہ ﷺ سے حاملہ ہوئیں تین سو عورتیں اس غم میں فوت ہو گئیں کہ ان کو نور نبی حاصل نہ ہو سکا۔

خلقت النبی کا ذکر ہو چکا اب ولادت النبی کا ذکر ہوتا ہے ولادت النبی کیلئے حضور کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ضروری ہے۔

فصل ہشتم

ذکر آمنہ رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا قریش کی تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ حسین تھیں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا زیادہ اونچا مقام یہ ہے کہ آپ نور مصطفیٰ کا معدن ہیں۔ اللہ کے برگزیدہ محبوب کی والدہ ہیں شرف اور طہارت کا معدن ہیں اسی حقیقت کو اللہ کریم نے بیان فرمایا لقد جاء کم رسول من

انفسکم عظیم الشان رسول ان ہستیوں سے تشریف لائے جو مرتبہ میں تم سب سے زیادہ بزرگ ہیں اور بلند ہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہر عیب سے پاک ہیں تمام فضائل سے متصف ہیں خوبصورتی کے تمام لباسات سے مزین و آراستہ ہیں۔ آپ کی یہ شان تھی کہ جب آپ راستہ پر چلتیں اور پتھر پر قدم آتا تو پتھر قدرۃ الٰہیہ سے نرم ہو جاتا آپ کی شان یہ بھی تھی کہ آپ جب کنویں کی طرف جاتیں پانی کیلئے ڈول کی ضرورت نہ پڑتی کنواں جوش مارتا اور پانی آپ کے قدموں میں آ جاتا بحسب ضرورت نوش فرماتیں اور جتنا ضرورت ہوتا گھر پر لے جاتیں اور آپ کی شان یہ بھی تھی کہ جب دن کو آپ دھوپ میں چلتیں سورج کی شعائیں آپ پر نہ آتیں بلکہ اللہ کریم آپ پر بادل بھیج دیتا آپ کا مفصل ذکر چوتھے باب میں آتا ہے۔

حمل نبوی کے عجائب وغرائب

وہ خاص پندرہ چیزیں ہیں جن کا ذکر ہوتا ہے۔

نمبر ۱۔ ملکوت و جبروت میں اعلان۔

جب نطفہ زکیہ درہ محمدیہ نے بطن مادر میں قرار پکڑا۔ ملکوت میں اور معالم جبروت میں اعلان کیا گیا بلند قدس چوٹیوں کو معطر کر دو اور شرف کی اعلیٰ جہات کو خوشبودار بنا دو اور صوفیہ کی صاف صفوں میں عبادتوں کے مصلے اور جائے نماز بچھا دو۔ کہ بطن آمنہ میں مخفی نور منتقل ہو گیا۔ وہ آمنہ جو پر رونق عقل والی اور محفوظ فخر والی ہے۔ جسے اللہ نے جو قریب ہے دعا کا قبول کرنے والا ہے اس سیّد برگزیدہ محبوب کے ساتھ خاص کیا کیونکہ اس کا حسب ساری قوم سے افضل ہے اور جن کا پاکیزہ خلق ہے اور جو ستھری شاخ ہے اور جو ہر طرح پاکیزہ ہے۔

سہل بن عبداللہ تستری کا بیان

انہوں نے کہا جب اللہ نے محمد ﷺ کی بطن آمنہ میں تخلیق کا ارادہ فرمایا وہ

رجب کی جمعہ کی رات تھی اللہ تعالیٰ نے اس رات رضوان (جو کہ جنتوں کا خازن ہے) کو حکم دیا کہ جنت الفردوس کے دروازے کھول دو اور آسمانوں اور زمین میں پکارنے والے نے اعلان کیا کہ وہ نور جو مخفی خزانہ میں تھا جس سے نبی ھادی پیدا ہوں گے وہ اس رات بطن آمنہ میں قرار پکڑ رہا ہے جس بطن میں آپ کی پیدائش مکمل ہوگی اور وہ بشیر و نذیر بن کر جلوہ گر ہوں گے۔

نمبر۱۔ کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کی روایت ان کی روایت میں ہے کہ اس رات آسمان اور اس کے ٹکڑوں میں زمین اور اس کے بقعوں میں ندا کی گئی کہ وہ مخفی نور جس سے رسول اللہ ﷺ ہوں گے وہ اپنی والدہ کے بطن میں منتقل ہو چکا تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کیلئے خوشخبری ہو۔

نمبر۲۔ دنیا کے بتوں کا اوندھا ہونا۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اصبحت یومئذا اصنام الدنیا منکوسة دنیا کے تمام بت الٹے ہو گئے۔

نمبر۳۔ قحط کا دور ہونا۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قریش سختی میں تھے اور بڑی تنگی میں تھے زمین سرسبز ہو گئی اور درخت بار آور ہو گئے ہر طرف سے اللہ کے کرم کی خبر آئی اس سال کا نام رونق اور فتح والا سال رکھ دیا گیا یہ سال بہتر سے بہتر اور اچھائی اور خیر والا سال قرار پایا۔

امام قسطلانی نے فرمایا حمل والی رات کی یہ فضیلت ہے کہ ہر گھر منور ہو گیا ہر مکان میں نور داخل ہو گیا۔

نمبر۴۔ قریش کا ہر چوپایہ بول اٹھا کہ نبی ﷺ شکم مادر میں جلوہ گر ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حمل میں جب رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہوئے قریش کا ہر چوپایہ اس رات بول اٹھا کہ رب کعبہ کی قسم رسول

اللہ ﷺ شکم مادر میں تشریف لائے وہ دنیا کے امام ہیں۔

خصائص کبریٰ میں ہے کہ وہ دنیا کی امان ہیں اور دنیا والوں کے چراغ ہیں۔

نمبر ۵۔ بادشاہوں کے تختوں کا الٹا ہونا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حمل والی رات دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت الٹے ہو گئے۔

نمبر ۶۔ بادشاہوں کی زبان کا بند ہو جانا۔

زرقانی میں ہے کہ حمل والی رات تمام بادشاہ گونگے ہو گئے اس دن بالکل نہ بول سکے۔

نمبر ۷۔ وحشی جانوروں کا خوشخبری لے کر دوڑنا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مشرق کے وحشی جانور مغرب کے وحشی جانوروں کو خوشخبریاں دے رہے تھے کہ رحمۃ للعالمین نبی بطن مادر میں جلوہ گر ہو گئے۔

نمبر ۸۔ دریائی جانوروں کا خوشی منانا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دریا کے جانور بعض دوسرے بعض کو خوشخبری دینے کیلئے دوڑے جا رہے تھے۔

نمبر ۹۔ حمل کے ہر مہینہ میں زمین و آسمان میں اعلان۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کے حمل کے ہر مہینہ میں زمین اور آسمان میں اعلان ہوا کہ وہ وقت قریب آ گیا کہ ابو القاسم مبارک بن کر ظہور فرمائیں۔

نمبر ۱۰۔ ولادت نبی والے سال تمام عورتوں کا مذکر اولاد سے حاملہ ہونا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ نے اس سال دنیا کی تمام عورتوں کو اجازت دی کہ وہ مذکر سے حاملہ ہوں رسول ﷺ کی شان کے اظہار کیلئے تاکہ خوشی سب کیلئے عام ہو۔

نمبر ۱۱۔ آپ کی والدہ کا حمل کے وقت نور دیکھنا کہ وضع حمل کے وقت نور ظاہر ہوا۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳ پر ہے عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جبکہ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر تیار ہو رہا تھا اور میں تمہیں اس بات کی خبر دیتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو اس نے دیکھا اور اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی مائیں خواب دیکھتیں ہیں“۔

بیشک رسول ﷺ کی والدہ نے وضع حمل کے وقت نور دیکھا جس کی روشنی میں شام کے محل روشن ہو گئے۔

خالد بن معدان اصحاب رسول سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا یارسول آپ ہمیں اپنی خبر دیجئے آپ نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہوں اور میری ماں نے دیکھا جبکہ وہ حاملہ ہوئیں کہ آپ سے نور نکلا جس کی روشنی سے شام کی زمین سے شہر بُصریٰ منور ہو گیا۔

امام سیوطی نے کہا یہ اس خواب کا دیکھنا ہے جو حمل میں واقع ہوا۔

ابن کثیر نے کہا آپ کی والدہ نے نبی پاک علیہ السلام کے حمل میں آتے ہی دیکھا کہ آپ سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں شام کے محل روشن ہو گئے پھر جب نبی پاک علیہ السلام کو جنا ظاہر باہر اس خواب کی تعبیر دیکھی۔

نمبر ۱۲۔ سونے کی تختی والا خواب۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت آمنہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ آپ کو کہا گیا کہ ”تیرے حمل میں وہ ہستی جلوہ گر ہے جو تمام مخلوق سے بہتر ہے جب تم اسے جنو اس کا نام احمد اور محمد رکھو اور یہ تختی ان کے گلے میں ڈال دو“ جب آپ بیدار ہوئیں تو آپ کے سر کے قریب ایک سونے کی ٹکڑی تھی جس پر لکھا تھا اُعِیذُہٗ بالواحد من شر کل حاسد میں واحد ذات کی برکت سے ہر حاسد کی برائی سے پناہ

مانگتا ہوں۔

محمد ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت آمنہ بنت وھب رسول ﷺ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ جب مجھے آپ کا حمل جلوہ گر ہوا۔

کہا گیا ''تو اس امت کے سردار (اور ایک روایت میں ہے کہ تو اس امت کے نبی) سے حاملہ ہوئی۔

نمبر ۱۳۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے خوشخبری۔

روایت کی گئی کہ قریش کی عورتوں نے جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے خواب سنے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی گردن اور آپ کے ہاتھ میں لوہا لٹکا دیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جو فرماتے ہیں کہ بیٹی تیرے حمل میں سیّد الانبیاء ہیں اور تو نے لوہے کی ٹکڑی پہنی ہے لوہے سے پرہیز کرو اور بزرگ نے گردن والی چیز اور ہاتھ والی چیز کی طرف اشارہ فرمایا گردن اور ہاتھ والی چیزیں ٹوٹ گئیں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کون ہیں بزرگ نے کہا میں اللہ کا خلیل ابراہیم علیہ السلام ہوں۔

نمبر ۱۴۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو انبیاء علیہم السلام کی طرف سے خوشخبریاں

حمل کے پہلے مہینہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں بشارت دی کہ بیٹی تیرے حمل میں تمام جہان سے بہتر ہستی ہیں۔

دوسرے مہینہ میں خواب میں ادریس علیہ السلام نے زیارت کرائی اور فرمایا کہ بیٹی تیرے حمل میں بلند مرتبہ ہستی ہیں۔

تیسرے مہینے میں نوح علیہ السلام نے زیارت کرائی اور بشارت دی کہ بیٹی تیرے حمل میں فتح ونصرت سے معزز ہستی تشریف فرما ہیں۔

چوتھے مہینہ میں ابراہیم علیہ السلام نے انہیں زیارت کرائی اور فرمایا کہ بیٹی تیرے حمل میں عزت ووقار عظمت وکرامت والی ہستی جلوہ گر ہے۔

پانچویں مہینے میں انہیں اسماعیل علیہ السلام نے زیارت کرائی اور بشارت دی کہ بیٹی تیرے حمل میں صاحب اسلام ہیبت اور دبدبہ والی ہستی ہیں۔

چھٹے مہینہ میں ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام آئے اور بشارت دی کہ بیٹی تو قلب سلیم والے فضل وعظمت والے نبی سے حاملہ ہے۔

ساتویں مہینہ میں داؤد علیہ السلام نے زیارت کرائی اور بشارت دی کہ بیٹی تو لواء الحمد والے اور مالک حوض اور مقام محمود والے نبی سے حاملہ ہے۔

آٹھویں مہینہ میں آپ کے پاس سلیمان علیہ السلام آئے اور بشارت دی کہ بیٹی تو آخری نبی کی ذات پاک سے حاملہ ہوچکی۔

نویں مہینہ میں آپ کے پاس عیسیٰ علیہ السلام آئے اور بشادت دی کہ بیٹی تیرے حمل میں وہ ہستی ہیں جن کا چہرہ دلکش ہے جن کی زبان فصیح ہے جن کا دین صحیح ہے۔

النعمة الکبری لابن حجر مکی هیتمی۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۰۳)

نمبر ۱۵۔ بوجھ محسوس نہ کرنا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حاملہ ہوئی۔ میں نے آپ کے دنیا میں جلوہ گر ہونے تک آپ کی مشقت محسوس نہ کی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں آپ فرماتی ہیں کہ مجھے آپ کے حمل کا پتہ نہ چلا اور نہ آپ کا وزن پایا۔ جیسے کہ عورتیں وزن پاتی ہیں۔ ہاں اتنی بات میں بری سمجھتی کہ حیض نہ آیا کبھی حیض اٹھتا بھی تھا اور واپس بھی ہوتا تھا ابن عائذ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے بطن عفت میں مکمل ۹ مہینہ رہے آپ کو نہ درد کی شکایت ہوئی نہ اپھارہ کی۔ نہ ہوا کی نہ وہ تکلیف جو حمل والی عورتوں کو لاحق ہوتی ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ نبی پاک علیہ السلام کی والدہ آمنہ

رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ میرے اس بیٹے کی شان ہے میں اپنے بیٹے کے ساتھ حاملہ تھی وہ مجھ پر انتہائی خفیف تھے اور بڑی برکت والے تھے۔

اگر تم کہو کہ شداد بن اوس کی روایت اس کے خلاف ہے ان سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپ اور اپنی والدہ کا پہلا بیٹا میں ہی تھا اور میری والدہ جب مجھ سے حاملہ ہوئیں تو دوسری عورتیں جو ثقل اور وزن محسوس کرتی ہیں میری والدہ نے ان کی بہ نسبت زیادہ ثقل محسوس کیا تو اس روایت اور باقی روایات میں تعارض ہوا تو جواب یہ ہے کہ ثقل ابتداء میں تھا خفت بعد میں ہوئی تو دونوں حالتیں خلاف عادت ہو گئیں۔

مواہب اللدنیہ ۱۰۷ ابو جعفر محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جب رسول ﷺ کے ساتھ حاملہ تھیں ان کو حکم دیا گیا کہ حمل والی ہستی مبارکہ کا نام نامی اسم گرامی احمد رکھے۔

ابن کثیر نے کہا کہ پیارے آقا والدہ کے شکم مبارک میں تھے کہ آپ کے والد عبداللہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت عبداللہ کی عمر جبکہ فوت ہوئے پچیس سال تھی جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد عبداللہ فوت ہوئے فرشتوں نے کہا اے ہمارے معبود اور ہمارے آقا تیرا یہ نبی یتیم ہو گیا اللہ کریم نے فرمایا آپ کا مددگار اور محافظ اور نصیر میں ہوں۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۰۶)

فصل نہم

میلاد والی رات کی برکات اور عجائب

آسمان کی حفاظت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شیاطین آسمانوں سے روکے نہ جاتے ان میں داخل ہوتے تھے اور زمین میں ہونے والی خبریں فرشتوں سے سنتے آکر کاہنوں کو

بتا دیتے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تین آسمانوں سے روکے گئے اور وھب سے روایت ہے کہ چار آسمانوں سے روکے گئے اور جب رسول ﷺ پیدا ہوئے تمام آسمانوں سے روکے گئے آسمانوں کی شہاب کے ذریعہ سخت حفاظت کی گئی تو جو شیطان پہلے آسمان کے قریب ہونا چاہتا ہے فرشتوں کی بات سننے کیلئے تو اسے آگ کا شعلہ بنا کر پھینک دیا جاتا ہے۔

نجم احمد کا طلوع

حسان بن ثابت سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا سات یا آٹھ سال کا اچانک ایک یہودی بوقت صبح اپنے ٹیلہ پر چیخ رہا ہے کہہ رہا ہے اے یہود کے گروہ سب اس کے پاس جمع ہو گئے میں سن رہا تھا یہود نے کہا آپ کو کیا ہوا اس نے کہا احمد کا ستارہ طلوع ہو چکا جو اسی رات اس نبی کی پیدائش کی نشانی ہے۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۶۷، مواہب اللدنیہ ص ۱۲۰)

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو محمد ﷺ کی تشریف آوری کے وقت کی خبر دی اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خبر دی کہ وہ مشہور ستارہ جس کا نام تمہارے نزدیک فلاں ہے جب وہ حرکت کرے اور اپنی جگہ سے چل پڑے وہ محمد ﷺ کے ظہور کا وقت ہے۔

ابو مالک بن سنان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن بنی عبد الاشہل کے پاس آیا تا کہ ان کی مجلس میں کوئی بات کروں اس وقت ہم میں جنگ کا سکون تھا میں نے یوشع یہودی سے سنا وہ کہتا تھا کہ اس نبی کے ظہور کا وقت ہو گیا جن کا نام نامی احمد ہے جو حرم سے جلوہ گر ہوں گے۔

ابو مالک بن سنان نے کہا کہ میں نبی قریظہ کے پاس آیا میں نے ایک جماعت کو پایا انہوں نے نبی ﷺ کا ذکر کیا ان سے زبیر بن بطا نے کہا کہ سرخ ستارہ طلوع

ہو چکا جو کسی نبی کی تشریف آوری کیلئے نکلتا ہے اور نبی سب آ چکے فقط احمد باقی ہیں اور یہی ان کی ہجرت گاہ ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۶۷)

ام سعد بنت سعد بن ربیع سے روایت ہے کہ میں نے زید بن ثابت سے سنا جو کہتے تھے کہ علماء یہود بنی قریظہ اور نضیر صفت نبی کا ذکر کرتے تھے جب خاص ستارہ طلوع ہوا انہوں نے اپنی قوم کو خبر دی جو آج رات پیدا ہوں گے وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کا نام احمد ہے اور آپ کی ہجرت گاہ مدینہ ہے جب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ انکار کیا، حسد کیا، کفر کیا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۶۸)

اسامہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے کہا زید بن عمرو بن نفیل نے کہا کہ مجھے شام کے علماء یہود میں سے ایک عالم نے کہا کہ تیرے شہر میں نبی ظاہر ہو چکا یا ظاہر ہونے والا ہے جس کا ستارہ نکل چکا۔ تو چلا جا ان کی تصدیق کر اور ان کی پیروی کر۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک یہودی مکہ میں رہا کرتا تھا جب وہ رات آئی جس کی صبح میں رسول ﷺ پیدا ہونے والے تھے اس نے کہا اے قریش کا گروہ کیا تم میں آج رات کوئی بچہ پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے اس نے کہا تو دیکھو اس رات اس امت کا نبی پیدا ہو چکا جس کے دو کندھوں پر علامت ہے تو یہودی مدینہ پھرے اور بچہ کے متعلق سوال کیا ان کو کہا گیا کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب کا بیٹا پیدا ہوا تو یہودی لوگوں کو ساتھ لیکر آپ کی والدہ کے پاس پہنچا تو آپ کی والدہ آپ کو نکال لائیں جب یہودی نے علامت نبوۃ دیکھی بیہوشی ہو کر گر پڑا اور اس نے کہا بنی اسرائیل سے نبوت نکل گئی اللہ کی قسم وہ تم پر ایسے غالب ہوں گے کہ ان کی نبوت کی خبر مشرق اور مغرب میں پہنچے گی۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۲۰، البدایہ والنہایہ ص ۲۶۷)

بتوں کا اوندھا ہونا

عمر بن قتیبہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ

جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی ولادت قریب ہوئی تمام بت اُلٹے ہو گئے عبدالمطلب سے روایت ہے کہ اس وقت جب کہ ولادت ہوئی میں کعبہ شریف میں تھا میں نے دیکھا کہ تمام بت اپنی جگہوں سے گرے اور سجدہ میں جا پڑے اور میں نے کعبہ شریف کی دیوار سے سنا کہ مصطفیٰ پیدا ہوئے جو مختار ہیں جن کے ہاتھوں کافر ہلاک ہوں گے اور کعبہ بتوں کی پوجا سے پاک ہو جائے گا اور وہ نبی اللہ کی عبادت کا حکم کریں گے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

عروہ سے روایت ہے کہ قریش کا ایک گروہ ۱۔ ورقہ بن نوفل، ۲۔ زید بن عمرو بن نفیل ۳۔ عبید اللہ بن جحش ۴۔ عثمان بن حویرث اپنے ایک بت کے پاس تھے وہ بت جس کے پاس وہ جمع ہوا کرتے تھے ایک رات وہ اس بت کے پاس گئے اس کو منہ کے بل پر گرا ہوا دیکھا انہوں نے بت کو پکڑ کر سیدھا کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ پھر الٹا ہو گیا انہوں نے پھر سیدھا کر دیا تیسری بار پھر گر پڑا۔ عثمان بن حویرث نے کہا یہ کسی حادثہ کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے بت کو پکڑ کر سیدھا کر دیا جب وہ بت سیدھا ہو گیا تو بت سے بلند آواز سے ھاتف نے آواز دی کہ یہ بت اس بچے کی ولادت سے گرتا ہے جس کے نور سے تمام روئے زمین مشرق و مغرب منور ہو گئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۹)

اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ ابن نوفل دونوں ذکر کرتے ہیں کہ وہ دونوں ابرھہ کے مکہ سے واپس آنے کے بعد نجاشی کے پاس آئے انہوں نے کہا جب ہم نجاشی کے پاس گئے۔ اس نے کہا اے قریشیو سچ بتاؤ کہ کیا تمہارے ملک میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا جس کے باپ نے اس کے ذبح کا ارادہ کیا ہو اور اس پر پیالوں کی قرعہ اندازی ہوئی ہو اور وہ بچ گیا ہو اور اس کی بدلے

کافی اونٹ ذبح کیے گئے ہوں۔ ہم نے کہا ہاں۔ نجاشی نے کہا تمہیں علم ہے کہ اس نے کیا کیا ہم نے کہا اس نے عورت سے شادی کی جسے آمنہ کہا جاتا ہے وہ اسے حاملہ چھوڑ کر انتقال کر گئے نجاشی نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ آمنہ کا بیٹا ہوا یا نہیں ورقہ بن نفل نے کہا بادشاہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں ایک رات میں نے اپنے ایک بت کے پاس گزاری کہ بت کے پیٹ سے غیبی پکارنے والا بولتا تھا میں نے اس کی بات سنی وہ کہتا تھا۔ نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے آپ نے بادشاہوں کو ذلیل کر دیا اور گمراہی کو دور کر دیا اور شرک کی پیٹھ پھیر دی۔ پھر بت سر کے بل گر پڑا۔

زید نے کہا اے نجاشی میرے پاس بھی اسی قسم کی خبر ہے میں اس رات گھر سے نکلا ابو قبیس پہاڑ پر آیا۔ میں نے ایک مرد دیکھا جو آسمان سے اترتا ہے جس کے دو سبز پر ہیں وہ اس پہاڑ پر آ کر ٹھہر گیا پھر اس نے مکہ کی طرف رخ کیا اس نے کہا شیطان ذلیل ہوا۔ بت ختم ہو گئے۔ امن والے نبی پیدا ہو گئے۔ پھر اس نے وہ کپڑا پھیلایا جو اس کے ساتھ تھا اور مشرق و مغرب میں وہ کپڑا بچھا دیا گیا اور وہ کپڑا تمام روئے زمین کیلئے کافی ہو گیا اور ایسا نور چمکا قریب تھا کہ میری بینائی کو ختم کر دیتا جو میں نے دیکھا اس سے مجھ پر ڈر طاری ہوا وہ غیبی ھاتف تھرتھراتا ہوا کعبہ پر گر پڑا اور اس کا نور چمکا جس سے ملک عرب منور ہو گیا اور اس نے کہا زمین پاکیزہ ہو گئی اور اس نے اپنا پھل دیا اور اس نے ان بتوں کی طرف اشارہ کیا جو کعبہ پر تھے تو وہ سب گر گئے۔

نجاشی نے کہا جو میں نے دیکھا میں بھی تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں جس رات کا تم ذکر کرتے ہو میں اس رات اپنے قبہ میں علیحدگی میں سو رہا تھا اچانک زمین سے ایک گردن نکلی اور ایک سر نکلا۔ سر کہتا تھا فیل والے ہلاک ہوئے۔ ابابیل پرندوں نے ان پر پتھر کی کنکریاں پھینکیں ابرھہ زیادتی کرنے والا مجرم ختم ہو گیا۔ نبی امی حرم کے اور مکہ کے رہنے والے پیدا ہو گئے۔ جس نے آپ کی بات قبول کی نیک بخت ہوا' اور جس

نے آپ کی بات سے انکار کیا سرکش ہوا۔ پھر وہ سرزمین میں داخل ہو کر غائب ہو گیا میں نے بات کا ارادہ کیا تو بول نہ سکا۔ کھڑے ہونا چاہا تو کھڑا نہ ہو سکا میرے پاس میری بیوی آئی میں نے اسے بتایا کہ میں نے حبشہ کی بادشاہی کا ارادہ ترک کیا تو اب زبان بھی درست ہو گئی اور پاؤں بھی۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۳۰)

تین دن کعبہ شریف وجد

عمرو بن قتیبہ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کی ولادت پر تین دن اور رات کعبہ شریف وجد کرتا رہا اور کعبہ شریف سے آواز آتی تھی کہ اب مجھ پر نور کی برسات ہو گی اب میرے زیارت کرنے والے آئیں گے اب میں جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہو جاؤں گا۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۸)

ایوان کسریٰ میں زلزلہ

مخزوم بن ھانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رات جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۸، البدایہ والنہایہ ص ۲۶۸، مواہب اللدنیہ ص ۱۲۱)

ستون مکہ میں قائم ہو گئے جب دین بیضا کے
گرے غش کھا کے چودہ کنگرے ایوانِ کسریٰ کے۔

کسریٰ کا محل بہت مضبوط تھا جو بڑے پتھروں اور جص سے بنا تھا جس میں کلہاڑے وغیرہ کام نہیں کر سکتے تھے جس کی بنا میں وہ بیس سال لگا رہا جب یہ عمارت شب ولادت پھٹی اس کی سخت ڈراوئی آواز۔ پیدا ہوئی محل کا پھٹنا کسی خلل کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اللہ کریم نے چاہا کہ اس کا پھٹنا ایک نشانی ہو جو روئے زمین پر باقی ہو۔

فارس کی آگ کا بجھنا

مخزوم بن ھانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ رات ہوئی جس

میں رسول ﷺ پیدا ہوئے فارس کی آگ بجھ گئی جو ہزار سال سے نہیں بجھی تھی۔

سر فاران لہرانے لگا جب نور کا جھنڈا
ہوا اک آہ بھر کر فارس کا آتش کدہ ٹھنڈا

علامہ حلبی نے کہا کہ فارس کی آگ بجھ گئی حالانکہ اس کے خدام اسے روشن کرتے تھے صاحب فارس نے لکھا کہ اس رات آگ کے تمام گھر بجھ گئے جن کو ہزار سال گزر چکا تھا کہ وہ نہیں بجھے تھے اہل فارس کی آگ من جانب اللہ بجھائی گئی تا کہ ان کو غم ہو اور بڑی آزمائش ہو کیونکہ آگ ان کا معبود تھی جس کے ختم ہونے سے ان کو عظیم صدمہ ہوا۔

بحیرہ طبریہ کے پانی کا خشک ہونا

بحیرہ طبریہ شام میں ہے امام زرقانی نے کہا کہ اس کے اور صخرہ بیت المقدس کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے بحیرہ کا طول دس میل ہے اور عرض چھ میل ہے بعض علماء نے لکھا ہے کہ جس دریا کا پانی خشک ہوا وہ بحیرہ طبریہ ہے بعض نے کہا وہ بحیرہ ساوہ ہے امام زرقانی نے کہا صحیح یہ ہے کہ جس دریا کا پانی خشک ہوا وہ بحیرہ ساوہ ہے دونوں کے پانی کا ختم ہونا احادیث سے ثابت ہے۔

البدایہ والنہایہ ص ۲۶۸ پر ہے **عن مخزوم بن هانی عن ابیه قال لما كانت الليلة التي ولد فيها رسول الله ﷺ ارتجس ايوان كسرىٰ وسقطت منه اربع عشرة شرفةً وخمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذالك بالف عام وغاضت بحيرة ساوة الخ**

مخزوم بن ھانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ رات آئی جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور فارس کی آگ بجھ گئی جس کو ہزار سال گزر چکا تھا جو اس سے پہلے

کبھی نہیں بجھی تھی اور بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔

بحیرہ طبریہ بالکل خشک نہ ہوا کچھ پانی چلتا رہا۔ بحیرہ ساوہ بالکل خشک ہو گیا اس کی جگہ شہر ساوہ بنا دیا گیا جو ابھی تک باقی ہے جس نے یہ کہا کہ بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا اس کی مراد یہ ہے کہ اس میں ایسی کمی ہوئی جس قسم کی کمی عرصہ دراز میں بھی نہیں ہوتی یا اس کے خشک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ تو خشک ہو گیا پھر بارش والے چشموں کی مدد سے چل پڑا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۱۲۱)

فارس کے چشموں کے پانی کا ختم ہونا ہے

ان چشموں کا پانی اس عظیم الشان نبی کے وجود اور آپ کے ظہور کی وجہ سے ختم ہوا۔

آسمان اور جنت کے دروازے کھولنے کا حکم

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رسول ﷺ کی ولادت کا وقت قریب ہوا اللہ کریم نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام آسمانوں اور تمام بہشتوں کے دروازے کھول دو۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۱۱، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۷)

ہر درخت کا میلاد والی رات بار آور ہونا

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی ولادت والی رات ہر درخت کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ بار آور ہو اور ہر خوف کو حکم دیا کہ وہ امن ہو جائے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۷)

ہر آسمان میں ستون کا قائم کرنا

حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی ولادت والی رات ہر آسمان میں دو قسم کے ستون قائم ہوئے۔ ایک ''زبرجد'' کا دوسرا ''یاقوت''

کا ستون چمک رہا ہے ولادت کی خوشی میں جو ستون قائم ہوئے وہ آسمان میں مشہور ہیں اسراء والی رات حضور ﷺ نے انہیں دیکھا کہا گیا یہ وہ ستون ہیں جو آپ کی ولادت کی خوشی میں لگائے گئے تھے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۸)

تین جھنڈوں کا نصب ہونا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے آپ کی ولادت والی رات تین جھنڈے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ شریف کی چھت پر۔

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۱۲، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۰)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ریشم سندس کا ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کی شاخ پر ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان میں لگایا گیا اس جھنڈے کے سر سے نور چمکتا ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۱، ۱۲۲، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۶)

سفید ریشمی چادر کا زمین و آسمان کے درمیان قائم کرنا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کی ولادت والی رات میں نے سفید ریشم کی چادر دیکھی جو زمین اور آسمان کے درمیان قائم کی گئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۹)

سورج کو عظیم نور سے آراستہ کرنا

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ولادت والی رات کے دن کو نور عظیم سے خوبصورت بنایا گیا اور اس کے سر پر ستر ہزار حوریں قائم کی گئیں وہ محمد ﷺ کی ولادت کا انتظار کرتی ہیں۔

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کی ولادت والی رات نہر کوثر کے کنارہ پر اذفر کستوری کے ستر ہزار درخت اگائے جن کے پھل جنتیوں کی دھونیاں ہوں گی۔

یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی امید کی خاطر
یہ ساری کاہشیں تھیں ایک صبح عید کی خاطر
مشیت تھی کہ یہ سب کچھ تہِ افلاک ہونا تھا
یہ سب کچھ ایک دن نذر شہ لولاک ہونا تھا
نئے سر سے فلک نے آج بخت نوجواں پایا
خزاں دیدہ زمین پر دائمی رنگِ بہار آیا
ادھر سطح فلک پر چاند تارے رقص کرتے تھے
ادھر روئے زمین کے نقش بنتے تھے سنورتے تھے
جہاں میں جشن صبح عید کا سامان ہوتا تھا
ادھر شیطان تنہا اپنی ناکامی پہ روتا تھا

(حفیظ جالندھری)

نثار تیری چہل پہل پہ اے ربیع الاوّل
سوائے ابلیس لے اور بھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

(مفتی احمد یار سالک نعیمی)

شیطان کو زنجیروں سے جکڑنا

عن عمرو بن قتیبه قال اخذ الشیطان فغل سبعین غلا والقی منکوسا فی لجة البحر الخضراء وغلت الشیاطین والمردة۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۶)

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا شیطان پکڑا گیا ستر زنجیروں

سے جکڑا گیا اور سبز رنگ کے دریا کی تہ میں الٹا لٹکا دیا گیا اور تمام شیطان اور سرکش جن باندھ دیئے گئے۔

علامہ ابن کثیر نے کہا شیطان چار مرتبہ رویا۔ نمبر۱۔ جب اسے ملعون بنایا گیا۔ نمبر۲۔ جب وہ جنت سے نکالا گیا نمبر۳ جب نبی پاک ﷺ کی ولادت ہوئی نمبر۴ جب سورۃ فاتحہ اتاری گئی۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۶۸)

پہاڑوں اور دریاؤں کی خوشی

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رسول ﷺ کی ولادت قریب ہوئی خوشی سے دنیا کے پہاڑ دراز ہو گئے۔ دریاؤں کا پانی بلند ہو گیا سما نہیں سکتا تھا دریائی جانوروں نے خوشیاں منائیں۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۷)

فصل دہم

نبی پاک ﷺ کی پیدائش اور خصوصیات

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے نفاس و دردزہ کی بات بیان کرتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ جو حالت دوسری عورتوں کو لیتی ہے وہ مجھے لاحق نہ ہوئی قوم کے کسی آدمی کو میرا پتہ نہیں۔ میں نے سخت شہنائی سنی اور عظیم امر۔ مجھے اس سے تعجب لاحق ہوا میں نے دیکھا سفید پرندہ کے پر نے میرے دل پر مسح کیا ہر رعب اور ہر درد جو میں پاتی تھی وہ مجھ سے دور ہو گیا پھر میں نے توجہ کی تو میرے لئے خاص سفید دودھ تھا میں پیاسی تھی میں نے وہ دودھ پی لیا تو میرے لئے بلند نور روشن ہوا پھر میں نے لمبے قد کی عورتیں دیکھیں گویا کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہیں جو مجھے اشارہ کرتی تھیں۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۹)

میں اس بات سے تعجب کر رہی تھی اور اللہ سے مدد مانگ رہی تھی کہ انہوں نے مجھے کیسے جان لیا انہوں نے کہا ہم آسیہ فرعون کی عورت اور مریم عمران کی بیٹی ہیں اور یہ حورعین ہیں۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۱۲)

اور اچانک ایک کہنے والا کہتا ہے کہ حضور کو لوگوں کی آنکھوں سے لے لو میں نے مرد دیکھے جو ہوا میں ٹھہرے ہوئے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے کوزے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک جماعت آ گئی جنہوں نے میرے حجرے کا احاطہ کر لیا ان کی چونچ زمرد کی اور پر یاقوت کے ہیں اللہ نے میری نگاہ سے پردہ اٹھایا کہ میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا مجھ سے پسینہ کے قطرات ٹپک رہے تھے انار کے دانہ کی طرح جس کی خوشبو ازفر کستوری سے زیادہ پاکیزہ تھی میں عورتوں کے کندھوں پر سہارا پکڑ رہی تھی اور ان کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھ رہی تھی گویا کہ وہ ابتدا ہی سے گھر میں میرے ساتھ تھیں کسی دوسری چیز کو میں نہیں دیکھتی تھی تو اس حال میں میں نے محمد ﷺ کو جنا۔

وہ دن آیا کہ پورے ہو گئے تورات کے وعدے
خدا نے آج ایفا کر دیئے ہر بات کے وعدے

مرادیں بھر کے دامن میں مناجات زبور آئی
سحر کی روشنی پڑھتی ہوئی آیات نور آئی
نظر آئی بالآخر معنیٔ انجیل کی صورت
ودیعت ہوگئی انسان کو تکمیل کی صورت

(حفیظ جالندھری)

ولادت کے وقت کے عجائب

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کریم نے ولادت مصطفیٰ کے وقت ملائکہ کو حاضری کا حکم فرمایا ملائکہ اترے ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے تھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۷)

بجائی بڑھ کے اسرافیل نے پرکیف شہنائی
ہوئی فوج ملائک جمع زیر چرخ مینائی
ندا آئی دریچے کھول دو ایوان قدرت کے
نظارے خود کریگی آج قدرت شان قدرت کے

یکایک ہوگئی ساری فضا تمثال آئینہ
نظر آیا معلق عرش تک اک نور کا زینہ
خدا کی شان رحمت کی فرشتے صف بہ صف اترے
پرے باندھے ہوئے سب دین ودنیا کے شرف اترے

سحاب نور آکر چھا گیا مکے کی بستی پر
ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر
ہوا عرش معلےٰ سے نزول رحمت باری
تو استقبال کو اٹھی حرم کی چار دیواری

مبارک ہو کہ دور راحت و آرام آ پہنچا
نجات دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا
مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

بصد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی
ندا ہاتف کی گونج اٹھی زمینوں آسمانوں میں
خموشی دب گئی اللہ اکبر کی اذانوں میں

حریم قدس سے میٹھے ترانوں کی صدا گونجی
مبارکباد بن کر شادیانوں کی صدا گونجی
بہرسو نغمہ صلِ علیٰ گونجا فضاؤں میں
خوشی نے زندگی کی روح دوڑا دی ہواؤں میں
فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

(حفیظ جالندھری)

بوقت ولادت نور کا ظہور

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کی والدہ نے ولادت کے وقت نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۴)

اور ابن عباس کی روایت ہے کہ جب میرے بیٹے کی ولادت ہوئی تو مشرق و مغرب آپ کے نور سے منور ہو گئے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۶۴، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۱۵)

آپ کی خادمہ شفاء بنت عمرو کا بیان

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اپنی والدہ شفاء بنت عمرو سے روایت کرتے ہیں جب آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھ پر جلوہ گر ہوئے تو آپ نے لا الہ الا اللہ پڑھا میں نے سنا کہ کہنے والا جواب میں کہتا تھا کہ اللہ کریم آپ پر رحم فرمادے آپ کا رب آپ پر رحم کرے شفا نے کہا میرے لئے از مشرق تا مغرب تمام دنیا منور ہو گئی یہاں تک کہ میں نے روم کے بعض محل دیکھے۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۶۴، مواہب اللدنیہ ص ۱۱۹، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۷)

عثمان ابن ابی العاص کی والدہ کا بیان

عثمان ابن ابی العاص سے روایت ہے انہوں نے کہا میری والدہ نے مجھے بیان کیا کہ جب آمنہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی میں نے گھر میں نور ہی نور دیکھا۔ میں ستاروں کو دیکھتی جو قریب ہو رہے تھے یہاں تک کہ میں کہتی کہ وہ مجھ پر گر جائیں گے جب میں نے آپ کو جنا تو آپ سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ کمرہ اور کمرہ کا صحن منور ہو گیا۔ (البدایہ والنہایہ ص۲۶۴، مواہب اللدنیہ ج۱ص۱۱۶، خصائص کبریٰ ج۱ص۱۱۳)

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ کا بیان

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین انہوں نے کہا جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے دنیا نور سے بھر گئی۔ (خصائص کبریٰ ج۱ص۱۸)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے کل روئے زمین نور سے منور ہو گئی۔ (خصائص کبریٰ ج۱ص۱۲۷)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بیان

تفوح منه رائحة المسلك فوضعت يدى علىٰ صدره فتبسم ضاحكا وفتح عينيه الى فخرج منهما نور حتى دخل عنان السماء وانا انظر فقبلته بين عينيه۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۰۵)

آپ سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھا آپ خوش ہو کر مسکرائے اور آنکھیں کھولیں دونوں آنکھوں سے بہت بڑا نور نکلا عنان سما تک جا پہنچا یہ نظارہ میں نے اپنی آنکھوں دیکھا تو میں نے آپ کی پیشانی چومی۔

نبی کریم ﷺ کی ولادت والی رات جو ریشم کا جھنڈا قائم کیا گیا اس کی اصل

سے بھی ایسا نور چمکا جو آسمان تک پہنچا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۲۲)

بوقت ولادت محبوب کے چہرہ کی شان

قالت ثم نظرت الیه ﷺ فاذا هو کالقمر لیلة البدر ریحه یسطع کالمسك الاذفر۔ (مواہب اللدنیہ ص ۱۱۵)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ولادت کے بعد میں نے آپ کو دیکھا آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا آپ کی خوشبو اذفر کستوری کی طرح مہکتی تھی۔

زمین سے قدرۃ الٰہیہ کے ساتھ پانی کا پیدا ہونا

ثم ضرب الارض ضربة فاذا هو بماء اشد بیاضاً من اللبن فغمسه، فی ذالك الماء ثلاث غمسات وما من مرة یخرجه، الا رأیت ضوء وجهه کالشمس الطالعة ولقد رأیت بریق وجهه یقع علیٰ قصور الشام کوقوع الشمس۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۶)

پیارے آقا کے غسل کیلئے فرشتہ نے زمین پہ پر مارا تو دودھ سے زیادہ سفید پانی نکلا تو پیارے آقا کو تین مرتبہ اس پانی میں داخل کیا ہر مرتبہ جب آپ کو فرشتہ پانی سے نکالتا میں آپ کے چہرہ کی روشنی ایسے دیکھتا جیسے کہ سورج چڑھ چکا اور آپ کے چہرہ کی چمک شام کے محلات پر پڑتی آپ کی چمک سورج کی چمک کی طرح پڑتی یہ روایت عبداللہ ابن عباس نے اپنے والد عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات نور ہے کل روئے زمین آپ کے نور سے منور ہوگئی۔

بوقت صبح ولادت میں حکمت

وہ حکمت یہ ہے کہ یہ وقت ایسا ہے کہ تاریکی جارہی ہے روشنی آرہی ہے اندھیرا جا

رہا ہے۔ نور آ رہا ہے اس ساعت میں آنیوالے نور ہیں آپ کے جلوہ گر ہونے سے تاریکی ختم ہوگئی کفر ختم ہوا۔ اسلام آ گیا۔ باطل ختم ہوا۔ حق آ گیا۔ یہ نور باقی انوار سے کامل ہے کوئی مکہ کا رہائشی چاند سورج ستاروں کے نور میں بُصری کے محل نہیں دیکھ سکتا اس نور کی روشنی میں شام کی شہروں کے محل دیکھے گئے۔ تمام انوار کی اصل آپ کا نور ہے۔

مستنیر از تابشِ یک آفتاب
عالمے واللہ اعلم بالصواب

ایک آفتاب کے نور سے سارا جہان چمک اٹھا۔

آفتاب خاتمیت شد بلند
مہر آمد شمعہا خامش شدند

آفتاب خاتمیت جلوہ گر ہوا سورج کے نکلنے سے چاند اور ستاروں کا نور ختم ہو گیا۔

نور حق از شرق بیمثلی بتافت
عالمے از تابش اوکام یافت

اللہ کا نور بے مثل مطلع سے ظاہر ہوا تمام جہان نے آپ کے نور سے نور پایا۔

دفعۃً برخاست اندر مدح او
از زبانہا شور لامثل لہٗ

یکبارگی آپ کی تعریف میں زبانوں سے یہ کلمات نکلے کہ بے مثل ہستی جلوہ فرما ہوئے۔

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست
ہمہ نور ہا پرتو نورِ اوست

موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ سے کلام کیا آپ نے فوق العرش اللہ سے کلام کیا آپ ہر نور کی اصل ہیں ہر نور آپ کے نور کا عکس ہے۔

آج میلاد النبی ہے کیا سہانا نور ہے
آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے
نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے
جگمگا اٹھے ہیں عرش و فرش و کرسی نور سے
اللہ اللہ کیا چمک کیا روشنی کیا نور ہے
تیرا روضہ جالیاں روضہ کی ہر دیوار و در
نور کے دربار کا ہر گوشہ گوشہ نور ہے

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آپ میرے شکم سے دنیا میں جلوہ گر ہوئے میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سجدہ کر رہے تھے آپ نے اپنی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائی تھیں۔ زاری کرنے والے گڑگڑانے والی کی طرح۔ (زرقانی ج۱ص۲۴۴)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ شکم مادر سے زمین کی طرف ہاتھوں کے سہارے رونق افروز ہوئے پھر آپ نے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور آسماں کی طرف سر بلند فرمایا بعض نے کہا آپ اپنے گھٹنوں کے بل عالم دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

(البدایہ والنہایہ ج۱ص۲۶

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے آپ کو دیکھا آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا آپ کی خوشبو اذفر کستوری کی طرح مہکتی تھی۔

(مواہب اللدنیہ ج۱ص۱۱۵

صاف ستھرا پیدا ہونا

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے آپ کو سال حال میں جنا کہ آپ صاف تھے آپ پر کوئی آلائش نہیں تھی۔ (خصائص کبریٰ ج۱ص۱۱۶)

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور کی والدہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو اس حال میں جنا کہ آپ صاف تھے آپ پر کوئی آلائش نہیں تھی۔

(مواہب اللدنیہ ج اص ۱۱۷)

انسان العیون میں ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اس حال میں پیدا ہوئے کہ سرمہ لگا ہوا تھا اور صاف تھے آپ پر کوئی آلائش نہیں تھی۔ (ج اص ۸۶)

نمبر 4 ختنہ شدہ پیدا ہونا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے رب کے نزدیک میری یہ شان ہے کہ میں اس حال میں پیدا ہوا کہ میرا ختنہ ہو چکا تھا اور کسی نے میرا ستر نہیں دیکھا۔ (البدایہ والنہایہ ج اص ۷۶)

ناف بریدہ پیدا ہونا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

(انسان العیون ج اص ۸۶)

تعظیم حبیب اور ابلیس سے حفاظت

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول ﷺ پیدا ہوئے ابلیس نے کہا آج رات ایک لڑکا پیدا ہوا جو ہمارا کام خراب کر دے گا اس کے لشکر نے اسے کہا اگر آپ اس کی طرف جائیں اس کی عقل کو خراب کر دیں تو بہتر ہوگا وہ روانہ ہوا جب نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا تو اللہ کریم نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تو جبرائیل علیہ السلام نے اسے پر مارا وہ عدن میں جا گرا۔

آپ ﷺ کو کل روئے زمین کا طواف کرانا

آپ کو مشرق اور مغرب یعنی کل روئے زمین کا طواف کرایا گیا اور انبیاء کرام

کی پیدائش گاہ دکھائی گئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے سفید بادل دیکھا جو آیا اور میرے بیٹے کا احاطہ کیا تو میرا بیٹا مجھ سے غیب کر دیا گیا میں نے پکارنے والے سے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے مشرق و مغرب کا طواف کرادو اور سمندروں میں بھی لے جاؤ تا کہ وہ آپ کے نام سے واقف ہوں اور آپ کی صفت اور صورت سے واقف ہوں اور وہ جان لیں کہ سمندروں اور دریاؤں میں آپ کا نام ماحی ہے آپ کے زمانہ میں شرک ذرہ بھر بھی نہیں رہے گا۔

وہ بادل آپ کو جلدی واپس لایا آپ ظاہر ہو گئے آپ سفید اونی کپڑے میں تھے آپ کے نیچے سبز رنگ کا ریشمی بستر تھا۔ آپ نے سفید آبدار موتی کی تین چابیوں پر قبضہ کیا تھا کہنے والا کہتا ہے کہ آپ نے نصرت اور ہوا اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ فرمایا پھر دوسرا بادل آ گیا جن سے گھوڑوں کی آواز پروں کی آہٹ سنتی تھی اس بادل نے آپ کا احاطہ کرلیا تو آپ مجھ سے غیب کر دیئے گئے اور میں نے پکارنے والے سے سنا کہ وہ پکارتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب کا طواف کرادو اور جہاں انبیاء علیہم السلام پیدا ہوئے ان جگہوں کا طواف کرادو اور ہر روحانی جن انسان پرندے درندے پر پیش کرو۔

پیارے آقا کا اخلاق انبیاء سے اتصاف

حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت چل رہی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صفاءِ آدم، رقت نوح، خلت ابراہیم، لسانِ اسماعیل، بشریٰ یعقوب، جمال یوسف، صوتِ داؤد، صبرِ ایوب، زہد یحییٰ، کرمِ عیسیٰ علیہ السلام عطا کردو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق سے آپ کو متصف کردو۔

پھر بادل آپ سے دور ہو گیا اس وقت آپ نے تہ در تہ سبز رنگ کے ریشم کو پکڑا ہوا تھا۔ کہنے والا خوشی کا اظہار کر رہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کرلیا دنیا کی کوئی چیز باقی نہیں رہی مگر آپ کی مٹھی میں آ گئی۔

تین فرشتوں کا مہر نبوت لگانے والا کام

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے تین شخص دیکھے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا برتن ہے دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا تھال ہے تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم ہے تیسرے نے ریشم کو پھیلایا اس سے مہر نکالی جس پر ناظرین کی نگاہیں حیران ہوں مہر کو چاندی والے برتن سے سات مرتبہ دھویا پھر دو کندھوں کے درمیان میں مہر لگا دی اور آپ کو ریشم میں لپیٹا پھر ایک ساعت اپنے پروں میں داخل کیا پھر میرے بیٹے کو میرے سپرد کر دیا۔ (مواہب اللدنیہ ج ا ص ۱۱۵)

کعبہ شریف کا سجدہ تعظیمی

عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے منت مانی تھی کہ وہ منت کی چیز کعبہ شریف کی طرف اٹھا کر لے گیا اور آپ کی ولادت والی رات میں کعبہ شریف میں تھا تو اچانک میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم میں سربسجود ہے پھر وہ اپنے اصلی حال کی طرف لوٹا اور فصیح زبان سے اللہ اکبر کہا۔ (معارج النبوۃ ج ا ص ۵۰)

حضرت عبدالمطلب کا معمول تھا کہ صبح کے وقت کعبہ شریف کا طواف کیا کرتے تھے اور نبی پاک ﷺ کی آمد کی دعا کیا کرتے تھے۔

دعا یہ تھی کہ یا رب نعمت موعود مل جائے
بنو ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے
اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہوئی آئی
مبارکباد کہہ کر یہ خبر داد کو پہنچائی
کہ رحمت نے تیری سوکھی ہوئی ڈالی ہری کر دی
تیری بیوہ بہو کی گود اپنے نور سے بھر دی

ملا ہے آمنہ کو فضل باری سے یتیم ایسا
نہیں ہے بحر ہستی میں کوئی در یتیم ایسا

(حفیظ جالندھری)

عبدالمطلب کو تین دن زیارت کی باری نہ ملی

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ پیارے آقا کی جب ولادت ہوئی آپ کی والدہ نے آپ کے دادا کو ولادت کا پیغام بھیجا آپ اس وقت کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے بشارت سن کر عبدالمطلب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ہلکی آواز سے جواب دیا عبدالمطلب نے کہا دروازہ کھول تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جلدی دروازہ کھولا جب عبدالمطلب گھر میں داخل ہوئے اور آمنہ کی پیشانی دیکھی نور نہ پایا کہا اے آمنہ تیری پیشانی کا نور کہاں گیا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا بیٹا پیدا ہو گیا ان کی ولادت کے وقت مجھ سے ایسا نور نکا جس سے ملک شام کے شہر بصریٰ کے محل میرے لئے روشن ہو گئے۔ عبدالمطلب نے کہا تیری بات پر یقین نہیں آتا اس لئے کہ میں نے تم میں حمل کا کوئی اثر نہیں دیکھا تھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے سچ کہا عبدالمطلب نے کہا بیٹا لاؤ میں اسے دیکھوں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ اسے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ میرے پاس ایک شخص سبز زمرد کا تھال لایا اس نے میرے بیٹے کو اس تھال میں غسل دیا اور اس نے کہا تین دن اپنا بیٹا کسی کو نہ دکھاؤ۔ عبدالمطلب نے تلوار نکال لی اور کہا بیٹا دکھاؤ ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا یا اپنے آپ کو ہلاک کر دوں گا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ فلاں حجرہ میں سفید اون کے کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں وہاں جا کر زیارت کر لو۔

جب عبدالمطلب اس حجرہ کے قریب گئے ایک ہیبت ناک شخص ظاہر ہوا جس

نے تلوار نکالی اور کہا واپس ہو جاؤ جب تک فرشتے آپ کی زیارت نہ کر لیں کوئی انسان آپ کی زیارت نہیں کر سکتا جب عبدالمطلب نے اس کی یہ بات سنی جسم کانپ اٹھا ہاتھ سے تلوار گر گئی جب گھر سے نکلے قریش کو یہ قصہ سنایا چاہا تو سات دن زبان بند ہو گئی۔

(معارج النبوۃ ج ۶ ص ۵۱)

تین دن کے بعد عبدالمطلب بہو آمنہ کے گھر میں

نظر آتی تھی آج اس گھر میں آبادی ہی آبادی
انگوٹھا چوستا تھا اس جگہ انسانی کا ہادی
اٹھایا گود میں دادا نے عالی قدر پوتے کو
دکھانے لے چلا حق کا مقام صدر پوتے کو
شجر رستے میں استادہ ہوئے تعظیم کی خاطر
حجر قدموں کے آگے بچھ گئے تسلیم کی خاطر
نظر میں آج دنیا کچھ نئی معلوم ہوتی تھی
کہ ہر سو زندگی ہی زندگی معلوم ہوتی تھی

طواف کعبہ کرنے جا رہا تھا قبلۂ عالم
کہ جس کی ذات سے حق کی بنائیں ہو گئیں محکم
یہی کعبہ بلائیں لے رہا تھا گرد پھر پھر کے
ھواللہ احد کہتے تھے بت سجدے میں گر گرے

طواف کعبہ کے بعد عبدالمطلب نبی پاک کو گھر لاتے ہیں

امانت آمنہ کی آمنہ کے گھر میں پہنچا دی
غلاموں لونڈیوں نے اس خوشی میں پائی آزادی
بشارت کے مطابق آمنہ نے نام بتلایا
فرشتوں نے بتایا تھا کہ احمد ہے تیرا جایا

کہا دادا نے اے بیٹی مرا پوتا محمدؐ ہے
کہ دنیا بھر کے انسانوں سے اعلیٰ اور امجد ہے

(شاہنامہ اسلام حفیظ جالندھری)

پیدا ہوتے ہی نبی پاک ﷺ کا پہلا کلام

حافظ الحدیث ابوالفضل علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں کہا کہ سیر واقدی میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے پہلا کلام پیدا ہوتے جو کیا وہ یہ ہے **اللہ اکبر کبیرا** اللہ بہت بڑا ہے۔ **الحمد للہ کثیراً** اللہ کریم کی بے شمار تعریف ہے۔ **سبحان اللہ بکرۃ واصیلا** صبح وشام اللہ کی ہر عیب سے پاکیزگی ہے۔

کعبہ شریف کا شکر

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ لوگوں نے کعبہ شریف سے آواز سنی جبکہ کعبہ شریف کہتا تھا کہ اب مجھ پر نور برسے گا اب میرے زیارت کرنے والے آئیں گے اب میں جہالت کی ناپاکیوں سے پاک ہو جاؤں گا اے عزیٰ اب تو ہلاک ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ ج ا ص ۱۱۸)

دیگ کا پھٹ جانا

ابوالحکم تنوخی سے روایت ہے کہ قریش کا جب کوئی لڑکا پیدا ہوتا وہ بچہ صبح تک قریش کی عورتوں کو دیتے وہ بچہ کے اوپر دیگ بطور حفاظت رکھ دیتیں جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب نے آپ کو عورتوں کے سپرد کیا۔ عورتوں نے آپ کو دیگ کے ساتھ ڈھانپ دیا۔

صبح کے وقت عورتیں آئیں دیگ کو دیکھا وہ ٹکڑے ہو چکی اور آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کی دونوں آنکھیں کھلی ہیں اور آپ آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ

رہے ہیں عورتوں کے پاس عبدالمطلب آئے عورتوں نے آپ کو کہا کہ ہم نے آپ کے بیٹے جیسا کسی کا بیٹا نہیں دیکھا۔ دیگ کے ٹکڑے ہو گئے آپ آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا تم ان کی حفاظت کرو میں امید کرتا ہوں کہ ان کی شان ہوگی یا وہ کسی بہتری تک پہنچیں گے۔ جب آپ کی ولادت کو ساتواں دن ہوا آپ کا عقیقہ کیا۔ جانور ذبح کیا۔ طعام کیلئے قریش کو بلایا۔ جب قریشی روٹی کھا چکے تو انہوں نے کہا جس بیٹے کیلئے آپ نے ہماری عزت کی اس کا نام کیا رکھا آپ نے فرمایا میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ قریش نے کہا کہ آپ نے انوکھا نام رکھ دیا گھر والوں سے کسی کا ایسا نام نہیں عبدالمطلب نے جواب دیا کہ محمد کا معنی ہے جس کی بار بار تعریف ہو جس کی بے شمار تعریف ہو میں چاہتا ہوں کہ آسمانوں میں اللہ اس کی تعریف کرے اور زمین میں اس کی مخلوق آپ کی تعریف کرے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۶۶)

بعض علماء نے کہا عبدالمطلب اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اللہ کریم نے یہ بات ڈال دی کہ آپ کا نام محمد رکھیں کیونکہ وہ محمد ہے جس میں صفاتِ حمیدہ ہوں تاکہ نام اور کام مل جائیں اور نام اور نام والا صورت اور حقیقت میں ایک دوسرے کے مطابق ہو جائیں۔

وشق اسمه من اسمه ليُجلّه فذو العرش محمودٌ وهذا محمدٌ۔

اللہ کریم نے اپنے نام سے محبوب کا نام نکالا تاکہ آپ کو شان عطا کرے عرش والا محمود ہے اور یہ محمد جلوہ گر ہیں۔

آپ کا گہوارہ فرشتوں کی تحریک سے چلتا تھا

خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۳۴ پر ہے ابن سبع نے کہا کہ آپ کے مہد مبارک کو ملائکہ کرام چلایا کرتے تھے۔

چاند سے باتیں

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ میرا آپ کے دین میں داخل ہونے کا سبب یہ ہے کہ میں نے آپ کی نبوت کی ایک علامت دیکھی میں نے دیکھا کہ آپ مہد میں چاند سے باتیں کرتے ہیں اور اس کی طرف آپ اپنی انگشت سے اشارہ کرتے ہیں جس طرف آپ اشارہ کرتے ہیں چاند اسی طرف جھک جاتا ہے آپ نے فرمایا میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے سے باز کرتا تھا اور جب وہ تحت العرش سجدہ کرتا ہے میں اس کے سجدہ کی آہٹ سنتا ہوں۔ (البدایہ والنہایہ ج۱ ص۲۶۶)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

نبی پاک ﷺ کی تاریخ ولادت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے اور سوموار کے دن پیدا ہوئے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے کہا پیارے آقا آپ سوموار کے روزہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا ہوا اور قرآن پاک اسی دن میں مجھ پر اترا۔

(مسلم شریف ص ۳۶۸)

فیل والے واقعہ سے پچاس دن گزر چکے تھے کہ آپ بروز سوموار ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سوموار کے دن پیدا ہوئے۔

(البدایہ والنہایہ ج۱ ص۲۶۱)

اور ربیع الاوّل میں پیدا ہونا ابن عباس سے مروی ہے۔ عن ابن عباس قال

ولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین فی ربیع الاوّل۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاوّل میں سوموار کے دن پیدا ہوئے تاریخ ۱۲ تھی ابن اسحاق نے اسی پر نص کی۔ (البدایہ والنہایہ ج۱ ص۲۶۰)

باب سوم

ذکر میلاد سے تعلق رکھنے والی شریف بحثیں

فصل اوّل

جاننا چاہیے کہ اللہ کی نعمتیں بہت ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا سب سے بڑی نعمت محمد رسول ﷺ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا (الذین بدلوا نعمت اللّٰہ کفرا) آیت میں نعمت کے تبدیل کرنے والے کفار قریش ہیں اور اللہ کی نعمت محمد رسول ﷺ ہیں نعمت پر شکر اور خوشی واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل بفضل اللّٰہ وبرحمتہٖ فبذالك فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔ محبوب آپ فرمادیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ضروری خوشی مناؤ تمہارا خوشی منانے والا اجتماع بہترین اجتماع ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے فضل ورحمت پر خوشی منانا واجب ہے نبی پاک ﷺ اللہ کریم کا فضل اور اس کی رحمت ہیں جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا ہم نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی ولادت پر خوشی واجب ہے خوشی کا اظہار اللہ کی سنت ہے۔

ولادت مصطفیٰ پر خوشی کا اظہار اللہ کریم کی سنت ہے

دلائل گزر چکے کہ اللہ کریم نے محبوب کی ولادت کیلئے آسمان جنت عرش وکرسی کو آراستہ فرمایا آسمان میں ستون قائم فرمائے اور کعبہ شریف پر مشرق ومغرب میں جھنڈے اور ملائکہ کرام کو تعظیم کیلئے بھیجا اور روئے زمین کو ولادت والی رات منور فرما دیا

اس سال دنیا کی عورتوں کو بیٹے دیئے۔

محفل میلاد کے منعقد کرنے کا مقصد

ان مجالس کے منعقد کرنے کا مقصد محبوب کی یاد اور محبوب کے فضائل کا ذکر کرنا ہے وہ ذکر مصطفیٰ بے قید ہے ولادت کے واقعات بیان ہوں یا عام فضائل بیان ہو ذکر حبیب اللہ کی سنت ہے کیونکہ سارا قرآن آپ کے ذکر سے بھرپور ہے تو ذکر رسول اللہ ﷺ کی عادت سے متصف ہونا ہے اور یہ شرعاً مطلوب ہے۔ حدیث پاک **(تخلقوا باخلاق اللّٰه)**۔ اللہ کی عادات کو اپناؤ۔

ذکر حبیب کے دو حال

آپ کا ذکر انفرادی طور پر ہوگا یا اجتماعی طور پر ہوگا ذکر رسول دونوں طرح اللہ کی سنت ہے اور دارین کی کامیابی کا موجب ہے۔ ذکر رسول اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کا ذکر کائنات کی تخلیق کا مقصد ہے۔ ذکر رسول آپ کی محبت کی دلیل ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا **من احب شیا اکثر ذکره**، جس نے کسی چیز سے محبت کی اس نے اسی چیز کا ذکر زیادہ کیا اور حضور کی محبت کا اجر آخرت میں آپ کا ساتھ ہے جیسے کہ حضور کی حدیث **المرء مع من احب** ہے آخرت میں آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔

ذکر نعمت فلاح دارین کا موجب ہے

ارشاد باری ہے۔ **فاذکروا اللّٰه لعلکم تفلحون** تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور رسول ﷺ تمام نعمتوں کا مصدر ہیں تو نعمتوں کی اصل کی یاد بطریق اولی فلاح دارین کا موجب ہوگی۔

محفل میلاد منعقد کرنے کا مقصد ذکر خلقت اور ذکر ولادت ہے

ذکر خلقت نور ذکر ولادت طیبہ طاہرہ سنت رسول ہے جیسا کہ مفصل گزار حدیث

نمبر۱۔ انا من نور اللّٰہ والخلق کلھم من نوری۔ میں اللہ کا نور ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔

نمبر۲۔ یا جابر ان اللّٰہ تعالیٰ خلق نور نبیک من نورہٖ۔ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

نمبر۳۔ انا دعوۃ ابی ابراھیم وبشریٰ عیسیٰ ورؤیا امی۔ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں۔

طعام کھلانا رسول ﷺ کی سنت ہے

عن انس ان النبی ﷺ عق عن نفسه بعد النبوة۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نبوت کے بعد اپنی ذات سے بکری ذبح فرمائی (یہ جانور عقیقہ نہیں ہے کیونکہ عقیقہ عبد المطلب نے آپ کی ولادت سے ساتویں دن کر دیا تھا عقیقہ دوسری مرتبہ نہیں ہوتا) ثابت ہوا کہ یہ جانور اس بات پر اظہار شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا اور امت کیلئے قانون سازی ہے۔ جیسے نبی ﷺ اپنے اوپر درود پڑھتے تھے قانون سازی کیلئے تو آپ کی ولادت پر شکریہ ہمارے لئے مستحب ہے مجلس منعقد کرنا بھی عملی شکریہ ہے طعام کھلانا اور ان کے علاوہ اور عبارات اور خوشیوں کا اظہار بھی عملی شکریہ ہے۔

اللہ نے ہمارے لئے جائز کیا کہ ہم اس کی بڑی نعمت پر سوموار کا روزہ رکھ کر عملی شکریہ کریں اور اس نص سے اشارۃً سمجھا جاتا ہے کہ اس دن میں تمام عبادات مستحب ہیں پیارے آقا کے میلاد کا مقصد یہی ہے۔

فصل دوم

آپ کی ولادت پر خوشی منانے کی برکت اور فوائد

فائدہ نمبر 1

جو آپ کی ولادت پر خوشی کرے گا اس کے عذاب میں تخفیف ہو گی اگر چہ خوشی کرنے والا کافر ہو بخاری شریف ص ۷۶۴ پر ہے۔ **عن عروة قال عروة ثوبية مولاة لابی لهب كان ابولهب اعتقها فارضعت النبی ﷺ فلما مات ابولهب اريه بعض اهله بشر حيبة قال له ماذا لقيت قال ابولهب لم الق بعد كم غير انی سقيت فی هذه بعتاقتی ثوبية۔** عروہ نے کہا حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ہیں ابولہب نے انہیں آزاد کیا تھا ثوبیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب فوت ہوا۔ اسے اس کے بعض گھر والوں (یعنی حضرت عباس) نے برے حال میں دیکھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیسا بدلہ ملا ابولہب نے جواب دیا تمہارے بعد کوئی بہتری نہیں پائی ہاں میری وہ انگلی جس کے اشارہ سے میں نے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا اس سے مجھے کوئی چیز پلائی جاتی ہے۔

علامہ ابن کثیر نے کہا کہ سہیلی نے ذکر کیا خواب میں دیکھنے والے اس کے بھائی عباس ہیں یہ خواب انہوں نے ابولہب کی وفات سے ایک سال بعد دیکھا تھا غزوہ بدر کے بعد ابولہب نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ جب سوموار کا دن آتا ہے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ جب ابولہب کو حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بھتیجے محمد بن عبداللہ کی ولادت کی خبر دی اس لونڈی کو ابولہب نے بشارت دیتے ہی آزاد کر دیا تو اس وجہ سے اسے یہ بدلہ ملا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۷۳)

جب کافر ابولہب (جس کی برائی میں قرآن اترا) کو میلاد مصطفیٰ پر خوشی کا یہ

بدلہ دیا جاتا ہے تو وہ موحد مسلمان جو پیارے آقا کی امت سے ہو اور وہ حضور کی ولادت کی خبر نشر کرے اور آپ کی محبت میں جو اس سے ہو سکتا ہے خرچ کرے اس کا کیا حال ہو گا مجھے میری زندگی کی قسم اللہ کریم سے اس کی جزا یہ ہو سکتی ہے کہ اسے اپنے فضل سے جنات نعیم میں داخل فرمادے۔

امام قسطلانی کا بیان

لازال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده علیه الصلوٰة والسلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرأة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم ومما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام وبشری عاجلة فی نیل البغیة والمرام فرحم الله امرأً اتخذ لیالی شهر مولده المبارك اعیاداً۔ (مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۷)

اہل اسلام ہمیشہ آپ کی ولادت والے مہینہ میں انتظام کرتے رہے، طعام کا کام کرتے رہے، اس کی رات میں مختلف قسم کے صدقات کرتے رہے، خوشی کا اظہار کرتے رہے، زیادہ نیکیاں کرتے رہے، آپ کے میلاد پڑھنے کی بڑی شان سمجھتے رہے، ان پر آپ کی برکات سے ہر عام ہونے والا فضل ظاہر ہوتا رہا۔ میلاد کے خواص سے جو بات تجربہ میں آئی وہ یہ ہے کہ آپ کا میلاد منانا اس سال امان ہے اور مقصد پانے میں جلد ملنے والی خوشخبری ہے۔ اللہ کریم اس پر مہربانی کرے جس نے آپ کی ولادت والے مہینہ کو عید بنایا۔

تنبیہ

ہمارے علماء کرام کی تصریحات کہ عمل مولد بدعت حسنہ ہے اس سے مراد یہ ہے صدقات کرنا زینت وسرور کا اظہار یہ اچھی بدعت ہے یہ مراد ہرگز نہیں کہ ذکر میلاد

بدعت ہے بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر امت کا اتفاق ہے اور عمل مولد اور لوگوں کا اس کیلئے اجتماع مستحب ہے۔ (انسان العیون ج۱ ص۱۳۷)

باقی ذکر رسول تو اللہ کریم کی سنت ہے پیارے آقا کی سنت ہے صحابہ کرام کی سنت ہے۔

فصل سوم

رسول ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر اللہ کی سنت ہے

پارہ نمبر 3 آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ۔

اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ اللہ کریم نے انبیاء کرام علیہم السلام سے پختہ وعدہ لیا جبکہ میں تمہیں کتاب وحکمت دے دوں پھر تمہارے پاس بڑی شان والا رسول آئے تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ یہ ارواح انبیاء کا اجتماع ہے اور اس اجتماع میں متکلم اللہ ہے اللہ نے اپنے حبیب کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا اور یہ حقیقت بے نقاب کی کہ وہ تمہارے نبی اور رسول ہیں۔

عن ابن عباس قال اوحی اللّٰہ الیٰ عیسیٰ امن بمحمد ومرمن ادرکہ من امتك ان یؤمنوا بہ۔ (خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۹)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کے ان لوگوں کو جو آپ کا زمانہ پائیں حکم کر دو کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مجلس منعقد فرمائی اور اپنی امت کو محبوب کی آمد کی خبر دی اللہ

کریم نے فرمایا **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد** عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو عظیم الشان رسول کے آنے کی بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول آئے جن کا نام نامی اسم گرامی محمد ہوگا۔

عن ابن عباس قال قال رسول ﷺ اوحی اللّٰه الی موسیٰ بنی اسرائیل انه من لقینی وهو جاحد باحمد ادخلته النار (حجۃ اللہ علی العالمین ۳۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جس شخص نے دنیا سے رحلت کے بعد میری ملاقات کی اور وہ میرے حبیب احمد مجتبیٰ کا انکار کرتا ہے میں اسے جہنم کی آگ میں داخل کروں گا۔ (خصائص کبریٰ ص ۳۳)

عن الشعبی قال اوحی اللّٰه الی یعقوب انی ابعث من ذریتك ملوکا وانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته' هیکل بیت المقدس وهو خاتم الانبیاء واسمه احمد۔ (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۵)

شعبی سے روایت ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں آپ کی اولاد سے بادشاہ اور نبی بھیجوں گا یہاں تک کہ حرم میں رہنے والے نبی بھیجوں گا جن کی امت بیت المقدس کا ڈھانچہ بنائے گی اور وہ آخری نبی ہیں ان کا اسم گرامی احمد ہے۔

نص نمبر 6

عن الشعبی قال فی مجلة ابراهیم علیہ السلام انه کائن من ولدك شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامی الذی یکون خاتم الانبیاء۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۴)

شعبی سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ایک صحیفہ میں ہے کہ آپ کی اولاد

میں بہت قسمیں اور قومیں ہوں گی یہاں تک کہ نبی امی تشریف لائیں گے جو آخری نبی ہوں گے۔

تو یہ بات قرآن اور حدیث سے ثابت ہوگئی کہ اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ وعزّ برھانہ نے اپنے رسول کا ذکر اور تشریف آوری ارواح انبیاء کے سامنے بھی بیان فرمائی اور فردا فردا ہر نبی کے سامنے عالم دنیا میں بھی محبوب کی آمد اور تشریف آوری کا ذکر فرمایا۔

فصل چہارم

انبیاء کے اجتماع میں اپنا ذکر

سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ نے عالم دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے سامنے اپنا ذکر فرمایا۔

عن ابی هريرة قال قال رسول ﷺ الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمين و كافة للناس بشيرا و نذيرا وانزل علی الفرقان فيه بيان لكل شی وجعل امتی خير امة اخرجت للناس وجعل امتی امة وسطا وجعل امتی هم الاولين والاخرين وشرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذكری وجعلنی فاتحا خاتما فقال ابراهيم بهذا فضلكم محمد۔ (جواہر البحار ج۳ ص۳۰۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان اتارا جس میں ہر شے کا بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا جو لوگوں کیلئے نکالی گئی اور میری امت کو درمیانی امت بنایا اور میری امت کو اوّل اور آخر بنایا اور میرا شرح صدر فرمایا اور میرے اس کام کو جو

امت کیلئے غیر مستحب ہے مستحب بنایا اور میرے ذکر کو بلند کیا اور وجود کی ابتداء میرے ساتھ فرمائی اور نبوت کو مجھ پر ختم کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا فاتح اور خاتم کے ساتھ وہ تم پر فضیلت پا گئے۔

مشکوٰۃ شریف ج۲ص۵۱۳ پر ہے۔ **عن العباس انه جاء الی النبی ﷺ فکانه سمع شیئا فقام النبی ﷺ علی المنبر فقال من انا قالوا انت رسول الله فقال انا محمد بن عبدالله ابن عبدالمطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم ثم جعلهم فرقتین فجعلنی فی خیرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیر قبیلة ثم جعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم بیتا فانا خیرهم نفسا وخیرهم بیتا**۔ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے (گویا کہ انہوں نے آپ کے حسن ونسب میں کوئی طعن والی بات سنی تھی) وہ پیارے آقا کو بتائی تو نبی منبر پر کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی مجھے بہترین مخلوق میں رکھا پھر مخلوق کے دو گروہ بنائے مجھے بہترین گروہ میں بنایا پھر ان کے قبیلے بنائے مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر ان کے گھر بنائے مجھے بہترین گھر میں بنایا تو میں اپنے خاندان کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں اور گھر کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔

فصل پنجم

ذکر رسول صحابہ کرام کی سنت ہے

عن ابن عباس قال ان الله فضل محمدا ﷺ علی الانبیاء وعلیٰ اهل السماء فقالوا یا ابن بم فضله اللّٰه علی اهل السماء قال ان اللّٰه تعالیٰ قال لاهل السماء ومن یقل منهم انی اله من دونه فذالك نجزیه جهنم

كذالك نجزی الظالمین وقال اللّٰه تعالیٰ انا فتحنالك فتحا مبینا لیغفر لك اللّٰه ما تقدم من ذنبك وما تاخر قالوا وما فضله علی الانبیاء قال قال اللّٰه تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم فضل اللّٰه من یشاء الایة وقال اللّٰه تعالیٰ لمحمد ﷺ وما ارسلنك الا كافة للناس فارسله الی الجن۔ (مشکوٰۃ شریف ج۲ص۵۱۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے محمد ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام پر اور آسمان والوں پر فضیلت دی صحابہ کرام نے کہا اے ابن عباس حضور کو اللہ کریم نے آسمان والوں پر کیا فضیلت دی آپ نے فرمایا کہ آسمان والوں پر اللہ نے حضور کو یہ فضیلت دی کہ ان کیلئے فرمایا کہ ان سے جو بھی کہے گا کہ میں باطل معبود ہوں اسے ہم جہنم بدلہ دیں گے ظالموں کو ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کیلئے فرمایا کہ ہم نے آپ کو روشن کامیابی عطا کی تا کہ اللہ کریم آپ کو پاکیزہ بنائے صحابہ کرام نے کہا حضور کی انبیاء پر کیا فضیلت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کریم نے فرمایا کہ ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی قوم کی زبان دے کر بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کیلئے بیان کرے اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کیلئے فرمایا کہ ہم نے آپ کو سب لوگوں کیلئے بھیجا اللہ نے آپ کو جنوں کی طرف بھی بھیجا۔

عن عطاء بن یسار قال لقیت عبداللّٰه بن عمرو بن العاص قلت اخبرنی عن صفة رسول ﷺ فی التوراة قال اجل واللّٰه انه' لموصوف فی التوراة ببعض صفتهٖ فی القرآن یاایها النبی انا ارسلنٰك شاهدا ومبشر ونذیرا وحرز اللامیین انت عبدی ورسولی سمیتك المتوكل لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یدفع بالسیئة السیئة ولكن یعفو ویغفر ولن یقبضه' اللّٰه حتی یقیم به الملة العوجاء بان یقولوا لا اله

الا اللّٰه ویفتح بها اعینا عمیا و آذنا صما وقلوبا غلفا۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۶)

عطار رحمۃ اللہ علیہ بن یسار سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملا میں نے کہا رسول ﷺ کی تورات میں جو صفت ہے مجھے بتایئے انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم حضور کی تورات میں بعض وہ صفات ہیں جو قرآن میں ہیں تورات میں حضور کی صفت ہے کہ ہم نے اے نبی آپ کو حاضر وناظر بنا کر بھیجا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور امی امت کا محافظ بنا کر بھیجا آپ میرے عبد اور میرے رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا آپ سخت مزاج اور تند خو نہیں ہیں بازاروں میں پھرنے والے نہیں ہیں آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن معاف کر دیتے اور بخش دیتے ہیں اور اللہ آپ کو اپنی طرف نہیں بلائے گا جب تک ضعیف ملت کو قائم نہیں فرمائے گا امت لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لے اور اس ملت کے ساتھ نہ دیکھنے والی آنکھوں کو کھول دے گا اور نہ سننے والے کانوں کو اور حجاب والے دلوں کو کھول دے گا۔

فصل ششم

نام نامی اسم گرامی محمد اور احمد کے برکات

انسان العیون ج۱ص۱۳۵ پر ہے **انه قال قال اللّٰه تعالیٰ وعزتی وجلالی لا اعذب احدا تسمی باسمك فی النار** نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے میری عزت وجلال کی قسم جو آپ کے نام پر اپنا نام رکھے گا میں اسے آگ میں عذاب نہیں دوں گا۔

انسان العیون ج۱ص۱۳۵ **قال یوقف عبدان اسم احدهما احمد والاخر محمد بین یدی اللّٰه تعالیٰ فیومر بهما الی الجنة فیقولان بما استاهلنا الجنة ولم نعمل عملا تجازینا به الجنة فیقول اللّٰه تعالیٰ ادخلا**

الجنة فانی آلیت علی نفسی ان لایدخل النار من اسمه احمد او محمد۔

فرمایا میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو بندے کھڑے کیے جائیں گے ایک کا نام احمد ہوگا دوسرے کا نام محمد ہوگا ان کے جنت میں جانے کا حکم ہوگا وہ دونوں کہیں گے ہم جنت کے لائق کیسے ہوگئے ہم نے ایسا عمل نہیں کیا جس کے ساتھ تو ہمیں جنت کا بدلہ دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جنت میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی ذات پر قسم اٹھائی کہ جس کا نام محمد یا احمد ہو وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔

من ولد له مولود فسماه محمدا حبالی وتبرکا باسمی کان هو ومولده فی الجنة۔ (انسان العیون ص ۱۳۵)

آپ نے فرمایا جس کا بیٹا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا میری محبت کی وجہ سے اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کیلئے وہ آدمی اور اس کا بیٹا جنت میں ہوں گے۔

عن عطاء بن یسار قال ماسمی مولود فی بطن امه محمدا الا کان ذکرو۔ (انسان العیون ج ۱ ص ۱۳۵)

عطاء رحمۃ اللہ علیہ بن یسار سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جس بچے کا نام جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو محمد رکھ دیا جائے وہ نر ہی ہوگا۔

عن وهب قال کان فی بنی اسرائیل رجل عصی الله مائتی سنة ثم مات فاخذوه فالقوه علی مزبلة فاوحی الله الی موسیٰ ان اخرج فصل علیه قال یا رب بنو اسرائیل شهدوا انه' عصاك مائتی سنةً فاوحی الله الیه هکذا کان الا انه کلما نشر التوراة ونظر الی اسم محمد ﷺ قبله ووضعه علی عینیه وصلی علیه فشکرت له ذالك وغفرت ذنوبه وزوجته سبعین حوراء۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۲ بحوالہ ابونعیم)

حضرت وهب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا بنی اسرائیل میں ایک مرد

تھا جس نے دوسو سال اللہ کی نافرمانی کی تھی پھر وہ مر گیا لوگوں نے اسے لیا اور روڑی پر پھینک دیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی آپ روانہ ہوں اس کی نماز جنازہ پڑھیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب بنی اسرائیل نے گواہی دی کہ اس نے دوسو سال تیری نافرمانی کی اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بات اسی طرح ہے مگر اس نے جب بھی تورات کھولی اور اسم محمد ﷺ کی طرف دیکھا اسے بوسہ دیا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور آپ کی ذات پر درود پڑھا میں نے اس کے اس عمل کا اسے بدلہ دیا کہ اس کے گناہ بخش دیئے اور ستر حوروں سے اس کی شادی کر دی۔

اے کہ چوں تو در زمانہ نیست کس
اللہ اللہ خلق را فریاد رس

درس اے محبوب جب آپ کا مثل زمانہ میں نہیں پایا جاتا اللہ کیلئے مخلوق کی دستگیری فرمائیں۔

فصل ہفتم

ذکر ولادت ہوتے ہوئے قیام کرنا

محبوب کا ذکر میلاد ہو رہا ہو اور قیام کیا جائے یہ انتہائی تعظیم رسول ہے اس پر قرآن شاہد ہے۔

وتعزروہ وتوقروہ پیارے محبوب کی عزت وتوقیر کرو عزت وتوقیر مامور ہے اور قیام میں عزت پائی جاتی ہے اللہ کریم نے کوئی قید نہیں لگائی لہٰذا ہر حال میں تعظیم ہونی چاہیے تعظیم جس وقت کرو جس جگہ کرو جس حال میں کرو قیام کی حالت میں بیٹھنے کی حالت میں ہر حال میں شرعاً مطلوب ہے تعظیم رسول شعائر اللہ سے ہے۔

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم

کرتا ہے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری ہے حج کیلئے یا قربانی کیلئے جانور موٹا اور خوبصورت قیمتی لینا جانور کی تعظیم ہے قیام عند ذکر الولادت میں انتہائی تعظیم ہے یہ تعظیم تقویٰ کی علامت ہے۔

ما راہ المومنون حسنا فھو حسن۔ ایمان والے جس کام کو اچھا دیکھیں وہ کام اچھا ہے۔

فصل ہشتم

اجماع امت

امت کا اتفاق ہے کہ عمل مولد اچھا کام ہے قرون اولیٰ میں انتظامات کی کثرت نہیں تھی لوگوں کے اجتماع کی کثرت بھی نہیں تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۶)

قال الامام السيوطى ان اصل عمل المولد الذى هوا اجتماع الناس وقراة ما تيسر من القرآن و رواية الاخبار الواردة فى مبداء امر النبى ﷺ وما وقع فى مولده من الآيات ثم يمد لهم سماطٌ فيا كلونه' وينصرفون من غير زيادة علىٰ ذالك من البدع الحسنة التى يثاب عليها صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبى ﷺ واظهار الفرح والاستبشار بمولده الشريف۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اصل عمل مولد جو کہ لوگوں کا جمع ہونا ہے اور جو ہو سکے قرآن کا پڑھنا ہے اور ان احادیث کا نقل کرنا ہے جو آپ کی خلقت کے بارے میں وارد ہوئیں اور ان معجزات کا نقل کرنا ہے جو آپ کی ولادت کے وقت ظہور پذیر ہوئے پھر کھانے کا انتظام کہ حاضر ہونے والے کھائیں اور اس کے بعد کوئی ناجائز کام نہ کریں یہ ایسا نیا نیک کام ہے کہ جس پر کرنے والے کو ثواب دیا جائے گا کیونکہ اس کام میں نبی ﷺ کے مرتبہ کی تعظیم ہے اور خوشی کا اظہار ہے اور آپ کی ولادت کی خوشی

منانا ہے طعام پکانا دوسروں کو کھلانا درجات سے ہے جب میلاد پاک کی خوشی ساتھ شامل ہو جائے تو رب کا انتہائی قرب حاصل ہوگا۔

شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ویستحب لنا اظهار الشکر لمولده علیه السلام۔** (روح البیان ج۹ ص۵۶)

آپ کی ولادت کیلئے اظہار شکر ہمارے لئے مستحب ہے

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔ **الاجتماع لسماع قصة صاحب المعجزات من اعظم القربات۔** (جواہر البحار ص۳۴۰)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فرماتے ہیں۔ **ینبغی لکل صادق فی حبه ان یستبشر بشهر مولده ﷺ ویعقد فیه محفلا لقراة ما صح فی مولده من الاثار رفعسی ان یدخل بشفاعته مع السابقین الاخیار فان من سرت محبته ﷺ فی جسده لایبلی ولم تحصل مرتبة الشفاعة لاهلها الا بواسطة حبهم لجنابه الاعلی واذا کان الشفعاء الابرار اور ثهم حبه ﷺ قبول شفاعتهم فی الاغیار فلا اقل ان یورث عمل المولد الشفاعة فی صاحبه وان نزلت مرتبة محبته عن محبتهم فی المقدار ومصداقه قول الحبیب المختار المرء مع من احب فرحم الله امراً اتخذلیالی شهر مولده اعیاداً۔** (جواہر البحار ج۳ ص۳۴۰)

حضور کی محبت میں ہر سچے آدمی کیلئے مناسب ہے کہ وہ آپ کے ماہ ولادت میں خوشی منائے اور اس ماہ میں آپ کی ولادت کے دن کو صحیح حدیثیں پڑھنے کیلئے مجلس منعقد کرے قریب ہے کہ وہ حضور کی شفاعت کے ساتھ سابقین بزرگوں کے ساتھ داخل ہو نبی کریم ﷺ کی محبت جس جسم میں سرایت کر گئی وہ جسم بوسیدہ نہیں ہوگا نیکوں کو آپ کی محبت کی وجہ سے اغیار میں شفاعت کی قبولیت نصیب ہوتی ہے تو میلاد

کا عمل میلاد کرنے والے کی سفارش کرے گا یعنی نبی پاک ﷺ میلاد کرنے والے کی شفاعت فرمائیں گے اگرچہ میلاد کرنے کی محبت کا مرتبہ نیکوں کی جو محبت نبی پاک ﷺ سے ہے اس سے کم ہے اس کا مصداق نبی پاک ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ مرا اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کو محبت ہوگی اللہ تعالیٰ اس مرد پر مہربانی فرما دے جس نے آپ کی راتوں کو عید بنایا۔

جاننا چاہیے کہ منہیات اور منکرات سے پرہیز واجب ہے میلاد شریف کے عمل کو گانے اور آلات لہو سے پاک کرنا ضروری ہے حرام کے عمل مولد میں ملنے سے عمل مولد بدعتہ مذمومہ قرار پائے گا۔ جن علماء کرام نے عمل مولد کو بدعت مذمومہ قرار دیا ان کا یہی مطلب ہے کہ اگر عمل مولد میں گانا معاصی اور آلات لہو مل جائیں گے تو وہ ان وجوہ کی بناء پر حرام ہو جائے گا۔

مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۴۱ میں ہے۔ باید که از بدعتها که عوام احداث کرده انداز تغنی و آلات محرمه و منکرات خالی باشد چاہیے کہ عمل مولد ان بدعتوں سے خالی ہو جن بدعتوں کو عوام نے پیدا کر دیا گانے اور حرام آلات اور بری چیزوں سے عمل مولد خالی ہو۔

معلوم ہوا اصل مولد بہت بڑی عبادت ہے جب عبادت میں کوئی مفسد پایا جائے گا عبادت ختم ہو جائے گی۔ انسان العیون ص ۱۳۷ پر ہے۔

وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة و كذا الحافظ السيوطى وردا على الفاكهانى المالكى فى قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة علامہ ابن حجر نے عمل مولد کی اصل حدیث پاک سے نکالی اسی طرح علامہ سیوطی اور علامہ ابن حجر نے فاکہانی مالکی کے اس عقیدہ کا رد کیا کہ عمل مولد بدعتہ مذمومہ ہے"۔

وہ تمام حدیثیں بیان ہو چکیں کہ نبی پاک ﷺ نے اپنی خلقت کا حال اپنی ولادت کا حال صحابہ کرام کے سامنے بیان کیا لہٰذا میلاد شریف کا بیان کرنا پیارے آقا کی سنت ہے فاکھانی مالکی کی بات بالکل غلط ہے اللہ کریم پیارے آقا کی محبت عطا کرے۔

باب چہارم

نبی پاک ﷺ کے آباؤ اجداد اور اصول کے مومن موحد اور ناجی ہونے پر دلائل۔ اس باب میں ۴ فصلیں ہیں۔

نسب محمد رسول اللہ ﷺ

☆ محمد ﷺ ☆ ابن عبداللہ ☆ ابن عبدالمطلب ☆ ابن ہاشم ☆ ابن عبد مناف ☆ ابن قصی ☆ ابن کلاب ☆ ابن مرۃ ☆ ابن کعب ☆ ابن لوی ☆ ابن غالب ☆ ابن فہر ☆ ابن مالک ☆ ابن النضر ☆ ابن کنانہ ☆ ابن خذیمہ ☆ ابن مدرکہ ☆ ابن الیاس ☆ ابن مضر ☆ ابن نزار۔ ابن معد ☆ ابن عدنان ☆ ابن اد ☆ ابن ادو ☆ ابن الیسع ☆ ابن یسطع ☆ ابن سلیمان ☆ ابن ثابت ☆ ابن حمل ☆ ابن قیذار ☆ ابن اسماعیل علیہ السلام ☆ ابن ابراہیم علیہ السلام ☆ ابن تارخ ☆ ابن ناحور ☆ ابن ساروغ ☆ ابن راعو ☆ ابن فالخ ☆ ابن عابر ☆ ابن شالخ ☆ ابن افخشد ☆ ابن سام ☆ ابن نوح علیہ السلام ☆ ابن لامک ☆ ابن متوشلخ ☆ ابن ادریس علیہ السلام ☆ ابن یرد ☆ ابن مہلائیل ☆ ابن قینان ☆ ابن یانش ☆ ابن شیث علیہ السلام ☆ ابن آدم ابی البشر علیہ السلام

بعض کے نزدیک ادد

☆ ابن مقوم ☆ ابن ناحور ☆ ابن تیرح ☆ ابن یعرب ☆ ابن یشجب ☆ ابن نابت ☆ ابن اسماعیل علیہ السلام

فصل اوّل

اس پاکیزہ سلسلہ کا ایمان قرآن پاک سے ثابت ہے

جاننا چاہیے کہ نبی پاک ﷺ کے آباء کرام مرتبہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ بزرگ اور افضل ہیں اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ وعز برہانہٗ نے اس سلسلہ کو کفر اور شرک اور گناہوں کی میل سے پاکیزہ فرمایا یہ سلسلہ مکمل اوّل سے آخر تک اللہ کریم کا محبوب ہے اس سلسلہ کا شرف نص سے ثابت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا **لقد جاء کم رسولٌ من انفسکم** امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر ص ۵۲۱ پر فرمایا **وقری من انفسکم ای من اشرفکم وافضلم**۔

میرے حبیب ﷺ کی تشریف آوری ﷺ ایسے سلسلہ سے ہوئی جو تم سے زیادہ بزرگ اور زیادہ افضل والا سلسلہ ہے۔ **وقیل ھی قرأۃ رسول اللہ** ﷺ اور کہا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی قرأت ہے۔

شیخ احمد صاوی نے لکھا۔ **وقرأ من انفسکم بفتح الفاء من النفاسۃ والمعنی جاء کم رسول من اشرفکم وارد فعکم قدراً**۔ (صاوی ص ۱۵۰)

انفس کی زبر سے بھی پڑھا گیا جس کا مصدر نفاست ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ تمہارے پاس جو عظیم الشان رسول جلوہ گر ہوئے وہ ان سے ہیں جو مرتب میں تم سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہیں۔ چونکہ نص مطلق ہے لہٰذا اس سلسلہ کی شرافت اور رفعت شان ہر طرح ثابت ہوگی ان کی ذات بھی اعلیٰ ان کے صفات بھی اعلیٰ

محقق آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں ان کی ہر طرح کی رفعت شان پر نص کیا انہوں نے کہا **ای اشرفکم فی کل شئی** کہ اس سلسلہ کی شان یہ ہے کہ یہ سلسلہ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی تم سے بلند شاہ والا ہے صفات کے اعتبار سے بھی بلند شان رکھتا

ہے۔ (روح المعانی ص ۵۷)

جب اس سلسلہ کا مطلق شرف ثابت ہو گیا ان کا ایمان ثابت ہو گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا **وتقلبك فی الساجدین۔**

محقق آلوسی نے کہا **المراد بالساجدین المؤمنون والمعنی یراك حین تقوم لاذا الرسالة ویریٰ تقلبك وترددك فیما بین المومنین او معهم فیما فیه اعلان امر اللّٰه واعلان کلمته سبحانه' وتفسیر الساجدین بالمومنین عن ابن عباس وقتاده الا ان کون المعنی ما ذکر لایخلو عن خفاءٍ وعن ابن جبیر ان المراد بهم الانبیاء والمعنی ویریٰ تقلبك کما یتقلب غیرك من الانبیاء علیهم السلام فی تبلیغ ما امروا بتبلیغهٖ وهو کما تری وتفسیر الساجدین بالانبیاء رواه جماعة منهم الطبرانی وابو نعیم والبزار عن ابن عباس ایضا الا انه' رضی اللہ عنہ فسر التقلب فیهم بالتنقل فی اصلابهم حتی ولدته' امه' علیہ السلام وجوز علی حمل التقلب علی التنقل ان یراد بالساجدین المومنون واستدل بالایة علی ایمان ابویه صلی اللہ علیہ وسلم کما ذهب الیه کثیر من امة اهل السنة۔** (روح المعانی پ۱۹ ص ۳۷)

ساجدین سے مراد مومن ہیں آیت کا معنی یہ ہے کہ پیارے محبوب جب آپ اداء رسالت کیلئے کھڑے ہوتے ہیں وہ آپ کو دیکھتا ہے اور مومنوں کے درمیان آپ کا چلنا پھرنا یا تبلیغ کیلئے ان کے ساتھ ہونے کو اللہ دیکھتا ہے ساجدین سے مومن مراد لینا ابن عباس اور قتادہ سے مروی ہے مگر معنیٰ مذکورہ خفا سے خالی نہیں اور ابن جبیر سے ہے کہ ساجدین سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں معنی یہ ہے کہ اللہ کریم آپ کے منتقل ہونے کو دیکھتا ہے جیسے کہ وہ تبلیغ کیلئے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھتا ہے کہ وہ تبلیغ کیلئے چلتے ہیں اور یہ معنی ایسا ہے جیسے کہ تم دیکھتے ہو اور ساجدین کی تفسیر انبیاء کرام علیہم السلام

کے ساتھ یہ نقل ایک جماعت سے ہے ان سے امام طبرانی اور بزار اور ابونعیم ہیں انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تقلب کا معنی انبیاء کرام علیہم السلام کی پشتوں میں آپ کا منتقل ہونے کا کیا ہے کہ وہ آپ کے اصلاب انبیاء میں منتقل ہونے کو دیکھتا ہے جیسے کہ انبیاء کرام کے چلنے پھرنے کو دیکھتا ہے جو چلنا تبلیغ کیلئے ہے اللہ کریم آپ کے منتقل ہونے کو دیکھتا ہے۔ جب سے آپ چلے یہاں تک کہ آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ نے جنا۔

جب تقلب کا معنی منتقل ہونا ہوا اس وقت ساجدین سے مومن مراد لینا جائز ہے یعنی تقلب کا معنی تنقل کرنے پر انبیاء والا ارادہ بھی درست ہے مومن مراد لینا بھی درست ہے اس آیت سے ابوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر بھی استدلال کیا گیا اہلسنّت سے کثیر اسی طرف گئے۔

شیخ احمد صاوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ والمراد بالساجدین المؤمنون والمعنی یراك متقلبا فی اصلاب وارحام المؤمنین من آدم الی عبداللّٰہ فاصوله' جمیعا مؤمنون۔ (صاوی ج۳ ص۱۷۲)

ساجدین سے مراد مومن ہیں معنی یہ ہے کہ اللہ کریم آپ کو مومنوں کی پشتوں اور رحموں میں منتقل ہوتا ہوا دیکھتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک آپ کے تمام اصول مومن ہیں۔

شیخ سلیمان اجمل ص ۳۵۷ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مصلین اس کی تفسیر بعض نے مومنین کے ساتھ کی ای یراك متقلبا فی اصلاب وارحام المؤمنین من لدن آدم وحوا الی عبداللّٰہ وآمنة فجمیع اصوله رجالاً ونساء مؤمنون۔

اللہ کریم آپ کو مومنوں کی صلبوں اور منومنات کی رحموں میں آدم وحوا علیہما السلام سے عبداللہ اور آمنہ تک منتقل ہوتا ہوا دیکھتا ہے تو آپ کے تمام اصول مرد اور عورتیں

مومن ہیں۔

دونوں مذکورہ نصوص سے آپ کے آباء کرام کا ایمان ثابت ہو گیا لیکن مسئلہ کی قطعیت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ روافض نے سمجھا۔

تفسیر مظہری ج ۷ ص ۸۹ **وتقلبك من اصلاب الطاهرين الساجدين للّٰه الیٰ ارحام الطاهرات الساجدات ومن ارحام الساجدات الیٰ اصلاب الطاهرين ای الموحدين والموحدات حتی يدل علی ان آباء النبی ﷺ كلهم كانوا مؤمنين كذا قال السيوطی**۔ اللہ کریم آپ کے اس منتقل ہونے کو دیکھتا ہے جو طاہرین ساجدین للہ کی پشتوں سے طاہرات ساجدات للہ کی رحموں کی طرف ہے اور جو ارحام ساجدات سے اصلاب طاہرین یعنی موحدین اور موحدات کی طرف ہے تا کہ یہ معنی مراد یہ بتائے کہ نبی پاک ﷺ کے تمام آباء کرام مومن تھے۔

جاننا چاہیے کہ ہمارے مفسرین اہلسنّت اس طرف گئے کہ نبی پاک ﷺ کے تمام آباء کرام مومن ہیں لیکن آیت زیر بحث سے مسئلہ ایمان اصول کرام کو قطعی نہیں سمجھا کیونکہ آیت کے مفسرین نے زیادہ مطلب بیان کئے جب آیت کئی معنی کی متحمل ہوئی تو مسئلہ ایمان اصول کرام ثابت ہو گیا لیکن مع الظن روافض نے اس آیت سے مسئلہ ایمان اصول کرام کو قطعی سمجھا اور یہ ان کی غلطی ہے انہوں نے ایک مطلب کو ترجیح دے دی اور وہ آپ کا ساجدین کی پشتوں سے منتقل ہونے والا مطلب ہے ہم یہی مطلب لیتے ہیں لیکن دوسرے مطلب کیلئے آیت کو محتمل سمجھتے ہیں یعنی دنیا میں مومنوں کے ساتھ چلنے پھرنے کو اللہ کریم دیکھتا ہے۔ جب آیت چند معنی کی محتمل ہوئی مسئلہ کی قطعیت ختم ہو گئی۔ امام رازی کا اس مقصد پر کلام کہ مسئلہ ایمان اصول کرام کو اس آیت سے قطعی سمجھنا جیسا روافض نے سمجھا غلط ہے۔

اعلم ان الرافضة ذهبوا الی ان آباء النبی ﷺ كانوا مؤمنين

وتمسکوا فی ذالک بهذه الایة وبالخبر اما هذه الایة فقالوا قولهٗ تعالیٰ وتقلبك فی الساجدین یحتمل الوجوه التی ذکرتم ویحتمل ان یکون المراد ان اللّٰه تعالیٰ نقل روحهٗ من ساجد الیٰ ساجد کما نقولهٗ نحن واذا احتمل کل هذه الوجوه وجب حمل الایة علی الکل ضرورة انهٗ لامنافاة ولا رجحان واما الخبر فقولهٗ علیه السلام لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات وکل من کان کافراً فهو نجس لقوله تعالیٰ انما المشرکون نجس قالوا فان تمسکتم علیٰ فساد هذا المذهب بقوله واذ قال ابراهیم لابیه اذرقلنا الجواب عنه ان لفظ الاب قد یطلق علی العم کما قال ابناء یعقوب لهٗ نعبد الهك واله أبائك ابراهیم واسماعیل واسحق۔ (تفسیر کبیر ص ۳۶۸)

جاننا چاہیے کہ شیعہ اس طرف گئے کہ نبی کریم ﷺ کے آباء کرام کا مسئلہ ایمان قطعی ہے مسئلہ ایمان اصول کرام کی قطعیت کو انہوں نے اس آیت اور خبر سے نکالا البتہ یہ آیت تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا قول وتقلبك فی الساجدین ان وجوہ کا محتمل ہے جو تم نے ذکر کیں اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو ساجد سے ساجد کی طرف نقل کیا ہو جیسے کہ ہم کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا قول ان تمام وجوہات کا احتمال رکھتا ہے تو آیت کا تمام وجوہ پر حمل ضروری ہوگیا کیونکہ ایک وجہ کی دوسری کے ساتھ کوئی منافات نہیں اور نہ ہی ایک وجہ دوسری پر راجح ہے۔ بندہ کہتا ہے کہ روافض نے خود مان لیا کہ کوئی ایک وجہ دوسری پر راجح نہیں تو ایمان اس آیت سے ثابت ہوگیا لیکن قطعیت ثابت نہ ہوئی مسئلہ کی قطعیت قول رسول سے ثابت ہے۔

خبر یہ ہے کہ ''میں ہمیشہ اصلاب طاہرین سے ارحام طاہرات کی طرف منتقل ہوا۔

اور جو کافر ہو وہ ناپاک ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یقیناً مشرک ناپاک ہیں۔ انہوں نے کہا اگر تم اس مذہب کے فاسد ہونے پر اس آیت سے دلیل پکڑو۔ **واذا قال ابراهیم لابیه اذر اتتخذ اصناماً الهة** ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ ازرو کو کہا کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو ہم کہیں گے اب بمعنی باپ کا اطلاق ''عم'' چچا پر بھی ہوتا ہے۔ روافض کا استدلال خبر سے صحیح ہے زیر بحث نص سے قطعیت ثابت کرنا درست نہیں جب روافض نے خود اقرار کیا کہ لا رجحان کہ کوئی ایک وجہ ترجیح نہیں پاسکتی پھر یہ کہنا کہ نور نبوی کے ساجد سے ساجد کی طرف منتقل ہونے والی وجہ ہی راجح ہے غلط قرار پایا کیونکہ لا رجحان اور رجحان ایک دوسرے کی صریح نقیض ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب سب وجوہ برابر ہیں تو ایمان اصول کرام ثابت ہو گیا لیکن مع الظن۔

امام رازی نے فرمایا **فالایة دالةٌ علی ان جمیع اباء محمد ﷺ کانوا مسلمین**۔ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ احمد مجتبیٰ کے تمام آباء کرام مسلمان تھے طہارت نسب والی تمام احادیث اس مقصد کی تائید کرتی ہیں۔

فصل دوم

جمہور اہلسنّت کا مسلک یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے والدین ماجدین سے لیکر حضرت آدم وحوا علیہما السلام تک آباء وامہات مومنین وموحدین ہیں۔ (مقالات کاظمی ص ۶۵)

حضور سیّد عالم ﷺ کے آباء وامہات الی ادم حوا علیہما السلام کے زنا و فحاشی سے پاک ہونے پر اجماع امت ہے اس پر نصوص شاہد ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ ما ولدنی من سفاح الجاهلية شئٌ وما ولدنی الانکاح کنکاح الاسلام۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۵۶' مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۶۶' خصائص کبریٰ ص ۹۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جاہلیت کے زمانہ کی بے حیائی ذرہ برابر نہیں پہنچی۔ میں نکاح اسلام جیسے نکاح ہی سے پیدا ہوا۔

عن محمد بن علی بن حسین ان النبی ﷺ قال انما خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن أدم لم یصبنی من اھل الجاھلیۃ شئی ولم اخرج الامن طھرۃ۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۹۲)

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح سے جلوہ گر ہوا میں بے حیائی سے ظاہر نہیں ہوا آدم علیہ السلام سے اہل جاہلیت کی کوئی چیز ذرہ برابر مجھے نہیں پہنچی اور میرا ظہور پاکیزہ ترین ہستیوں سے ہوا۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قرأ رسول اللہ ﷺ لقد جاء کم رسول من انفسکم بفتح الفاء وقال انا انفسکم نسبا وصھرا وحسبا لیس فی آبائی من لدن أدم سفاح کلنا نکاح۔ (انسان العیون ج ۱ ص ۶۸، مواھب اللدنیہ ص ۶۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت کو فا کی زبر سے پڑھا اور آپ نے فرمایا میں از روئے نسب کے زیادہ بزرگ ہوں میرا اسرال والا سلسلہ بھی زیادہ بزرگ ہے میرا خاندان سب بزرگ ہے۔ میرے آبا میں آدم علیہ السلام سے کوئی بدکاری نہیں ہمارا سلسلہ نسب سب نکاح ہی سے ہے۔

عن ھشام بن محمد بن السائب الکلبی عن ابیہ محمد قال کتبت للنبی ﷺ خمسمائۃ ام فما وجدت فیھن سفاحا ولا شئیا مما کان فی امرا الجاھلیۃ۔ (مواھب اللدنیہ ج ۱ ص ۶۶، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۵۶)

ہشام بن محمد کلبی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے نبی پاک ﷺ کے سلسلہ کی پانچ سو ماں لکھی تو کسی میں میں نے بے حیائی نہیں پائی اور نہ

امر جاہلیت کی کوئی چیز پائی۔

عن ابن عباس قال سألت رسول اللّٰه ﷺ فقلت فداك ابی و امی این کنت و آدم فی الجنة قال فتبسم حتی بدت نواجذه' ثم قال کنت فی صلبه ورکب بی السفینة فی صلب ابی نوح وقذف بی فی صلب ابراهیم لم یلتق ابوای علی سفاح قط لم یزل اللّٰه ینقلنی من الاصلاب الحسیبة الی الارحام الطاهرة مصفی مهذبا لا ینشعب شعبتان الا کنت فی خیر هما۔ (البدایہ والنہایہ ج۱ص ۲۵۷)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے آپ کہاں تھے انہوں نے کہا کہ آپ خوش ہوئے آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر آپ نے فرمایا میں آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا مجھے کشتی میں سوار کیا گیا اپنے نوح علیہ السلام کی پشت سے مجھے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ڈالا گیا میرے ماں باپ بے حیائی پر ہرگز نہیں ملے۔

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه ﷺ بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه۔

(مشکوٰۃ شریف ج۲ص۵۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا نور ہمیشہ اس طبقہ میں رہا جو بنی آدم کے طبقات میں سے بہتر ہے ایک طبقہ کے بعد جب دوسرا طبقہ آیا میری جلوہ گری بہترین طبقہ میں رہی یہاں تک کہ میں اس طبقہ میں پہنچا جس میں میں ہوں۔

عن واثلة بن الاسقع قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول ان اصطفی

کنانة من ولد اسماعیل واصطفی قریشا من کنانة واصطفی من قریش بنیٰ هاشم واصطفانی من بنی هاشم۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۱۱، مسلم ص ۲۴۵)

حضرت واثلہ ابن اسقع سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو برگزیدہ فرمایا اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

عن العباس بن عبدالمطلب قال قال النبی ﷺ انا خیرهم نفسا وخیرهم بیتا۔ (ترمذی شریف ۲۰۲)

عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرا خاندان ہر خاندان سے بہتر اور میرا گھر ہر گھر سے بہتر ہے۔

من عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال لی رسول اللہ ﷺ قال لی جبریل قلبت الارض من مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد وقلبت الارض مشاربها ومغاربها فلم اجد نبی اب افضل من بنی هاشم۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۵۷، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۲، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۹۶)

اُم المومنین والمومنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میں کل روئے زمین پھرا مشرق مغرب و پھرا حضرت محمد ﷺ سے افضل کوئی مرد نہیں پایا اور مشرق و مغرب کی زمین چھان ماری بنی ہاشم قبیلہ سے افضل کوئی قبیلہ نہیں پایا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ور زیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

میں تمام اطراف عالم میں پھرا بہت حسین دیکھے لیکن پیارے آقا آپ کا مثل کوئی نہیں۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان قریشا کانت نورا بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذالک النور وتسبح الملائکۃ بتسبیحہٖ فلما خلق اللہ اٰدم القیٰ ذالک النور فی صلبہٖ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ الی الارض فی صلب اٰدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراھیم ثم لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ الی الارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۳

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش تخلیق آدم سے دو ہزار سال پہلے اللہ کے سامنے نور تھا وہ نور تسبیح کرتا تھا اور فرشتے اسی نور کی تسبیح کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو وہ نور ان کی پشت میں رکھ کر زمین پر اتارا اور مجھے نوح علیہ السلام کی پشت میں کیا اور مجھے ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رونق افروز فرمایا پھر ہمیشہ معزز پشتوں سے پاک رحموں کی طرف مجھے منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے ظاہر فرمایا جو کہ ہرگز بے حیائی پر نہیں ملے۔

ان تمام احادیث سے آپ کے تمام اصول کرام کے ایمان کی قطعیت ثابت ہوگئی کیونکہ جب اللہ نے اپنے حبیب کے نسب کو برائی سے پاکیزہ بنایا تو وہ کفر سے اس پاکیزہ سلسلہ کو پاک کیسے نہیں کرے گا کیونکہ جو قبیلہ کفر سے پاک نہ ہو وہ اپنے غیر سے افضل نہیں ہوسکتا اور نہ بہتر ہوسکتا ہے آپ کا نسب عالی تمام نسبوں سے علی الاطلاق افضل ہے ایمان کی وجہ سے بھی اور باقی تمام فضل کی وجہ سے بھی آپ کے آبا کرام موحد مؤمن ہیں۔

سوالات اور جوابات

سوال نمبر 1

واذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصنا ما الھة ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ آذر کو کہا کیا آپ بتوں کو معبود بنائیں گے معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں بت پرستی پائی جاتی ہے۔

جواب اس سلسلہ کی طہارت قرآن پاک سے ثابت ہو چکی لہٰذا یہاں اب بولا گیا مراد چچا ہے چچا پر اب کا اطلاق عرب کے محاورہ میں ہوتا ہے آذر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں چچا ہے۔

عن انس ان رجلا قال یا رسول اللہ ﷺ این ابی قال فی النار فلما قام دعاہ قال ان ابی و اباك فی النار مسلم۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدمی نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہوگا آپ نے فرمایا آگ میں جب وہ کھڑا ہوا آپ نے اسے بلایا فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ آگ میں ہیں اس کے چند جواب ہیں۔ جواب لفظ اب سے ابولہب وغیرہ مشرکین مراد ہیں۔

(مقالات کاظمی ص ۶۵)

جواب یہ راوی کا تصرف ہے کسی اور راوی نے یہ لفظ نقل نہیں کیئے یہ طرق حماد ہے معمر نے اپنے طریق میں اس عبارت کی مخالفت کی معمر کے طریق میں **اذا مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار** عبارت ہے کہ اے مرد جب تو کسی کافر کی قبر پر گزرے تو اسے تو آگ کی خبر دے۔ معلوم ہوا کہ مسلم شریف کی یہ خبر راوی کی غلطی ہے لہٰذا نصوص قطعیہ کے سامنے اسے ترک کیا جائے گا دیکھیں قرآن کریم میں ہے۔ **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا** جب تک ہم رسول نہ بھیجیں ہم کسی کو عذاب نہیں دیں گے

نبی کریم ﷺ کے والدین طیبین طاہرین زمانہ فترت میں انتقال کر گئے لہٰذا خبر واحد نص کے سامنے متروک ہوگی۔

روی انہ علیہ السلام زار قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال استاذنت فی ان استغفر لہا فلم یوذن لی واستاذنت فی ان ازور قبرہا فاذن لی فزوروا القبور فانہا تذکر کم الموت۔ (روح البیان ص ۲۱۷)

روایت کی گئی کہ آپ ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی تو آپ نے گریہ فرمایا اور قریب والوں کو رلایا آپ نے فرمایا کہ میں نے والدہ کیلئے استغفار کی اجازت چاہی اجازت نہ دی گئی قبر کی زیارت کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی قبروں کی زیارت کرو وہ تمہیں موت یاد دلائیں گی۔

والدہ مکرمہ کیلئے حضور علیہ السلام کو استغفار کا اذن نہ ہونا گناہوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے غیر رسول کیلئے استغفار گناہ کا وہم پیدا کرتا ہے کیونکہ آپ کے والدین نے زمانہ فترت میں انتقال فرمایا اس وقت گناہ کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔

(مقالات کاظمی ص ۶۵)

استغفار مومنوں کیلئے ہوتا ہے جب آپ نے اپنی والدہ کے استغفار کا ارادہ فرمایا ایمان ثابت ہوگیا۔

یہ روایت خبر واحد ہے نص قطعی **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً** کے مقابلہ میں ترک کی جائے گی۔

علامہ ابن حجر مکی نے جواب دیا کہ حکمت کا مقتضی تاخر استغفار کا تھا اللہ کریم کی مشیت تھی کہ احیاء ابوین کے وقت کو دیر ہے اس وقت دیر کی جائے۔

جواہر البحار ص ۷۱ پر ہے **ان المصلحۃ اقتضت تاخر الاستغفار لہا عن ذالک الوقت فلم یؤذن لہ فیہ حینئذ۔**

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کیلئے حکمت چاہتی تھی کہ استغفار میں دیر کی جائے لہٰذا اس حکمت کے تحت اجازت نہ دی گئی۔

دو حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ جواہر البحار ص ۷۰ سطر نمبر ۲۶ اور روح البیان ص ۲۱۷ پر ہے۔ فمر على عقبة الحجون وهو باك حزين مغتم فبكيت لبكاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثم انه ظفر فنزل فقال يا حميراء استمسكي (اى زمانه الناقة) فاستذت الىٰ جنب البعير فمكث عنى طويلا ثم انه عاد الى وهو فرح متبسمٌ فقلت له بابى انت وامى۔

يارسول الله نزلت من عندى وانت باك حزين مغتم فبكيت لبكائك يارسول الله ثم انك عدت الىٰ وانت فرح متبسمٌ فعماذا يارسول الله فقال ذهبت لقبر آمنة امى فسالت الله ربى ان يحييها فاحياها فامنت۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ہمارے ساتھ کیا عقبته الحجون مقام پر آپ حزن وغم کی حالت میں گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گریہ کی وجہ سے میں روئی پھر آپ کامیاب ہوئے تو سواری سے اترے فرمایا اے حمیراء اونٹنی کی نکیل پکڑو تو میں اونٹنی کی کروٹ کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئی تو کافی دیر آپ میرے پاس نہ آئے جب تشریف لائے خوش تھے مسکراتے تھے میں نے کہا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ جب سواری سے اترے آپ حزن وغم میں تھے تو آپ کے گریہ کی وجہ سے میں رو پڑی پھر آپ خوش اور مسکراتے ہوئے میری طرف واپس ہوئے یارسول اللہ آپ کیوں خوش ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کے پاس گیا تو میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہ کو زندہ فرمادے تو اللہ کریم نے میری والدہ کو زندہ کر دیا وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

استغفار کا اذن نہ ملنا وہ پہلے ہے اللہ کریم کی مشیت یہ تھی کہ وہ ساعت جس میں نے ان کی دنیا کی زندگی مقدر فرمائی اور محبوب کی امت سے ہونے کا شرف ان کے مقدر میں لکھ دیا وہ وقت آ جائے سب کچھ اپنے وقت پر ہو جائے گا۔

روح البیان ص ۲۱۷ پر ہے **فھو متقدم علی احیائھما** استغفار والی روایت زندہ کرنے والی روایت پر متقدم ہے احیاء ابوین والا واقعہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہے اور استغفار والا قصہ اس سے پہلے ہے۔

احیاء ابوین پر دوسری حدیث روح البیان ص ۲۱۷ پر ہے۔ **ذکر ان النبی ﷺ بکی بکاء شدیدا عند قبر ابویہ وغرس شجرۃ یابسۃ وقال (ان اخضرت فھو علامۃ امکان ایمانھما فاخضرت ثم خرجا من قبرھما ببرکتہ دعاء النبی ﷺ واسلما ثم ارتحلا۔**

ذکر کیا گیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اپنے والدین کی قبر کے پاس سخت روئے اور دونوں کی قبروں میں درخت کی خشک شاخیں گاڑ دیں اور فرمایا اگر شاخ سبز ہو جائے تو ان کے ایمان کی علامت ہے تو شاخ ہر ایک قبر کی سبز ہو گئی تو آپ کے والدین اپنی قبروں سے باہر جلوہ گر ہوئے نبی ﷺ کی دعا کے ساتھ اور مشرف با اسلام ہوئے پھر دنیا سے رحلت کی شیخ اسماعیل حقی نے فرمایا **ولیس احیائھما وایمانھما بہ ممتنعاً عقلا ولا شرعا۔** (روح البیان ج ۱ ص ۲۱۷)

نبی کریم ﷺ کا اپنے والدین کو زندہ کرنا اور ان کا آپ پر ایمان لانا کسی طرح ممتنع نہیں نہ عقلاً ممتنع ہے نہ شرعاً۔

قرآن پاک میں اس کی اصل موجود ہے پارہ نمبر ۱ میں بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا ثابت ہے اس نے زندہ ہو کر بتایا تھا کہ مجھے میرے چچا زاد بھائی نے قتل کیا قرآن پاک میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اسی طرح ہمارے

نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں پر اللہ کریم نے مردوں کی ایک جماعت زندہ فرمائی۔

فصل سوم

سوالات کا حل

سوال آدمی جب قریب الموت ہو اور عالم آخرت اس پر منکشف ہو جائے تو اب ایمان قبول نہ ہوگا۔

جواب **الایمان بعد المعاینته ایمان یاس فلا یقبل بخلاف الایمان بعد الاعادة۔** موت کے وقت کا ایمان نا امیدی کا ہے اب دنیاوی زندگی کی امید نہیں ہے۔ نا امیدی کے وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ جب دوبارہ دنیا کی زندگی مل جائے اب ایمان قبول ہوگا وجہ یہ ہے کہ جس کو دوبارہ زندگی ملے اب اس کی وہ عمر جو اس نے پوری نہیں کی تھی اس کو پورا کرنے کیلئے وہ دنیا میں بھیجا گیا لہٰذا اس کا ایمان قبول ہوگا۔

ثابت کریں کہ دنیا سے چلے جانے کے بعد کسی کو دنیا کی زندگی ملی ہو۔ جواب **ورد ان اصحاب الکهف یبعثون فی آخر الزمان ویحجون ویکونون من هذه الامته تشریفا لهم بذالك۔** (روح البیان ج ۱ ص ۲۱۷)

وارد ہوا کہ اصحاب کہف آخر زمان میں دنیا میں بھیجے جائیں گے اور حج کریں گے اور نبی کریم ﷺ کی امت سے ہونے کا شرف حاصل کریں گے۔

روح البیان ۲۱۷ پر ہے۔ **ورد مرفوعا اصحاب الکهف اعوان المهدی۔** اصحاب کہف کا امام مہدی کا مددگار ہونا مرفوع حدیث ہے یعنی اصحاب کہف کا وقت دنیا میں آنے کا وہ ہے جب امام مہدی آچکے ہوں گے اور وہ امام مہدی کی مدد کریں گے تو موت کے بعد والی زندگی میں ان کا حج کرنا اور امام مہدی کی مدد یہ عمل معتبر ہوگا۔

شیخ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔ **ولا بدع ان یکون اللہ تعالیٰ کتب لابوی**

النبی ﷺ عمرا ثم قبضهما قبل استیفائه ثم اعادهما لاستیفائه تلك اللحطته الباقیته و آمنا فیها فیعتدبه وتكون تلك البقیته بالمدة الفاصلته بینهما لاستدراك الایمان من جملته ما اكرم الله به نبیه ﷺ كما ان تاخیر اصحاب الكهف هذه المدة عن جملته ما اكرموا به لیحوزو اشرف الدخول فی هذه الامة۔ (روح البیان ج ۱ ص ۲۱۷)

یہ نئی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے والدین کیلئے ایک عمر لکھی ہو پھر اس عمر کے مکمل ہونے سے پہلے ان کی روح قبض کر لی ہو پھر اس باقی ساعت کے پورا کرنے کیلئے ان کو دوبارہ دنیا میں بھیج دیا ہو تو آپ کے والدین اس باقی ساعت میں ایمان لائے تو ان کے اس ایمان کو معتبر قرار دیا گیا۔ یہ بقیہ عمر جو دونوں زندگیوں کے درمیان میں ہے یہ ایمان حاصل کرنے کیلئے ہے محبوب کے والدین کو آپ کی امت ہونے کا شرف عطا کیا۔

اصحاب کہف تین سو سال غار میں رہے تین سو سال کے بعد جب وہ دنیا میں آئے ان کی تمام عبادات معتبر قرار پائیں۔ موت کے بعد عمل کا معتبر نہ ہونا عام قانون ہے اور اصحاب کہف کا آخر زمان میں زندگی پانا حج کرنا عبادات کرنا اسی طرح ابوین کریمین، طیبین، طاہرین کا بعد الوصال زندگی پانا اور اسلام لانا خاص قانون ہے اور دونوں میں کوئی منافات نہیں خصوصاً واقعہ احیاء ابوین پیارے آقا کا معجزہ ہے معجزات سے قوانین نہیں ٹوٹتے احیاء ابوین والی روایت محدثین نے نقل کی اور نقل اس کی صحت کی دلیل ہے۔ **وكون الایمان به ﷺ لا ینفع به بعد الموت محله فی غیر الخصوصیته والكرامته۔** (جواہر البحار ج ۲ ص ۱۷)

ابن حجر مکی نے فرمایا یہ قانون کہ موت کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا اس کا موقع محل خصوصیت اور عزت کے سوا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عصر کی نماز سورج کے ڈوبنے

کے بعد اس کے واپس ہونے پر ادا قرار پائی۔ یہاں بھی ایسے ہی ہے کہ یہ ایمان ان کی شان ہے اور حضور ﷺ کا معجزہ ہے۔

فصل چہارم

محدثین کا روایت احیاء ابوین کو نقل کرنا

جواہر البحار ص ۵۵ جواہر امام شعرانی) امام شعرانی نے نبی ﷺ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا (وبا حیاء ابویه حتیٰ آمنا به) اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو آپ کے والدین کے زندہ کرنے کے ساتھ مختص فرمایا وہ زندہ ہوکر آپ پر ایمان لائے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی آپ کی والدہ ماجدہ کا مدفن بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ماتت امه ودفنت بالا بواء وقیل باللحجون ویدل علیه خبر احیائها له حتی آمنت به ﷺ آپ کی والدہ کا انتقال ہوا اور ابواء میں دفن کی گئیں اور کہا گیا حجون میں دفن ہوئیں اور حجون میں دفن ہونے پر آپ کی والدہ ماجدہ کے آپ کیلئے زندہ کرنے والی خبر دلالت کرتی ہے وہ زندہ ہوکر آپ پر ایمان لائیں۔

(جواہر البحار ص ۹۲)

علامہ ابن حجر نے وتقلبك فی الساجدین کی تفسیر میں فرمایا فهذا صریح فی ان ابوی النبی ﷺ آمنة وعبداللّٰه من اهل الجنة لانهما اقرب المختارین۔ (جواہر البحار ص ۷۰)

پیارے محبوب موحدین میں آپ کے منتقل ہونے کی مجھے قسم ہے یہ نص اس بات صریح ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ماں باپ آمنہ اور عبد اللہ جنتی ہیں کیونکہ پسندیدہ ہستیوں سے حضور ﷺ کے سب سے زیادہ قریب یہی ہیں۔

آگے فرماتے ہیں۔ ان اللّٰہ تعالیٰ احیاھما لہ فامنا بہ خصوصیۃ لھما وکرامتہ لہ ﷺ اللہ کریم نے حضور کے ابوین کو آپ کیلئے زندہ فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے بعد الوصال ایمان دونوں کی خصوصیت ہے اور نبی پاک ﷺ کی عزت ہے۔

علامہ شیخ اسماعیل حقی نے مکمل روایتِ عائشہ نقل کی ج ا ص ۲۱۷ سألت اللّٰہ ربی ان یحییھا فاحیھا) میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری والدہ زندہ فرما دے اللہ نے میری والدہ کو زندہ فرمایا وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ الاشباہ والنظائر ص ۴۵۳ پر اور روح البیان ج ا ص ۲۱۷ پر ہے ان اللّٰہ تعالیٰ احیاھما لہ فامنا بہ خصوصیۃ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے ماں باپ کو آپ کیلئے زندہ فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے یہ ان کی خصوصی شان ہے۔ مواہب اللدنیہ ص ۴۳ پر ہے۔ قدروی ان اٰمنۃ امنت بہ بعد موتھا۔ بے شک روایت کی گئی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ پر اپنی موت کے بعد ایمان لائیں۔

علامہ علی قاری کی شفاء کی شرح ص ۱۵۶ میں ہے۔ ان اللّٰہ تعالیٰ احیا للنبی ﷺ ابویہ فآمنا بہٖ ثم اماتھما اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کیلئے آپ کے ماں باپ کو زندہ فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے پھر اللہ نے ان کو موت عطا فرمائی۔

زرقانی ص ۱۸۳ میں ہے۔ روی من حدیث عائشۃ ایضا احیاءُ ابویہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی آپ کے ماں باپ کا زندہ کرنا نقل کیا گیا۔

علامہ یوسف ابن اسماعیل نبہانی کی انوارِ محمدیہ ص ۳۷ میں ہے۔ روی عن عائشۃ ایضاءُ احیاء ابویہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی آپ کے ماں باپ کا زندہ کرنا نقل کیا گیا۔

جلالین شریف کے حاشیہ پر ہے۔ والصحیح ان والدی رسول اللّٰہ ﷺ احییا بمعجزاتہٖ ثم اسلما وماتا وادخلا الجنۃ ص ۱۸۰ صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ

ﷺ کے والدین آپ کے معجزہ کی ساتھ زندہ کئے گئے پھر وہ اسلام لائے اور وصال فرمایا اور جنت میں جلوہ گر ہوئے۔

علامہ ابن حجر نے الاشباہ والنظائر سے فتاویٰ حدیثیہ ص ۳۶۴ میں نقل کیا ان اللّٰہ تعالیٰ احیاھما له، حتی آمنا به اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو آپ کیلئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔

علامہ شامی کی شامی ص ۴۰۰ میں ہے ان نبینا ﷺ قد اکرمه، اللّٰہ تعالیٰ بحیاۃ ابویه له، حتیٰ آمنا به بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو آپ کے والدین کی حیات کے ساتھ مکرم فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی کی الزواجر ج ۱ ص ۲۶ میں ہے۔ وفی الخبر احیاء ابویه ﷺ ولیس احیائھما وایمانھما ممتنعاً اور آپ کے والدین کا زندہ کرنا حدیث پاک میں ہے اور ان کا زندہ کرنا اور ان کا ایمان ممتنع نہیں ہے۔

شیخ اسماعیل حقی کی روح البیان ج ۱ ص ۲۱۷ میں ہے۔ روی ان اللّٰہ تعالیٰ احیا له، اباہ، وامه، وعمه، ابا طالب وجدہ، عبدالمطلب روایت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد اور آپ کی والدہ اور آپ کے دادا عبدالمطلب کو آپ کیلئے زندہ فرمایا۔

تمام محدثین نے روایت عائشہ کی توثیق کر دی اور احادیث کثیرہ سے طہارت نسب مصطفیٰ ثابت ہوئی اور وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا سے ابوین کریمین کا ناجی ہونا ثابت ہوا اور روایت عائشہ سے ابوین کریمین کا شرف اور محبوب کی امت سے ہونے کی نسبت ثابت ہوئی۔

تذکرہ میلاد

میاں رشید احمد قریشی

محافل میلاد النبی ﷺ کی شروعات

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (الانبیاء ۱۰۷)

حضور ﷺ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں۔ آپ ﷺ کے سبب جو فوائد حاصل ہوئے‘ بے شمار ہیں۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ سب آپ ﷺ ہی کے وجود کے طفیل ہے۔

فرمانِ الٰہی

۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (آل عمران ۱۶۴)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا جبکہ ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیجا جو ان پر اس کی (اللہ تعالیٰ کی) آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔

”ہر آئینہ نعمت فراواں داد خدا بر مومناں آنگاہ کہ فرستاد درمیان ایشاں پیغمبرے از قوم ایشاں مے خواند بر ایشاں آیات خدا پاک مے ساز د ایشاں را و مے آموز د ایشاں را کتاب“

ترجمہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بے بہا نعمت عطا فرمائی جبکہ ان میں ایک

پیغمبر انہیں کی قوم سے بھیجا جوان پر خدا کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے۔

۳) یَعْرِفُوْنَ نِعْمَۃَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَھَا۔ (النحل ۸۳)

ترجمہ زجاج اور سدی کی تفسیر میں ہے کہ نعمت اللہ، محمد ﷺ ہیں۔ کفار جانتے ہیں کہ آپ نبی ہیں لیکن پھر بھی ازراہ عناد انکار کرتے ہیں۔

۴) اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ کُفْرًا۔ (ابراھیم ۲۸)

بخاری نے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”خدا کی قسم وہ لوگ نعمت کو ناشکری میں بدلنے والے کفار قریش ہیں اور نعمۃ اللہ محمد ﷺ ہیں“۔ (ابن کثیر)

۵) آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ جو محدثین کرام نے شمار کئے ہیں وہ ایک ہزار ہیں ان میں ایک نام مبارک ”نعمۃ اللہ“ ہے۔ جیسا کہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور حضرت محمد سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف ”دلائل الخیرات“ میں آپ ﷺ کا نام مبارک لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر و چرچا

۱) وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُم۔ (المائدہ ۱۱)

ترجمہ اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے۔

۲) وَاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔ (النحل ۱۱۴)

ترجمہ اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے معبود مانتے ہو۔

۳) وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ۔ (الضحیٰ ۱۱)

ترجمہ اور اپنے پروردگار کی نعمت کا چرچا کر۔

۴) التحدث بنعمۃ اللہ شکر و ترکہ کفر۔ (شعب الایمان ۶/۵۱۶)

ترجمہ اللہ کی نعمت بیان کرنا شکر اور نہ کرنا کفر ہے۔

متذکرہ بالا تین آیات اور ایک حدیث سے بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا بیان کرنا شکر گزاری ہے اور نہ کرنا کفرانِ نعمت اور ناشکر گزاری ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ تمام نعمتوں سے بڑھ کر بلکہ تمام نعمتوں کا سرچشمہ یعنی جس وجود کے طفیل نعمتیں حاصل ہوئیں وہ حضور سرور کائنات ﷺ ہیں۔

ایام اللہ کون سے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ (ابراہیم ۵)

ترجمہ اور انہیں اللہ کے ایام یاد دلاؤ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن دنوں میں عظیم واقعات رونما ہوئے“۔

مومن اگر بنظر انصاف دیکھیں تو تاریخ انسانیت میں حضور ﷺ کے ظہور یا ولادت سے بڑھ کر کوئی عظیم واقعہ نہیں ہے جس میں قدرت کی طرف سے عظیم اور عجیب واقعات ظہور پذیر ہوئے مثلاً کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ جانا اور اس کے کنگرے گر پڑنا۔ آتش کدہ ایران کا بجھ جانا۔ بتوں کا سر کے بل گر پڑنا۔ تاروں کے نیچے جھک جانا۔ کعبۃ اللہ کا جھک کر شکر الٰہی بجالانا وغیرہ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم ولادت یاد دلانا اہم ہے۔

بعض تفاسیر میں ذکرھم بایام اللہ کے تحت لکھا ہے کہ

ای ذکرھم نعمائی لیئو منوابی۔

یعنی ان کو میری نعمت یاد دلاؤ تا کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

ثابت ہو چکا کہ حضور اکرم ﷺ نعمۃ اللہ ہیں۔ پس آپ کی یاد اور تذکرہ

موجب راحت قلب وایمان ہے۔

ذکر رسول ﷺ کی بلندی

فرمایا مالک کائنات نے وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔ (الم نشرح ۴)

ترجمہ اور ہم نے تیرے ذکر کو بلند کر دیا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو زمین و آسمان میں مشہور کر دیا۔ دنیا کے کونے کونے میں آپ کا ذکر پھیلا دیا' اس کے بعد لکھا:

کانہ تعالیٰ یقولُ املاء العالم من اتباعك کلھم یثنون علیك ویصلون علیك۔

ترجمہ یعنی بھر دیں گے اس عالم کو تمہارے فرمانبرداروں سے اور وہ تمہاری تعریف کیا کریں گے اور درود پڑھا کریں گے۔ (تفسیر کبیر)

اور یہ مقصد محفل میلاد میں بخوبی حاصل ہوتا ہے۔

صحابہ اور تابعین میں اوصاف رسول ﷺ کا تذکرہ

صحابہ کرام اور تابعین عظام میں آپ ﷺ کے اوصاف جمیلہ کا بہت تذکرہ رہتا تھا اور خوب دل لگا کر محبت کے ساتھ حضور ﷺ کا حلیہ شریف اور دیگر خصائل سنتے سناتے تھے۔ چنانچہ شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کے حلیہ کے اوصاف بتائیں اور وہ حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کے اوصاف اچھے انداز میں بیان کرتے تھے۔

(الشمائل للترمذی ۹)

اب اس حدیث پر ذرا غور کیجئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نواسہ رسول ﷺ کی

عمر اپنے نانا کی وفات کے وقت سات برس کی تھی۔ اتنی عمر والا اپنے اقربا کی صورت بھولا نہیں کرتا اور یہ تو ذہین متین اور قوی الحافظہ تھے۔ حدیث رسول ﷺ حفظ کر کے روایت فرماتے تھے۔ کتب اسماء الرجال میں ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ جیسے قوی الحافظہ شخص اپنے اس پیارے نانا جان کی صورت ہرگز نہیں بھولے تھے جو انہیں اکثر گود میں رکھتے اور کندھے پر چڑھا لیتے تھے۔ ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ سننا سرور قلب کیلئے ہوتا تھا اور ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کیلئے جو لفظ ''وصّاف'' کا استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کثرت سے حلیہ مبارک بیان کرتے تھے۔

۲) اسی طرح ایک اور حدیث پر نظر ڈالئے۔ حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں۔ انہوں نے ایک صحابیہ بی بی مسماۃ ربیع بنت معود رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا وصف سنائیے تو اس بی بی نے کہا:

یا بُنیَّ لو رأیتہ رأیت الشمس طالعۃً۔

ترجمہ اے بیٹے اگر تو دیکھتا آپ کو تو گویا دیکھتا کہ سورج نکلا ہوا ہے۔

۳) ابو اسحٰق ایک جلیل القدر تابعی ہیں انہوں نے ایک بی بی صحابیہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے تھے۔

قالت کالبدر لیلۃ القمر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ ﷺ۔

ترجمہ وہ بولیں کہ آپ ﷺ چودھویں رات کا چاند تھے۔ میں نے آپ ﷺ جیسا حسین نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔

رسائل میلادیہ کی تدوین وتصنیف

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حدیث کا تذکرہ زیادہ تر زبانی ہوتا تھا۔ ایک صدی کے بعد کتابت کا اہتمام ہوا۔ دوسری صدی میں احادیث کو مضمون وار جمع کر کے علیحدہ باب

بنانے کا اہتمام ہوا۔ اس لئے میلاد کے واقعات کی حدیثیں جو صحابہ و تابعین میں منتشر تھیں محدثین نے ان کو بھی یکجا جمع کر دیا اور اسی طرح کئی رسائل میلاد یہ مرتب ہو گئے۔

ان میں زیادہ مشہور چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱) حافظ شمس الدین محدث دمشقی کا رسالہ **مورد الصادی فی مولد الهادی**

۲) محمد بن عثمان مولوی دمشقی کا رسالہ **الدار المنظم فی مولد النبی الاعظم**

۳) امام ابن الجزری کا رسالہ **عرف التعریف فی مولد الشریف**

۴) مجد الدین صاحب قاموس کا رسالہ **نفحات العنبریه فی مولد خیر البریه**

غرضیکہ محدثین کرام علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حجر وغیرہم سب نے ان روایات کو مدون کرنا اپنی سعادت سمجھا اور یہ رسالے محافل میں پڑھے جانے لگے اور یہ ذکر پاک مومنین کیلئے باعث فرحت و انبساط تھا۔ اس لئے اس میں مادی سامان فرحت بھی شامل کر لیا گیا۔ یعنی عطریات و خوشبو کا چھڑکاؤ، اطعام طعام اور تقسیم شیرینی اور روشنی وغیرہ اور علمائے دین نے ان تمام باتوں کو جائز رکھا۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حسن المقصد'' میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''مورد الروی'' میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

ترجمہ اور جو کچھ شامل ہوئے محفل میلاد میں سماع و لہو وغیرہ تو درست نہیں مگر جو چیز مباح ہے اور خوشی اس سے زیادہ ہوتی ہے اس کا شامل کرنا محفل میں کچھ ڈر نہیں اور جو حرام یا مکروہ ہو اس کو شامل نہ کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ لہو یعنی مزامیر شامل نہ کریں کیونکہ وہ منع ہیں مگر سادہ سماع اور دوسری مباح چیزیں اگر شامل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

محافل میلاد کی منظّم شکل چھٹی صدی میں ظہور پذیر ہوئی

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ تذکرہ رسالت مآب ﷺ کی تشریف آوری

کا آپ کے فضائل و معجزات و حلیہ مبارک کا صحابہ کرام سے ہوتا چلا آ رہا تھا۔ تاہم اس کا خصوصی اہتمام، خوشی منانا اور ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو محافل کا منعقد کرنا چھٹی صدی کے آخر میں ہوا۔ عراق کے شہر موصل میں ایک متقی دین دار بزرگ حضرت شیخ عمر موصلی ؒ تھے جو صلحاء روزگار میں سے تھے اور عشق رسول ﷺ میں سرشار تھے۔ انہوں نے بارہ ربیع الاوّل کو اپنے شہر موصل میں محفل میلاد کا انعقاد کیا۔ اس وقت کے نیک دل بادشاہ حضرت ابوسعید مظفر تھے۔

حضرت ابوسعید مظفر بادشاہ کی عقیدت

ان کو حضرت شیخ عمر موصلی ؒ کا ایک خصوصی انداز میں میلاد شریف منانا بہت پسند آیا اور اسے موجب سعادت سمجھا۔ لہٰذا انہوں نے اس محفل کو شاہانہ رنگ دیا۔ وہ ہر سال ربیع الاوّل میں تین لاکھ اشرفی خرچ کر کے شایان شان محفل میلاد کا انعقاد کرتے تھے۔

حضرت دحیہ کلبی ؓ کی نسل کے ایک عالم کا کردار

اس نیک بخت بادشاہ کے زمانہ میں ایک جید عالم تھے۔ جن کا نام حضرت عمر بن حسن ؒ اور کنیت ابوالخطاب تھی اور یہ حضرت دحیہ کلبی ؓ صحابی رسول کی نسل اور اولاد میں تھے۔ جن کی بابت شرح علامہ زرقانی اور دوسری تواریخ عربی میں لکھا ہے کہ وہ علم حدیث میں بڑے پختہ کار تھے۔ نحو، لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھے۔ اندلس، مراکش، افریقہ، مصر، شام، دیار شرقیہ و غربیہ، عراق، خراسان، ماژندران وغیرہ میں علم حدیث حاصل کرتے رہے اور دوسروں کو بھی اپنے علم سے نفع پہنچاتے رہے۔ ۶۰۴ھ میں وہ شہر اربل آئے اور سلطان ابوسعید مظفر کی دلچسپی کو دیکھ کر ایک رسالہ میلاد شریف کا تصنیف کیا اور اس کا نام رکھا کتاب "التنویر فی مولد السراج المنیر" ہے اور بادشاہ کے سامنے اسے پڑھا اور ایک ہزار اشرفی انعام حاصل کیا۔

منکرین نے اس نیک دل بادشاہ اور اس باسعادت عالم دین پر محض اس وجہ سے کچھ الزامات گھڑ لئے ہیں کہ انہوں نے محافل میلاد کو منظم طریقہ پر مروج کیا۔ حالانکہ تاریخ عربی میں ان کی بہت زیادہ تعریف لکھی ہوئی ہے۔ بطور نمونہ علامہ زرقانی شارح مواہب کی مختصر عبارت یہاں لکھی جاتی ہے جو انہوں نے علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے نقل فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔

كان شهماً شجاعاً بطلاً عاقلاً عالماً عادلاً محمود السيرة۔

ترجمہ یعنی بادشاہ موصوف بہادر جوانمرد دلیر، عقلمند، مصنف تھے اور ان کی عادت و خصلت قابل تعریف تھی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت ابوسعید مظفر رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں محفل میلاد دھوم دھام سے ہونے لگی اور اس میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ وصوفیاء شامل ہونے لگے۔

چنانچہ ابن الجوزی نے لکھا ہے۔

وكان يحضر عنده في الموالد اعيان العلماء والصوفيه۔

یعنی میلاد شریف میں ان کے پاس بڑے بڑے علماء اور صوفیاء موجود ہوتے تھے اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن المقصد میں لکھا ہے۔

احدثه ملك عادل عالم وقصد به التقرب الىٰ الله عزوجل وحضر عنده فيه العلماء والصلحون من غير نكير۔

یعنی اس کام کو ایک عادل اور عالم بادشاہ نے جاری کیا اس ارادہ اور نیت سے کہ اس میں اللہ عزوجل کا قرب حاصل ہو اور اس میں علماء اور صالحین نے شرکت کی۔ کسی نے انکار نہ کیا۔

محفل میلاد کا پہلا منکر تاج فاکہانی مغربی

پچاس سال تک یہ عمل بالاجماع علماء وصلحاء میں جاری رہا، پہلی محفل حضرت

ابوسعید مظفر بادشاہ نے نہایت تزک واحتشام سے ۶۰۴ھ میں کرائی اور ان کی وفات ۶۳۶ھ میں ہوئی۔ بادشاہ موصوف مرحوم ومغفور کی وفات کے بعد بھی اسی دھوم دھام اور ذوق شوق سے محافل میلاد کے انعقاد کا سلسلہ جاری رہا۔

۶۰۴ھ میں ایک شخص پیدا ہوا۔ اس کا نام تاج فاکہانی مغربی تھا۔ اس شخص نے جمہور کے خلاف ہوکر میلاد شریف کے عدم جواز کا فتوی لکھا مگر فقہاء اور محدثین نے اس کے فتوی کو رد کیا اور یہ عمل جاری رہا اور اسلامی ممالک میں تیزی سے پھیل گیا۔ ملا علی القاری، علامہ حلبی اور قسطلانی رحمۃ اللہ علیہم لکھتے ہیں۔

ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحفلون فی شهر مولده ویغنون بقراءة موالد الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم۔

ترجمہ یعنی پھر حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے ربیع الاوّل میں اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں محافل میلاد کرتے رہے اور میلاد شریف دل لگا کر پڑھتے رہے اور میلاد کے برکات اور ہر طرح کا فضل عام ان پر ظاہر ہوتا رہا۔

اس کے علاوہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ مورد الروی میں لکھتے ہیں کہ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً، مصر، اندلس ممالک مغربی، روم وعجم اور ہندوستان وغیرہ میں میلاد شریف کی محفلیں کمال اہتمام اور احتشام سے ہوتی ہیں اور لکھا ہے۔

ومن تعظیم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد الاعظم والمجلس المکرم انه لا یاباه احد فی حضوره رجاء ادراك نوره۔

ترجمہ یعنی اس محفل کی تعظیم ان سب ملکوں کے مشائخ طریقت اور علماء شریعت اس قدر کرتے ہیں کہ کوئی اس میں حاضر ہونے سے انکار نہیں کرتا۔

حضور ﷺ کا فرمان جو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ما راٰہ المسلمون حسناً فھوا عنداللہ حسن۔

ترجمہ یعنی جس چیز کو اہل اسلام اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں مرفوعاً روایت کی ہے۔

سالتُ ربی اَن لاتجتمعُ امتی علیٰ ضلالۃ فاعطانیھا۔

ترجمہ یعنی میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو۔ پروردگار نے میرا یہ سوال پورا کر دیا۔

اور ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے۔

ان اللہ لایجمع ھذہ الامۃ علی ضلالۃ ابداً۔

ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔

۶۰۴ھ سے جو عمل و مشائخ میں تمام عالم اسلام میں مستحسن چلا آتا ہے اسے رد کرنا اور بدعت کہنا اسلامی اصولوں کے صریحاً خلاف ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگوں کو اپنی بات پر ضد ہوتی ہے۔ پس انہیں اس حدیث شریف کی طرف توجہ کرنی چاہیے ابن ماجہ اور دار قطنی میں محدثین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا رائیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم۔

ترجمہ یعنی جب تمام علماء امت میں اختلاف دیکھو تو جس بات پہ سواد اعظم ہو اس کی پیروی کرو۔

سواد اعظم سے کیا مراد ہے؟

بعض لوگ سواد اعظم کے عجیب و غریب معانی اور مطالب بیان کرتے ہیں تاکہ ان کی سمجھ اور عقیدہ کا بطلان نہ ہو سکے۔ جمہور محدثین کے نزدیک سواد اعظم کے وہ معنی

ہیں جو مولانا احمد علی محدث سہانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مطبوعہ مشکوٰۃ میں شرح ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

یُعبر به عن الجماعةِ الکثیرة والمرادُ ما علیه اکثر المسلمین۔

ترجمہ یعنی سواد اعظم سے مراد کثیر جماعت ہوتی ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس پر مسلمانوں کی اکثریت ہو۔

محدثین دہلی کا عمل واعتقاد

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علی محمد خان صاحب رئیس مراد آباد کے نام جو خط لکھا وہ فارسی میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

در تمام سال دو مجالس در خانہ فقیر منعقد مے شود اوّل کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد یا پانچ صد کس بلکہ قریب ہزار کس وزیادہ ازاں فراہم مے آیند ودرود مے خوانند بعد ازاں کہ فقیر مے آید مے نشیند وذکر فضائل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان مے اید وآنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگان وارد شدہ نیز بیان کردہ مے شود بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ مے آید پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر جائز نمے بود اقدام براں اصلا نمے کرد باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش ایں است کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاوّل ہمیں کہ مردم موافق معمول۔ مطابق فراہم شدند ودر خواندن درود شریف مشغول گشتند افقیر مے آید۔ اولا بعضے از احادیث وفضائل آنحضرت ﷺ مذکور مے شود بعد ازاں ذکر ولادت باسعادت وقدرے از حال رضاع وحلیہ شریف وبعضے از آثار کہ درایں آوان بظہور آمد بمعرض بیان مے آید۔ پس بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں حاضرین مجلس مے شود۔

ترجمہ سارے سال میں فقیر کے گھر دو محافل منعقد ہوتی ہیں۔ ایک تو عاشورہ کے دن یا اس سے ایک دو دن پہلے۔ تقریباً چار یا پانچ سو بلکہ تقریباً ہزار آدمی سے بھی زائد

اکٹھے ہو جاتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد جب فقیر آتا ہے، بیٹھتا ہے اور حسنین کے فضائل کا ذکر جو حدیث میں آیا ہے، بیان کیا جاتا ہے اور جو کچھ ان بزرگوں کی شہادت کے بارہ میں احادیث واخبار میں وارد ہوا ہے بیان کیا جاتا ہے پھر ختم قرآن اور پنج آیت پڑھ کر ماحضر پر فاتحہ دیا جاتا ہے۔ پس اگر یہ چیزیں فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں تو ان کا اقدام ہرگز نہ کرتا۔

باقی رہی بات مجلس مولود شریف کی تو اس کا حال یہ ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو لوگ معمول کے مطابق اکٹھے ہو جاتے ہیں اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو جاتے ہیں، فقیر آ جاتا ہے، پہلے آنحضرت ﷺ کے فضائل کی احادیث کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کے بعد ولادت باسعادت کا ذکر ہوتا ہے اور کچھ حال رضاعت اور حلیہ شریف کا بیان میں آتا ہے اور بعض وہ نشانیاں جو اس وقت ظاہر ہوئیں، بیان کی جاتی ہیں۔ پھر طعام یا شیرینی جو موجود ہو اس پر فاتحہ پڑھ کر مجلس میں آئے ہوئے لوگوں میں تقسیم کر دی جاتی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا حسن اعتقاد و مشاہدہ

آپ شاہ عبدالعزیز محدث کے والد مکرم اور استاد اور پیر تھے۔ آپ نے اپنی مشہور تصنیف ''فیوض الحرمین'' میں لکھا ہے۔

كنت قبل ذلك بمكة المعظمة فى مولد النبى ﷺ فى يوم ولادته والناس يُصلون على النبى ﷺ ويذكرون ارهاصة التى ظهرت فى ولادته ومشاهدة قبل بعثته فرايت انوار اسطعت دفعة واحدة لا اقول انى ادركتها ببصر الروح ولا اقول ادركتها ببصر الجسد فقط والله اعلم كيف كان الامر بين هذا وذلك فتاملت تلك الانور فوجدتها من قبل الملائكة المتوكلين بامثال هذه المشاهدة بامثال هذه المجالس

ورایت یخالط انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ۔ (فیوض الحرمین، شاہ ولی اللہ)

ترجمہ یعنی میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں مولد النبی ﷺ میں تھا۔ ولادت کے روز یعنی بارہویں ربیع الاوّل کو لوگ درود پڑھتے تھے اور ان ارہاسات کا ذکر کرتے تھے جو ولادت شریف کے وقت ظاہر ہوئیں اور ان حالات کا ذکر کرتے تھے جو ولادت شریف کے وقت ظاہر ہوئیں اور ان حالات کا ذکر کرتے تھے جو قبل بعثت وقوع پذیر ہوئیں۔ اسی دوران میں نے دیکھا کہ یکا یک انوار غیبی بلند ہوگئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے یہ واقعہ ظاہری آنکھ سے دیکھا یا باطنی بصیرت روحی سے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عالم تھا۔ درمیان ظاہر و باطن کے میں نے تامل کر کے غور سے ان انوار کو دیکھا تو وہ ان فرشتوں کے انوار تھے جن کو حق تعالیٰ نے اس بات پر متعین کر رکھا ہے کہ ایسے ایسے مقامات میں اور ایسی ایسی مجالس میں حاضر ہوا کریں اور یہ بھی میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ انوار رحمت کا خلط ملط ہو رہا تھا۔

یعنی ایک تو ملائکہ خود اجسام نوری ہوتے ہیں۔ دوسرے انوار رحمت حاضرین مجلس کیلئے نازل ہوئے۔ یہ دونوں انوار مل کر مجلس نور علیٰ نور ہو رہی تھی۔ جس کو تعبیر کیا ہے اس عبارت سے **فرایت نور اسطعت دفعۃ۔**

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد النبی ﷺ کا جلسہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم رؤیا کی چالیس حدیثیں نقل فرما کر اس کتاب کا نام "**الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین**" رکھا ہے۔ اس کی بائیسویں حدیث میں لکھا ہے۔

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلۃً بالنبی ﷺ فلم یفتح لی سنتہ من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجدالاً حمصاً مقلیاً فقسمتہ بین الناس فرایتہ ﷺ وبین یدیہ ھذہ

الحمص متبهجاً بشاشا۔

ترجمہ مجھ کو میرے والد مکرم حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ میں ایام مولد شریف میں کھانا تیار کراتا تھا تاکہ مجھ کو اتصال ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سبب سے۔ ایک سال مجھ کو کچھ ہاتھ نہ آیا جس سے کھانا پکواتا' صرف بھنے ہوئے چنے موجود تھے وہی لوگوں میں بانٹ دیئے پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے آگے وہی چنے رکھے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوش ہیں کہ چہرے پر بشاشت ظاہر ہے۔

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ چھ طبقہ اوپر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ طریقت اور مشائخ حدیث میں سے ہے۔ آپ اپنی تصنیف ''حسن المقصد فی عمل المولد'' میں رقمطراز ہیں۔

ترجمہ یعنی مستحب ہے ہم کو ظاہر کرنا شکر میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ جمع ہونے اہل اسلام اور کھانا کھلانے کے اور اس کے سوا امور مستحسنہ اور خوش حالیوں کے ساتھ۔

اس عبارت کو تفسیر روح البیان' سیرت شامی وغیرہ میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

شیخ الاسلام شمس الدین ابوالخیر ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے طبقہ اوپر مشائخ طریقت میں منسلک ہیں۔ وہ اپنی کتاب ''عرف التعریف بالموالد الشریف'' میں فرماتے ہیں۔

فما حال المسلم الموحد من امته عليه السلام يسر بمولده ويبذل ماتصل اليه قدرته فى محبته صلى الله عليه وسلم لعمرى انما يكون جزاءه من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم

ترجمہ یعنی کیا حال پوچھتے ہو اس مسلمان موحد کا جو اُمتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش

ہوتا ہے آپ کے مولد سے اور جہاں تک اس کی دسترس ہے۔ حضور ﷺ کی محبت میں خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے کہ ایسے آدمی کی جزا خداوند کریم کی طرف سے یہ ہے کہ اپنے فضل عام سے اس کو جنات نعیم میں داخل فرمادے۔

ملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”**مورد الروی فی مولد النبی**“ میں شمس الدین ابوالخیر جزری کی تحریر نقل کی ہے کہ

قال ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ ولقد حضرت فی سنة خمس وثمانین وسبع مائة ليلة المولد عنده الملك الظاهر یرقوق رحمۃ اللہ علیہ بقلعة الجبل فرایت ماسرنی وحزرت ما انفق فی تلك اليلة علی القراء والحاضرين من الوعاظ والمنشدين وغيرهم بنحو عشرة الاف مثقال من الذهب مابين خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغيرها وعددت ذلك خمسا وعشرين حلقةً من القراء الصبيين۔

ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ۷۸۵ھ میلاد شریف کی رات کو مصر کے بادشاہ ملک طاہر یرقوق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہاڑ کے قلعہ پر جو سلاطین مصر کا تخت گاہ تھا حاضر ہوا۔ میں نے وہاں وہ باتیں دیکھیں جنہوں نے مجھے خوش کیا۔ میرا اندازہ ہے کہ اس رات قاریوں واعظوں اور نعت خوانوں وغیرہ پر دس ہزار مثقال سونا خرچ کیا ہوگا۔ یہ خرچ خلعت دینے، کھانے پلانے، خوشبوؤں اور روشنیوں وغیرہ پر ہوا اور میں نے پچیس حلقے حفاظ کے شمار کئے۔

محفل میلاد میں قیام

منکرین کا کہنا ہے کہ ”قیام بدعت سئیہ اور شرک ہے۔ اس لئے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا عبادت ہے اور خاص صورت نماز کی ہے اور غیر اللہ کے واسطے عبادت شرک فی العبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ قیام کرنے والے سمجھتے ہیں کہ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی

وقت شکم مادر سے باہر تشریف لاتے ہیں اور یہاں حاضر ہیں۔ یہ کفر اور شرک ہے نیز یہ اعتقاد کہ روح نبی ﷺ محفل میں آیا کرتی ہے اور یہاں حاضر ہے شرک ہے"۔

محض ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا عبادت نہیں ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی پارہ اوّل میں لکھتے ہیں۔

در حقیقت چیزے کہ نماز از غیر نماز تمیز پیدا کند ھمیں دو فعل اند رکوع وسجود وقیام اختصاص بنماز بلکہ بعبادت ھم ندارد۔

ترجمہ یعنی حقیقت میں جو چیز نماز اور غیر نماز میں تمیز پیدا کرتی ہے دو فعل ہیں رکوع اور سجود۔ اور قیام نہ صرف نماز بلکہ کسی عبادت کیلئے خاص نہیں۔

اور علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح کبیر منیہ میں لکھا ہے۔

والقيام لم يشرع عبادة وحدة وذلك لان السجود غايته الخضوع حتى لو سجد بغير الله يكفر بخلاف القيام۔

ترجمہ یعنی خالی قیام شرع میں عبادت نہیں اور یہ اس واسطے کہ سجدہ نہایت درجہ عاجزی ہے کہ غیر اللہ کو کرے گا تو کافر ہو جائے گا بخلاف قیام کے یعنی اگر غیر اللہ کیلئے قیام کرے گا تو کافر نہ ہوگا۔

ان دونوں حضرات شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارتوں سے معلوم ہو گیا کہ قیام فی نفسہ عبادت نہیں، نماز میں قیام جو عبادت شمار کیا جاتا ہے وہ چند قیود کی وجہ سے ہے۔ طہارت کاملہ اور استقبال قبلہ، قرأت، رکوع وسجود۔ اگر نماز میں ان باتوں کا خیال نہ ہوتا تو نماز میں قیام مشروع نہ ہوتا بخلاف سجدہ رکوع کے کہ یہ خود عبادت اصل مقصود ہے اور خاص خدا تعالیٰ کا حق ہے۔ اس لئے غیر اللہ کو سجدہ جائز نہیں۔

سجدہ کی اقسام اور حکم

علمائے اہلسنّت کی تصریحات کے مطابق امت محمدیہ ﷺ بہ نیت عبادت

اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا شرک ہے اور اگر نیت عبادت کی نہیں تو حرام ہے۔ بعض فقہاء نے سلاطین کو سجدہ تحیت تجویز کیا ہے۔ چنانچہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ۲ جلد کے مکتوب بیانوے میں لکھتے ہیں۔

بعضے از فقہا ہر چند سجدہ تحیت بسلاطین تجویز نمودہ اند امالائق حال سلاطین عظام آں است کہ دریں امر بحضرت حق سبحانہ وتعالیٰ تواضع نمایند۔

ترجمہ یعنی بعض فقہاء نے ہر چند بادشاہوں کیلئے سجدہ تحیت تجویز کیا ہے لیکن بڑے سلاطین کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ اس امر میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کا اظہار کریں۔

اُمم سابقہ میں تعظیم کیلئے دوسروں کو سجدہ جائز تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جب ان کے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی خالہ اور سب بھائی مصر میں آئے تو آپ کے والد' خالہ اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے تعظیماً سجدہ میں گر گئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ خروا لہ سجدا (اس کیلئے سجدہ میں گر گئے) اسی طرح آدم علیہ السلام کیلئے خود اللہ عزوجل نے تمام فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا۔ سوائے ابلیس کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ ابلیس غرور میں رہا اور ہمیشہ کیلئے لعنت کا طوق گلے کی زینت بنالیا۔

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مسجود ملائکہ

ان الملائكة امروا بالسجود لأجل أن نور محمد عليه السلام في جبهة آدم۔ (تفسیر کبیر البقرہ ۴۵۳)

ترجمہ بیشک فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا اس لئے حکم دیا گیا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھا۔

بہر حال سجدہ تعظیمی اس امت میں حرام تو ہے لیکن شرک و کفر نہیں۔ جب

عبادت مخصوصہ سجدہ کی یہ کیفیت ہے تو پھر محض ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا کس طرح شک ہو سکتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت کے آداب

جذب القلوب میں ہے کہ

دروقت سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقوف دراں جناب باعظمت دست راست را بردست چپ نہد

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام پیش کرتے وقت اور آپ جناب کے سامنے وقوف کے وقت اپنا دایاں ہاتھ بایاں پر رکھے اور علامہ محمد بن سلیمان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی'' میں لکھا ہے۔

فالاولی له وضع یمینه علی یساره کالصلوٰة کما اقتصر علیه فی الحاشیه واقره ابن علان وآخر کلامه فی الجوهر یشیر الی المیل الیه

یعنی بہتر ہے کہ زیارت کرنے والا نماز کی طرح دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے۔

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

یقف کما یقف فی الصلوٰة۔

ترجمہ یعنی اس طرح کھڑا ہو جیسا نماز میں۔

غرضیکہ سب علماء شافعی و حنفی کہہ رہے ہیں کہ جس طرح نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح روضہ مبارک کے سامنے باادب کھڑا ہو۔ اس سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ ہاتھ باندھ کر باادب کھڑا ہونا نہ تو عبادت ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص۔ اس لئے یہ تعظیمی عمل کفر و شرک ہرگز نہیں ہے۔

منکرین کا دوسرا اعتراض کہ ''قیام کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیدا ہوئے ہیں'' توجہ کے لائق نہیں کیونکہ کوئی کم سے کم عقل شخص بھی اس طرح نہیں

سمجھتا۔ البتہ اس ساعت مبارک کا تصور کیا جاتا ہے۔ جس ساعت میں آپ ﷺ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ نیز حضور ﷺ کے پروانوں' غلاموں کا یہ حسن اعتقاد کہ

فرشتے محفل میلاد میں رحمت کے آتے ہیں
رسول اللہ ﷺ خود اس بزم میں تشریف لاتے ہیں
سنا ہے آپ ہر عاشق کے ہاں تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

آپ ﷺ کی مبارک روح کی تشریف آوری ایسی پاک واخلاص والی محافل میں کوئی ناممکن بات نہیں بلکہ عین ممکن ہے بلکہ بعض جگہوں پر بعد وفات جسماً تشریف لے جانا بھی متعدد واقعات سے ثابت ہے۔

محفل میلاد میں روح پرفتوح ﷺ کا تشریف لانا

منکرین اس کا بھی بڑے شدومد سے انکار کرتے اور اسے شرک کہتے ہیں۔

ملک الموت کا تصرف

روئے زمین پر ہر جگہ موجود ہونا کچھ خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ''تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ'' جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ''شراح مواہب'' علامہ زرقانی میں ہے کہ ملک الموت تمام جنوں اور انسانوں اور بہائم کی روح کا قابض ہے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اس کے آگے ایک چھوٹے سے طشت کی طرح کر دیا ہے۔

فَیَقْبِضُ ھٰھُنَا وھٰھُنَا۔

ترجمہ یعنی جان کو ادھر سے اور ادھر سے لیتا ہے۔

اور اب خیال کرو کہ آن کی آن میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب

تک کتنی مخلوق مرتی ہے ہر جگہ ملک الموت موجود ہوتا ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ملک الموت موت کے وقت میت کے سرہانے ہوتا ہے خواہ مرنے والا مومن ہو یا کافر۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تذکرۃ الموتی'' میں طبرانی اور ابن مندہ سے حدیث نقل کی ہے کہ ملک الموت نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں چاہے اس کے باشندے نیک ہوں یا برے جس کی طرف مجھ کو توجہ نہ ہو۔ رات دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسے پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے کو اس قدر نہیں پہچانتے۔

شیطان کا دائرہ کار

ملک الموت تو اللہ تعالیٰ کا ایک مقرب فرشتہ ہے۔ شیطان جو راندۂ درگاہ ہے وہ بھی ہر جگہ موجود ہے درمختار میں ہے ''شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ ''شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچایا۔

اس کے بعد لکھا ہے۔

واقدرہ علیٰ ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک۔

ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے۔

عالم اجسام محسوسہ میں سورج اور چاند کی وسعت

دنیا کے جس کونے میں چلے جائیں وہیں پر سورج موجود ہوگا اور چاند بھی ہوگا۔ بالفاظ دیگر سورج اور چاند ہر جگہ حاضر (موجود) ہیں۔ اس لئے کہ وہ چوتھے آسمان پر

ہے اور اسی وجہ سے اقالیم سبعہ میں موجود ہے روح نبی ﷺ جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے تو وہاں سے آپ کی نظر مبارک زمین کے تمام مقامات پر پڑے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجلس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جائے تو کیا محال اور بعید ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالطیب کا شعر شرح مواہب اللدنیہ کی فصل زیارت قبر شریف میں نقل کیا ہے۔ جس کا مطلب اور معنی یہ ہے کہ جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہے اور اسی طرح چاند ہے کہ جہاں سے تو اس کو دیکھے اسی جگہ سے تیری آنکھوں میں نور بخشے گا۔

فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو دیکھنے کی انسانی آنکھ میں صلاحیت رکھی ہے۔ اس لئے آنکھوں والا دیکھ کر کہہ دیتا ہے کہ سورج ہر جگہ موجود ہے۔ اندھا مادرزاد جس کی آنکھ ہی نہ ہو وہ تو بلا تامل کہہ دے گا کہ چاند کا کوئی وجود ہی نہیں۔ اسی طرح روح نبی ﷺ کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عنایت پر موقوف ہے۔ اگر وہ باطنی آنکھ کھول دے اور پردہ اٹھا دے تو ہر جگہ جلوۂ احمدی دیکھا جا سکتا ہے۔

انبیاء کی موت

زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب جلد ثالث میں تذکرہ قرطبی سے نقل کرتے ہیں۔

ان موت الانساء انما ھوٗ راجع الیٰ ان غیبوا عنا بحیث لاندرکھم وان کانوا موجودین احیاء ولایراھم احد من نوعنا الامن خصہ اللہ تعالیٰ بکرامتہ من اولیائہ۔

ترجمہ یعنی انبیاء کی موت بس اتنی ہے کہ وہ ہم سے چھپائے گئے اور وہ ہمیں نظر نہیں آتے اگرچہ وہ زندہ موجود ہیں لیکن ہم میں سے کوئی انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی کو دکھلا دے۔

اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں لکھا ہے۔

قدبلغنا عن ابی الحسن الشادلی وتلمیذہ ابی العباس المرسی وغیرھما انھم کانوا یقولون لو احتجبت رویة رسول الله ﷺ طرفة عین ما اعددنا انفسنا من جملة المسلمین۔

ترجمہ یعنی ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد ابوالعباس المرسی وغیرہ کہتے تھے کہ اگر پل جھپکنے کے برابر بھی رسول اللہ ﷺ ہم سے اوجھل ہو جائیں تو ہم اپنے آپ کو مسلمان ہی نہ سمجھیں۔

روح انبیاء ساتویں آسمان پر علیین میں ہیں

تفسیر عزیزی میں ہے کہ انبیاء علیہ السلام کی روح ساتویں آسمان پر علیین میں ہیں۔

ارواح کا قبر سے تعلق

باوجود اس کے کہ روح مبارک ﷺ ساتویں آسمان پر علیین میں ہے لیکن قبر شریف سے اس کا اتصال اتنا قوی ہے کہ جو بھی زیارت کو آتا ہے سب کو جانتے ہیں۔ سب کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ جسم مبارک قبر میں زندہ ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

ان نبینا بالرفیق الاعلی وبدنه فی قبرہ یرد السلام علیٰ من یسلم علیه۔

ترجمہ یعنی بیشک ہمارے نبی ﷺ اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس ہیں اور ان کا بدن ان کی قبر اقدس میں ہے اور جو شخص ان کو سلام کرتا ہے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

ارواحِ انبیاء کی سیر

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے

ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان جب ہم ایک جنگل سے گزرے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون سا جنگل ہے۔ صحابہ نے کہا یہ وادی الازرق ہے تو فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔ پھر آپ نے ان کا رنگ اور بالوں کا حال بیان فرمایا۔

اور فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے دونوں کانوں میں اسی طرح انگلیاں رکھے ہوئے ہیں جیسے اذان میں رکھی جاتی ہیں۔ اور بلند آواز سے لبیک کہتے ہوئے گزرے چلے جا رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم آگے چلے تو ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون سے پہاڑ کی کون سی گھاٹی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ پہاڑ یا تو ہرشا ہے یا لفت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں کہ حضرت یونس علیہ السلام سرخ اونٹنی پر سوار ہیں۔ پشمینہ کا جبہ پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اونٹنی کی مہار پوست خرما کی ہے۔ وہ اس جنگل میں چلے جا رہے ہیں اور حج کیلئے لبیک کہتے جا رہے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

چوں اتفاق است بر حیات انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی دنیاوی لیکن محجوب اند ز نظر عوام پس بحقیقت نمود ایشاں را بحبیب خود ﷺ بے منام و بے مثال و بے اشتباہ و بے اشکال۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب میں فرمایا:

وقيل هو على الحقيقة لأن الانبياء احياء عند ربهم يرزقون فلا مانع ان يحجوا فى هذه الحالة كما فى صحيح مسلم عن انس انه راى موسىٰ قائماً فى قبره يصلى قال القرطبى حب اليهم العبادة فهم يتعبدون بما يجدونه۔

یعنی کہا گیا ہے کہ وہ بات (حضور اکرم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کی بابت حج پر جانے کی فرمائی) حقیقی تھی کیونکہ انبیاء کرام زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے پھر کچھ مشکل نہیں کہ وہ حج کریں۔

اس حالت میں جس طرح صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ قرطبی نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کو عبادت پیاری ہے۔ عبادت کرتے ہیں جو عبادت ان کو میسر آ جائے۔

ان احادیث و عبارات محدثین سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح انبیاء حج اور نماز وغیرہ عبادتیں کرتے پھرتے ہیں۔

معراج النبی ﷺ کے موقع پر ارواح انبیاء کی سیر اور توقف

مشکوٰۃ باب المعراج میں بحوالہ بخاری و مسلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام دوسرے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام چوتھے میں حضرت ادریس علیہ السلام پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام چھٹے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتویں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور آسمان پر جانے سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء کی ارواح بیت المقدس میں ملیں اور حضرت ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ جب آپ ﷺ بیت المقدس کو تشریف لے جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں پھر بیت المقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے انبیاء کے ہمراہ حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور ﷺ چھٹے آسمان پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے سے وہاں موجود تھے۔

زمین کا آسمان سے اور ایک آسمان کا دوسرے آسمان تک فاصلہ

کتب ہائے معتبرہ میں ہے کہ زمین سے آسمان تک اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال میں طے ہونے والی مسافت ہے۔ مندرجہ بالا بیان سے ارواح انبیاء کی سرعت رفتار کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شرح مواہب اللدنیہ میں خاتم المحدثین علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

لا يمنع روية ذاته عليه السلام بجسده وبروحه وذلك لانه وسائر الانبياء عليهم السلام ردت اليهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فى الخروج من قبورهم للتصرف فى الملكوت العلوى والسفلى۔

ترجمہ یعنی اس امر کی کوئی ممانعت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں بعد وفات پھر ان کو مل گئیں اور انہیں اس بات کی بھی اجازت مل گئی کہ قبور سے نکل کر عالم بالا اور عالم ماتحت میں تصرف کیا کریں۔

تفسیر بیضاوی میں فالمدبرات امرا کی تفسیر میں لکھا ہے۔

او صفات النفوس الفاضله حال المفارقة فانها تنزع من الابدان غرقا اى نزعا شديد امن اغراق النازع فى القوس فتنشط الى عالم الملكوت وتسبيح فيه فتسبق الى خطائر القدس فتصير بشرفها وقوتها من المدبرات۔

ترجمہ قسم ہے نفوس ناطقہ فاضلہ کی جب وہ بدن سے نکلتی ہیں خوش ہو کر عالم ملکوت میں جاتی ہیں۔ وہاں تیرتی پھرتی ہیں اور اپنی شرف وقوف کے باعث داخل ہو جاتی ہیں مدبرات میں یعنی ان میں جو تدبیر عالم کرتے ہیں۔

اور تفسیر روح البیان میں ہے۔

ثم ان النفوس الشريفة لايبعد ان يظهر منا اثار فى هذا العالم

سواء کانت مفارقه عن الابدان پھر آگے دس سطر کے بعد لکھا **بل هو بعد مفارقة البدن اشد تاثير او تدبيرا لان الجسد حجاب في الجملة۔**

یعنی کچھ بعید نہیں کہ نفوس شریفہ سے اثر ظاہر ہوویں اس عالم میں خواہ وہ اپنے بدن میں موجود ہوں یا نکل گئے ہوں بلکہ مفارقت بدن کے بعد زیادہ تر تاثیر اور تدبیر ان کی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ بدن عنصری ایک قسم کا حجاب تھا جو اٹھ گیا۔

انباہُ الاذکیا مصنفہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

یہ کہ آثار احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اعمال امت میں نظر فرماتے ہیں۔ ان کے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور دفع بلا کیلئے دعا فرماتے ہیں اور حدود زمین میں برکت دیتے ہوئے پھرتے ہیں اور جب امت کا کوئی نیک آدمی مرے اس کے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں۔ عالم برزخ میں یہ آپ ﷺ کے اشغال ہیں۔

سورہ **تبارك الذی** کی تفسیر میں مفسر روح البیان نے فرمایا:

یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی ارواح کے ساتھ تمام عالموں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ بہت سے اولیاء کرام نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ درثمین کی سترھویں حدیث میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ یعنی میرے والد مکرم نے بتایا کہ مجھے میرے پیر سیّد عبداللہ قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے قرآن حفظ کیا ایک قاری سے جو بڑے زاہد تھے اور جنگل میں رہتے تھے۔ ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے کہ عرب کے کچھ آدمی آئے۔ ان کا سردار آگے تھا۔ اس نے قاری کے پڑھنے کو سن کر کہا اللہ تعالیٰ برکت دے تو نے قرآن کا حق ادا کردیا پھر وہ چلے گئے اور ایک آدمی دوسرا انہی عرب والوں کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم فلاں جنگل میں وہاں کے قاری کا قرآن سننے

جائیں گے۔ جب اس آدمی نے یہ بات سنائی تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ سردار جو آئے تھے وہ نبی ﷺ تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ ﷺ کو دیکھا۔

یہ تو تھا وہ واقعہ جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے انہیں سنایا اور پھر آپ اپنی تصنیف ''فیوض الحرمین'' میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ یعنی میں نے حضور ﷺ کو اپنے اکثر کاموں میں اپنے سامنے ان کو اپنی اصلی صورت میں بار بار دیکھا ہے تو میں نے جان لیا کہ تقویم روح آپ ﷺ کے جسد مبارک میں ہوتی ہے اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف حضرت نے ارشاد فرمایا ہے یعنی حدیث میں کہ پیغمبر مرتے نہیں بیشک وہ نماز پڑھتے ہیں قبروں میں اور حج کرتے ہیں اور بیشک وہ زندہ ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''زبدۃ الآثار'' میں حضرت غوث الاعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے۔

ترجمہ ایک دن غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کرسی پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے۔ تقریباً دس ہزار اشخاص وعظ میں حاضر تھے اور شیخ علی بن ہیتی نیچے شیخ کی کرسی کے ساتھ بیٹھے ۔ اچانک شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ پر نیند کا غلبہ ہوا تو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے قوم کو فرمایا خاموش رہو۔ پس سب لوگ خاموش رہے حتیٰ کہ ان کی سانس کی آواز کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔

پس شیخ اپنی کرسی سے نیچے اترے اور شیخ علی کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور اس کی جانب دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اسی لئے میں آپ کے سامنے باادب کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے کیا حکم فرمایا ہے۔'' کہا کہ آپ کی مجلس مجھے لازم پکڑنے کا۔

اس کے بعد شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بیداری میں دیکھا اور روایت کی گئی ہے کہ اس روز سات مرد اس عالم سے چلے گئے یعنی فوت ہو گئے ان سب پر اللہ کی رحمت ہو"۔

خاتم المحدثین زرقانی رحمۃ اللہ علیہ "مقصد عاشر" میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ یعنی اور کچھ شک نہیں کہ عالم برزخ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال فرشتوں سے بڑھ کر ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک ہی وقت میں لاکھوں روحیں قبض کر لیتے ہیں اور ایک روح کا قبض دوسری روح کے قبض میں رکاوٹ نہیں بنتا۔ باوجود اس کے کہ عبادت الٰہی اور تقدیس وتسبیح میں مصروف ہیں۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ قبر میں نماز پڑھتے اور اپنے پروردگار کے سامنے عبادت کرتے ہیں اور قربت الٰہی کے مزے لیتے ہیں اور خطابات الٰہی سے سرفراز ہوتے ہیں اور یہی حال تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں وہی کی جو روشنیاں اللہ تعالیٰ ان پر ڈالتا تھا۔ وہ یہ روشنیاں امت پر ڈالتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی مشغولیت ان کو امت کی فیض بخشی اور خبر گیری سے نہ روکتی تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں بھی یہی حال تھا اور قبر میں بھی یہی حال ہے کہ امت پر فیضان بھی جاری ہے اور خدا سے بھی ملے ہوئے ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مہمات المعارف میں لکھتے ہیں۔

یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تصرف کرتے ہیں جہاں چاہتے ہیں اپنے بدن اور روح سے سیر کرتے ہیں اطراف زمین میں اور ملکوت میں اور فرشتوں کی طرح آنکھوں سے چھپے ہوئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے پردہ اٹھا کر دکھا دیتا ہے اسی صورت مبارک میں جو کہ فی الواقع ہے۔ کوئی محال نہیں اور نہ ہمیں یہ کہنے کی ضرورت کہ مثال نظر آئی ہے۔

حوضِ شمسی کا واقعہ

یہ واقعہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے خلیفہ شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد السالکین میں رقم فرمایا ہے۔

ترجمہ دہلی کے بادشاہ شمس الدین کو ایک حوض بنوانے کا ارادہ ہوا۔ ایک دن اپنے ارکان دولت کے ہمراہ روانہ ہوا تاکہ حوض کیلئے موزوں جگہ دیکھے۔

چنانچہ اس جگہ پہنچا جہاں اب حوض موجود ہے۔ وہاں کچھ دیر ٹھہرا اور خیال کیا کہ یہ زمین حوض کیلئے بہتر ہے۔ یہ دیکھ کر محل میں واپس آیا اور ایک اللہ والے شخص کی طرح اسی نیت سے عبادت میں مصروف ہو گیا (تاکہ اسے جگہ کی موزونیت کی بابت غیبی اشارہ حاصل ہو)

اسی دوران اس پر تھوڑا سا نیند کا غلبہ ہوا تو خواب میں دیکھا کہ چبوترہ کے نزدیک ایک خوبصورت شخصیت جس کی خوبصورتی کو بیان نہیں کیا جا سکتا وہ ایک گھوڑے پر سوار ہے اور چند اصحاب ہمراہ ہیں۔ بادشاہ کہتا ہے کہ اس کی نظر مجھ پر پڑی تو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تیرا کیا ارادہ ہے۔ میں نے کہا ارادہ یہ ہے کہ یہاں پر حوض تعمیر کراؤں۔ ایک دوسرا شخص جو اس کے نزدیک کھڑا تھا۔ مجھے کہا اے شمس! یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں تم اپنی درخواست پیش کرو۔ تاکہ مراد کو پورا فرمائیں۔ میں نے حوض کی بابت اپنی درخواست پیش کی اور آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر گر پڑا۔ اس کے بعد اٹھا اور ہاتھ باندھ کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

اسی جگہ جہاں چبوترہ ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے نے اپنا سُم مارا اور پانی نکل آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شمس اسی جگہ حوض بنواؤ۔ اس سے ایسا پانی ستیاب ہوگا کہ کسی شہر اور کسی جگہ کے پانی کی اس پانی جیسی لذت نہ ہوگی۔ اسی دوران میں نیند سے بیدار ہوا۔ صبح اسی طرف روانہ ہو پڑا۔ جس جگہ پر حضور اکرم ﷺ کے

گھوڑے نے سُم مارا تھا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر پانی نکل کر ٹھہرا ہوا ہے۔ جتنے اشخاص میرے ہمراہ آئے تھے۔ سب نے اس پانی سے تھوڑا سا پیا تو قسم کھائی کہ لاکھوں میٹھے پانی جمع کریں اور پئیں اس پانی جیسی شیرینی اور لذت حاصل نہ ہوگی۔ اس وقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس پانی کا مٹھاس اور لذت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ

آپ فیوض الحرمین میں رقمطراز ہیں۔

یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی حالت میں کھڑے دیکھا کہ بڑائی کا باس پہنے ہوئے خلق کی طرف متوجہ ہیں۔ جب کوئی انسان ہمت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ عالی ہمت بڑے درجہ کا نہ ہو بلکہ وہ جگر والا ہو کہ مشتاق ہو اور توجہ کرے قصد اور شوق سے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف اتر آتے ہیں اور دیکھا میں نے آپ کو کہ بہت خوش ہوتے ہیں اس سے جو آپ پر صلوٰۃ و مدح پڑھے۔

اولیاء اللہ کے کشف و الہام کی اہمیت

جب کسی مقبول بندے کے حواس و قویٰ ظاہری مجاہدات کی شدت سے مضمحل ہو جاتے ہیں تو جوہر عقل قوی ہو کر مورد نور الٰہی ہو جاتا ہے۔ اس نور کی تائید سے حقائق اشیاء **کماھی فی نفس الامر** معلوم ہونے لگتی ہیں۔

حدیث میں ایسے شخص کی نسبت فرمایا گیا ہے **ینظر بنور اللّٰہ** یعنی وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور سچا خواب وہ ہے جسے **رُؤیة صادقة** کہا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ **رُؤیة صالحہ** نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ نبوت تو ہو چکی اب مبشرات یعنی **رُؤیة صالحہ** باقی ہیں۔ اس لئے **رُؤیة صالحہ** کی بہت اہمیت ہے۔ بہت سے

ایسے مواقع ہیں جن میں کشف پر عمل ہوا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کا عمل

حضرت خضر علیہ السلام کو بعض لوگوں نے نبی کہا ہے مگر معالم التنزیل میں ہے کہ اکثر اہل علم کے نزدیک وہ نبی نہ تھے۔ جب وہ نبی نہ تھے تو ان کا یہ عمل کہ مساکین کی کشتی توڑ دی اور نوجوان لڑکے کو مار ڈالا الہام وکشف پر مبنی تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو والدہ نے دریا میں ڈال دیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نبی نہ تھیں اور کوئی بھی عورت نبی نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ ان کا یہ کام بھی ہلاک کر دینے والا تھا۔ لیکن الہام الٰہی کی رُو سے کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل وفات دینے کی بابت غیبی آواز

مشکوٰۃ باب الکرامات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل وفات کی نوبت پہنچی تو صحابہ کہنے لگے کہ نہ جانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتار کر غسل دیا جائے یا کپڑوں سمیت۔ رائے میں اختلاف ہوا تو سب پر ایک لمحہ کیلئے نیند طاری ہوگئی۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ گھر کے گوشے میں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو پھر وہ نیند سے بیدار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیا یہ عمل بھی صحابہ کرام نے الہام منامی پر کیا ہے۔

بعض اہل مکاشفہ نے محفل میلاد میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش پایا اور انوار الٰہی محفل میں دیکھے اور بعض مشرف بزیارت ہوئے عین محفل میں اور بعضوں کو نیند میں فرمایا کہ ہم بھی وہاں آتے ہیں۔

محافل میلاد کا حضور ﷺ کو علم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ محافل میلاد کی خبر ہو جانا، وح مبارک کو علم غیب ہے اور علم غیب خاصہ خدا کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نمل میں فرمایا ہے۔

ترجمہ یعنی کہہ زمین اور آسمانوں میں جو غیب سے اس کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے”۔ اور سورہ اعراف میں فرمایا:

ترجمہ اگر میں غیب جانتا تو بہت سی منفعت حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی نقصان نہ پہنچتا”۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے ان آیات پر بھی غور کر لیا جائے۔

ترجمہ یعنی اللہ یوں نہیں کرتا کہ تم کو غیب کی خبر دے دے لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں جس کو چاہے۔

ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اپنے غیب کی بات کسی پر نہیں کھولتا مگر جو پسند کر لیا کوئی رسول۔

علم غیب کا مسئلہ

ان چاروں آیتوں کو ملانے سے اہلسنّت و جماعت کا اعتقادی مسئلہ اس طرح سے بنتا ہے کہ اصل عالم الغیب اور علام الغیوب اللہ تعالیٰ ہے۔ زمین و آسمان میں کوئی ایسا نہیں جو یقینی طور پر کسی بات کو بلا تعلیم والہام حق جان لے ہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے برگزیدہ رسول ﷺ کو جس کو چاہے غیب کی خبریں بتا دیتا ہے۔

مشکوٰۃ باب المعجزات عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھ کر ہم کو نصیحت فرمائی یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ اترے منبر سے اور نماز پڑھائی پھر چڑھے منبر پر اور نصیحت فرماتے رہے حتیٰ کہ سورج چھپ گیا اور ہمیں اس دن وہ سب کچھ بتا دیا جو قیامت تک ہونے والا تھا۔

اب ہم میں سب سے زیادہ عالم وہ ہے جس کو اس دن کی زیادہ باتیں یاد ہیں۔ (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی جو ہمیں بتا نہ دی ہو۔

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف فرما نہ ہوئے حتیٰ کہ ہم کو ہر چیز بتا گئے۔ اگر کوئی جانور بھی بازو آسمان میں ہلاتا ہے اس کا بھی ہم سے ذکر کیا۔ (احمد وطبرانی)

اور طبرانی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے تمام اُمتیوں کو ایسے ہی جانتا ہوں جیسے تم اپنے کسی دوست کو پہچانو اس سے بھی زیادہ ہر اُمتی کو جانتا ہوں۔

اُمت کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں

بہت ہی عمدہ سند کے ساتھ بزاز نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ میری زندگی تمہارے لئے اچھی اور میری وفات بھی تمہارے لئے اچھی ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ جو کام تمہارے اچھے ہوتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں اور جو برے ہوتے ہیں استغفار کرتا ہوں۔

دینی لحاظ سے کون کس درجہ پر ہے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور نبوت سے جانتے ہیں کہ ہر دین دار کس درجہ میں پہنچا ہے اور روایات میں آیا ہے کہ ہر نبی کو اپنے اُمتیوں کے حالات پر مطلع کیا جاتا ہے کہ فلاں کیا کرتا ہے اور فلاں کیا تا کہ روز قیامت گواہی دے سکیں۔

علامہ اسمٰعیل آفندی، قسطلانی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ

سے روایت کرتے ہیں۔

یعنی نہیں کوئی دن مگر یہ کہ نبی ﷺ کی خدمت میں اُمت کے اعمال صبح وشام پیش کیئے جاتے ہیں۔ آپ اُمتیوں کو ان کی علامات ونشان سے اوران کے اعمال سے پہچانتے ہیں۔ پس اسی سبب سے آپ قیامت کے روز ان پر گواہی دیں گے۔

جب احادیث میں آچکا کہ ہر روز صبح وشام دوبار اُمت کے اَعمال آپ ﷺ کے سامنے پیش ہوتے ہیں پھر محفل میلاد کا معلوم ہو جانا حضور ﷺ کیلیئے کون سی بڑی بات ہے۔

محبت والوں کا درود

دلائل الخیرات میں ایک حدیث ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ جو لوگ آپ ﷺ سے دور ہیں اور نظر سے غائب ہیں یا آپ ﷺ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود کا کیا حال ہے۔ فرمایا:

ترجمہ اپنے محبت والوں کا درود خود سنتا ہوں اوروں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے معنی شرح دلائل الخیرات میں حضرت علامہ مہدی قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح لکھے ہیں۔

ترجمہ یعنی محبت والوں کا درود بغیر واسطہ کے سن لیتا ہوں وہ جو شوق ومحبت سے پڑھتے ہیں۔ ظاہر حدیث کا مطلب یہ ہے خواہ قریب سے پڑھے یا دور سے اور میں پہچانتا ہوں کیونکہ روحوں میں باہم الفت اور جان پہچان ہے محبت کے واسطے سے اور جن میں جان پہچان نہ ہوئی نہ ان میں الفت ہوئی بلکہ اختلاف ہوا۔

معلوم ہوا کہ محبت بھی قرب روحی کا سبب ہے۔ حضور ﷺ اپنے محبین کا درود خود سن لیتے ہیں جس طرح مزار شریف پر پڑھے جانے والے درود کو سنتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے درثمین کی بارھویں حدیث میں لکھا ہے۔

یعنی میں نے ایک رات کھانا نہیں کھایا تھا۔ ہمارے ایک دوست کو الہام ہوا۔ وہ دودھ لایا اور میں پی کر باوضو سو گیا تو میں نے روح نبی ﷺ کو دیکھا کہ مجھ سے فرمایا کہ میں نے دودھ بھیجا تھا اس آدمی کے دل میں ڈال دیا تھا کہ دودھ لے جا۔

غرضیکہ روح مبارک کا زمین میں چلنا پھرنا۔ اُمتیوں کے اعمال کا علم ہو جانا۔ محافل خیر و ذکر میں روح مبارک کا شامل ہونا اور سرعت سیر ارواح احادیث کریمہ سے ثابت ہیں اور خلقت کی طرف آپ کی توجہ بھی احادیث سے ثابت ہے اور آیت کریمہ بالمؤمنین رؤف رحیم امت کیلئے رحمت و شفقت کی دلیل بھی موجود ہے پھر جب آپ ﷺ کیلئے اُمتی مال خرچ کریں۔ درود و سلام، مدح خوانی، آداب و تعظیم کریں تو اس کے جواب میں اُمتیوں پر توجہ فرماتے ہیں تو یہ قرآن کے حکم کی تعمیل ہے۔

ترجمہ یعنی احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔

محفل میلاد میں قیام کا مسئلہ

منکرین محفل میلاد میں قیام پر بھی سخت اعتراض کرتے ہیں اور وہی بات دہراتے ہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اطلاع پانا آپ ﷺ کا انعقاد محفل کا اور اعمال اُمت کا اور مشتاقین کو جلوہ خاص روحانی سے سرفراز فرمانا امور ثابتہ میں سے ہیں لیکن ہر ایک محفل میں علی العموم قیام اس غرض اور علت پر مبنی نہیں بلکہ اس کی وجہ اظہار فرحت و سرور اور تعظیم شان نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ مدح کا ایک شعر سن کر کھڑے ہو گئے

ترجمہ رسول اللہ ﷺ کے محبّ جب ولادت شریف کا ذکر سنتے ہیں تو اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں

اور امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ مدح شریف کا ایک شعر سن کر کھڑے ہو گئے اور

اس مجلس میں اکابر علماء موجود تھے۔ یہ بات سیرت حلبی میں مذکور ہے۔

رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر میں امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

ترجمہ یعنی ولادت شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہو جانا بہت اچھا ہے۔

قیام تعظیمی کے دلائل

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے تھے تو آپ حضور ﷺ کی تعظیم کیلئے کھڑی ہو جاتی تھیں۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور کہا کہ مجھ کو پسند آیا کہ میں تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے یعنی آپ بھی وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے تھے۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا۔ فقہاء کرام ان دونوں پانیوں کو قبلہ رو کھڑا ہو کر پینا مستحب اور مندوب لکھتے ہیں۔ حالانکہ پانی کھڑے ہو کر پینا مکروہ تنزیہی ہے سوا ان دو پانیوں کے پس اس سے قیام تعظیمی پر دلیل قائم ہو گی۔

شامی نے لکھا ہے کہ میرے بزرگ عبد الغنی نابلسی جب بیمار ہوتے تھے وضو کا بچا ہوا پانی باارادہ حصول شفا پیتے تھے اور نبی صادق ﷺ کے فرمان کے مطابق انہیں آرام ہو جاتا تھا۔

بعض فقہاء اس کو مستحسن کہتے ہیں۔

درمختار میں ہے۔ **ویندب القیام عند سماع الاذان** یعنی اذان کے وقت (تعظیما) کھڑا ہو جانا مستحب ہے۔ اور فتاویٰ برہنہ میں ہے۔

یعنی جب اذان کی آواز آئے تو چاہیے کہ چلنے والا ٹھہر جائے اور بیٹھا ہوا شخص ادب سے بیٹھے۔

تفسیر کشاف میں ابن عمر اور عروہ بن زبیر اور ایک جماعت سے روایت ہے کہ وہ سب عیدگاہ میں گئے اور اللہ کا ذکر کرنے لگے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا۔ (سورۂ آل عمران) سب کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر ذکر اللہ کرنے لگے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اشعار پڑھتے تھے۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہم کو حدیث سناتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے ہم سب کھڑے ہو جاتے تھے اور جب تک گھر میں داخل نہ ہوتے تھے ہم کھڑے رہتے تھے۔

حضرت علامہ ابوزکریا صرصری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ ادنیٰ سی بات ہے کہ اس کو چاندی کے ورق پر سونے کے پانی سے لکھے اور جب مدح پڑھی جائے تو سب کھڑے ہو جائیں جس وقت یہ مضمون امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں پڑھا گیا تو امام صاحب تعظیماً کھڑے ہو گئے اور جس قدر علماء اور قضات اس وقت وہاں موجود تھے سب کھڑے ہو گئے۔

بہاؤالدین ملک طاہر کا وزیر قصیدہ بردہ کو برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑا ہو کر سنا کرتا تھا اور اس عمل سے اس کے گھر میں بہت خیر و برکت حاصل ہوئی۔ کشف الظنون میں قصیدہ بردہ کے باب میں لکھا ہے۔

"اور جب قصیدہ بردہ وزیر بہاؤالدین ملک طاہر کے پاس پہنچا تو اس نے منت مانی کہ وہ قصیدہ کو ہمیشہ ننگے پاؤں اور ننگے سر کھڑا ہو کر سنے گا اور اس فعل سے وہ اور اس کے گھر والے برکت حاصل کرتے تھے اور اس ادب و تعظیم کی بدولت اپنے دین و دنیا میں بڑے بڑے کام لئے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ؒ سلوک کے بارے میں وعظ فرما رہے تھے۔ جب دائیں طرف نظر پڑتی تھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک سو بار اس طرح کھڑے ہوئے لوگ حیران تھے کہ بار بار کھڑا ہونے کی کیا وجہ ہے۔ جب جلسہ ختم ہوا تو ایک بے تکلف آدمی نے عرض کیا کہ آپ کیوں بار بار کھڑے ہوتے تھے۔ فرمایا جب میری نظر اپنے مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے روضہ پر پڑتی تھی کھڑا ہو جاتا تھا۔ اس لئے کہ پیر کی تعظیم حالت حیات و ممات میں برابر ہے بلکہ موت کے بعد اور زیادہ واجب۔ یہ واقعہ شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین گنج شکر ؒ نے ''فوائد السالکین'' میں لکھا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی ؒ نے ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے کہ جس وقت کسی صاحب معرفت کو عشق الٰہی میں وجد صادق ظاہر ہو تو سب حاضرین کو کھڑا ہو جانا چاہیے۔

۷ھ میں حضرت حمزہ ؓ کی بیٹی عمارہ مکہ سے مدینہ لائی گئی تو اس کی تربیت اور پرورش کی سعادت حاصل کرنے کیلئے تین خواہشمند تھے۔ حضرت علی ؓ حضرت جعفر ؓ اور حضرت زید بن حارث ؓ حضور ﷺ نے جعفر ؓ کو عنایت فرمائی۔ اس خوشی میں وہ ایک ٹانگ پر حضور ﷺ کے اردگرد پھرے اور خوشی کا اظہار کیا۔ حضور ﷺ نے منع نہ فرمایا۔ (مواہب اللدنیہ مدارج النبوۃ)

آداب محفل کا تقاضا

محفل میلاد شریف میں جس وقت آپ ﷺ کا تذکرہ با آداب و تعظیم اور ظہور جاہ و جلال جو بوقت ولادت آفاق عالم میں وہ انوار و آثار جلوہ گر ہوئے بیان ہوتا ہے تو دل کے رگ و ریشہ میں اس وقت کا جلوہ سما جاتا ہے اور بوقت ولادت انوار اور ملائکہ کا اترنا اور دیگر معجزات جو ظہور پذیر ہوئے ان کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور دل میں عظمت نبی ﷺ کا جذبہ پورے جوش و خروش کے ساتھ بیدار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ شرع شریف نے ظاہر کو باطن کا عنوان قرار دیا ہے یعنی اگر قلب [illegible] و

رسالت کی تصدیق ہے تو اقرار باللسان اس کی تطبیق ہے اسی طرح اگر دل میں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی خواہش ہے اور حاجت درپیش ہے تو دونوں ہاتھ بھیک مانگنے والوں کی طرح پھیلا دینا سنت ہے۔ تاکہ ظاہر و باطن کا نقشہ ایک ہو جائے۔

ترجمہ اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی پس اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی۔

ترجمہ بیشک وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (دست قدرت) ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اسی طرح کئی ایک دیگر آیات قرآنی سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم و اطاعت اللہ تعالیٰ کی تعظیم و اطاعت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ میں لکھا ہے۔

حتی صار تعظیمها عندهم تعظیماً للّٰه یعنی ان شعائر کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے۔

قیام کی بابت دیگر اعتراضات اور ان کا جواب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کیلئے قیام نہیں کرتے تھے اب قیام کس طرح جائز ہو گیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واقعی قیام نہیں کرتے تھے لیکن اس طرح کا قیام جیسا سلاطین عجم میں تھا کہ جب رعایا اپنے بادشاہ کو آتے دیکھتی۔ اس وقت سے کھڑی ہو جاتی اور جب تک وہ بیٹھا رہتا۔ اس کے آگے بکمال تواضع کھڑی رہتی۔ ایسام قیام فی الواقع ممنوع شرعی ہے جبکہ وہ بادشاہ یا امیر حکم کرے اور پسند کرے۔

محفل میلاد کے قیام میں یہ بات ہرگز نہیں یہ تو ایسا تعظیمی قیام ہے۔ جس کی مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں۔ مشکوٰۃ کے باب القیام فصل ثالث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے۔

ترجمہ حضرت ﷺ ہماری مجلس میں ہم سے حدیث بیان فرماتے تھے پھر جب آپ کھڑے ہوتے ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔ پس اس قیام میں اور ترمذی کی روایت منع قیام میں جس کو منکرین سند لاتے ہیں بہت فرق ہے۔

ترجمہ یعنی آنحضرت ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے واسطے منبر رکھتے تھے مسجد میں اور اس پر حسان کھڑے ہو کر فخر رسول ﷺ بیان کرتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو حضور ﷺ ان کی تعظیم اور دل جوئی کیلئے کھڑے ہو جاتے اور اسی طرح حضور ﷺ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ تعظیماً کھڑی ہو جاتیں اور آپ ایام حنین میں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے آنے پر کھڑے ہو گئے۔ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ اور سیرت حلبی میں ہے کہ آپ ﷺ اپنے رضائی پدر کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوئے۔

دوسرا اعتراض یہ کہ حضور ﷺ کا نام سن کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام پر کھڑے نہیں ہوتے۔ حضور ﷺ کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام پر فوقیت دیتے ہیں۔ یہ اعتراض محض کم فہمی اور کوتاہ اندیشی پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے نمازوں میں کمال ادب ظاہر کیا جاتا ہے۔ قیام، رکوع، سجود، ماتھا زمین پر رگڑتے ہیں اس کی تعظیم کیلئے اور رسول اللہ ﷺ کیلئے تو صرف یہی کیا جاتا ہے کہ ذکر ولادت کے وقت تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ تعظیم خدا کی تعظیم سے زیادہ کیسے ہوگی؟

تیسرا اعتراض یہ کہ حضور ﷺ کا نام اذان اور خطبہ میں بہت سی جگہوں پر آتا ہے۔ لیکن وہاں کھڑے نہیں ہوتے۔ سوائے محفل میلاد کے اور وہ بھی جب ذکر ولادت شریف کا آتا ہے۔

جواب یہ کہ ذکر ولادت شریف میں یہ مناسب ہے اس لئے کہ ولادت کے معنی

یہ ہیں کہ آپ ﷺ عالم بطون سے عالم ظہور میں آئے اور آنے والے کی تعظیم کیلئے شرع میں قیام مستحسن ہے۔ اور حضور ﷺ کی عزت وتوقیر قرآن کا حکم ہے فرمایا۔

وتعزروہ وتوقروہ۔

اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مبالغہ کرو حضرت کی تعظیم میں۔ اس لئے اُمت کے محب لوگوں نے بطور مبالغہ تعظیم یہ کیا کہ آپ کے ذکر پر قدوم پر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔

چوتھا اعتراض یہ کہ ”قیام ولادت شریف کے وقت ہونا چاہیے۔ اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے اور اس امر کی شرع میں کوئی نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے بلکہ شریعت میں یہ حرام ہے لہٰذا یہ قیام حرام ہے“۔

ذکر ولادت شریف تو کوئی فرضی امر نہیں۔ زبانوں پر اس کے الفاظ جاری کانوں میں اس کی صورت طاری۔ دلوں میں اس کا ذوق ساری پس ایسی حالت میں ذوق و شوق محبت سے تعظیماً کھڑے ہو جائیں تو یہ شرعاً محبوب ہے۔ کیونکہ تعمیل حکم (من یعظم شعائر اللہ) میں داخل ہے۔ دیکھو عاشورے کا روزہ کہاں فرعون کا ڈوبنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کا نجات پانا۔ شکریہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روزہ رکھنا اور کہاں یہ ہمارا زمانہ کہ اب تک وہ روز چلا آ رہا ہے۔

دوسری مثال یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے مکہ تشریف لائے تو مدینہ میں بخار کی بیماری تھی مشرکین مکہ نے کہا کہ ان لوگوں کو بخار نے سست اور کمزور کر دیا ہے۔ ان سے تو طواف بھی نہ ہو سکے گا اور مقام حجر کی طرف مشرکین مسلمانوں کا تماشہ دیکھنے لگے ادھر حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ طواف میں رمل کرو یعنی جیسے پہلوان لوگ کشتی کیلئے کودتے ہوئے کندھوں کو ہلاتے ہوئے بہادرانہ چال چلتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طواف میں مشرکوں کے سامنے چلتے تھے۔ کفار پر یہ اثر ہوا کہ وہ مسلمانوں کی طاقت سے مرعوب ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہرن کی طرح

چوکڑیاں بھرتے ہیں۔ رمل تو اس وقت کفار کو اپنی طاقت دکھانے کیلئے کیا گیا پھر اس کے بعد حجۃ الوداع واقع ہوا۔ اس وقت بھی وہی قوت رفتار رمل کے طور پر وقوع میں آئی۔ حالانکہ اس وقت کوئی مشرک وہاں موجود نہ تھا مگر حضور ﷺ نے اس عمل کو قائم رکھا اور آپ ﷺ کے بعض خلفائے راشدین نے اور پھر تابعین نے حتیٰ کہ آج تک یہ عمل جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ اب حرم شریف میں ایک بھی کافر نہیں جس کو اپنی طاقت اور بہادری کی چال دکھائی جائے۔ صاحب بدایہ کہتے ہیں۔

ترجمہ یعنی سبب کے ختم ہونے کے بعد بھی حکم باقی رہا حضور ﷺ کے زمانہ اور بعد کے زمانہ میں بھی۔

علامہ شیخ عبداللہ سراج رحمۃ اللہ علیہ مفتی عرب نے لکھا ہے۔

ترجمہ ولادت شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہونے کو بڑے بڑے علماء جائز کہتے چلے آئے ہیں اور قائم کیا اس کو بادشاہان حکام نے۔

اور شیخ عبدالرحمٰن سراج مفتی مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً محفل میلاد مع القیام کے باب میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ عرب، مصر، شام، روم اور اندلس کے تمام علماء زمانہ سلف سے اب تک اسے اچھا سمجھتے ہیں

اور اعتراض یہ کہ "یہ لوگ اگر قیام کو مباح یا مستحسن سمجھتے ہیں تو واجب کی طرح دائمی کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ امر مستحب بھی اصرار کرنے سے مکروہ ہو جاتا ہے"۔

اس کا جواب یہ ہے۔ ہم قیام کو مستحسن سمجھتے ہیں اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور تمام بلاد اسلامیہ میں یہی عمل رہا ہے مگر منکرین میں بعض اس قیام کو حرام بعض اسے بدعت ضلالت اور بعض شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ امر مباح اور مستحسن کو بعض لوگ شرک و کفر یا حرام سمجھنے لگیں تو یہ حدود الٰہیہ میں بے حد تعدی ہے۔ جس طرح مندوب و

مستحب کو واجب سمجھنے سے تغیر شرع ہے اسی طرح مباح کو حرام یا شرک قرار دینے میں تغیر شرع و دین ہے۔ اگر قیام کے مستحب ہونے میں کسی کو کلام نہ ہوتا تو اس وقت بعض فقہاء کے قول کی بنا پر اس فعل میں دوام نہ کیا جاتا۔ کیونکہ ایسا امر جو سب کے نزدیک بالاتفاق محمود و مستحسن ہو اور کوئی اس کا انکار نہ کرتا ہو بلکہ سب لوگ اس عمل کو کمال اہتمام سے بجالاتے ہوں تو ایسے عمل کی مداومت سے عوام کے دلوں میں وجوب یا فرضیت کا شبہ پڑ سکتا ہے۔ پس صاحب مجمع البحار کا کلام جس کو بعض فضلاء سند میں لاتے ہیں۔ درحقیقت وہ ایسے ہی مندوب اور مستحب بالاتفاق کے حق میں ہے۔

اور جس طرح مندوب کا مکروہ ہو جانا صاحب مجمع البحار سے لیا گیا ہے۔ اسی طرح مجمع البحار میں یہ بھی تو لکھا ہے کہ تبدیل زمان سے بعض احکام بدل جاتے ہیں۔

مثلاً صاحب مجمع البحار نے لکھا کہ زینت ممنوع ہے لیکن جب لوگ اپنے مکانات عمدہ عمدہ بنانے لگے تو اب مسجد کی تحقیر لازم آئیگی۔ اس لئے زینت کو جائز رکھا۔

مجمع البحار جلد دوم میں قبر پر تعمیر کو منع لکھا پھر لکھا کہ علماء سلف نے بباعث بعض مصلحت جائز رکھا۔

ترجمہ بزرگوں نے جائز رکھا اسے کہ بڑے مشائخ اور مشہور علماء کی قبر پر عمارت بنائی جائے تا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پاویں۔

اور صاحب روح البیان نے شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "کشف النور" سے نقل کیا ہے۔

ترجمہ بدعت حسنہ جو شرع کے مقصود کے موافق ہو اسے سنت کہتے ہیں پس علماء و صلحاء اور اولیاء کی قبروں پر قبہ بنانا جائز ہے۔ جبکہ صاحب قبر کی تعظیم کا ارادہ ہو کہ عوام انہیں نظر حقیر سے نہ دیکھیں۔

اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح سفر السعادت" میں لکھا

ہے اور صاحب تفسیر روح البیان جلد ثانی میں احیاء العلوم سے نقل کیا ہے کہ

ترجمہ اکثر باتیں جو اس وقت عمدہ گنی جاتی ہیں وہ صحابہ کے وقت میں بری گنی جاتی تھیں۔

اس کے بعد لکھا کہ اب مساجد میں عمدہ فرش بچھانا چاہتے ہیں اور پہلے کے لوگ مسجد میں بوریوں کا بچھانا بھی پسند نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے اور زمین کے بیچ میں کوئی حائل نہ ہو۔ یہاں تک کہ فقہاء نے لکھا کہ زمین پر بلا حائل نماز پڑھنا افضل ہے۔

مجلس والوں کی موافقت اخلاقی تقاضا ہے

یہ اعتراض کہ بانیان محفل میلاد منکرین قیام پر ایسی ملامت کرتے ہیں جیسے تارک فرض وواجب پر۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیام فرض یا واجب تو ہرگز نہیں۔ مفتیان دین تصریحاً فرما چکے ہیں کہ قیام مستحسن اور ادب کا قرینہ ہے جو شخص اس محفل میں آ چکا ہے تو آداب محفل کا مقتضا یہ ہے کہ وہ بھی دوسرے لوگوں کی موافقت میں قیام کرے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باب السماع میں لکھا ہے کہ یہ بات آداب حقوق الصحبت کے خلاف ہے کہ کھڑا نہ ہونے میں موافقت نہ کرے۔

اور ذرا غور کریں تو بعض اوقات تارک قیام نص قرآنی کا مخالف بن جاتا ہے۔

ارشاد ہے۔

ترجمہ اے ایمان والو جب تم کو کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں اسی آیت کے شروع میں لکھا ہے۔

ترجمہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے جب منع کیا اپنے مومنین بندوں کو اس صورت میں ایسی باتوں سے جو سبب بغض اور باہم نفرت پیدا ہونے کے تھے تو اب حکم دیا ان

چیزوں کا جو سبب ہو جائیں محبت اور دوستی بڑھنے کا۔

اگر کوئی شخص دوسرے اشخاص کی موافقت میں کھڑا ہو جائے تو اتحاد و موانست باہمی کا سبب بن جائے اور کھڑا نہ ہونا بغض و نفرت کا سبب بن جائے۔ یہ فعل منشا حکم خداوندی سے بعید جا ٹھہرا اور تکبر کی علامت بن گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نعت پڑھی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی شان اقدس میں چند اشعار پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ حضور اکرم ﷺ خوش ہوئے اور دعائیہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے منہ کو سلامت رکھے اور اجازت عطا فرمائی۔ آپ نے کچھ اشعار پڑھے جو کتاب الوفاء، خصائص الکبریٰ اور مواہب اللدنیہ میں موجود ہیں۔ یہی اشعار اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی تصنیف نشر الطیب ہیں بھی لکھے ہیں اور ان کا ترجمہ بھی لکھا ہے۔ لہٰذا انہی کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

زمین پر آنے سے پہلے آپ ﷺ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اور تنے جوڑے جاتے تھے یعنی آپ ﷺ صلب آدم علیہ السلام میں تھے۔ سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ ﷺ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا کہ اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصہ کی طرف کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس ممنوعہ درخت سے کھالیا تو جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ملا کر بدن ڈھکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے اس کے بعد آپ نے زمین کی طرف نزول فرمایا اور آپ ﷺ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق کیونکہ یہ حالتیں جنین کے بہت قریب ہوتی ہیں اور ھبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفا ظاہر ہے اور نزول الی الارض بھی بواسطہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ

بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ بلکہ صلب آباء میں محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی نوح میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ بت اور اس کے ماننے والوں کے بتوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ حضرت نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا تھا۔

اور وہ مادہ اسی طرح واسطہ در واسطہ ایک صلب سے دوسرے رَحم تک نقل ہوتا رہا۔ وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا۔ چونکہ آپ ﷺ اس کی صلب میں مخفی تھے تو وہ کیسے جلتے۔

پھر آگے آپ ﷺ اسی طرح منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا خاندانی شرف جو کہ آپ ﷺ کی فضیلت پر شاہد ہے اولاد حندف میں سے ایک زروہ عالیہ پر جاگزیں ہوا۔ جس کے تحت میں اور حلقے تھے۔ (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقوں کے) تھے (حندف لقب ہے آپ ﷺ کے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہ کا۔ یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں کی ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد حندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہوگئے۔ سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے راستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

نعت خوانی پر کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو چادر مبارک عطا کی

کعب مشہور شاعر تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے حضور ﷺ کی ہجو کرتے تھے۔ ۹ھ میں اسلام قبول کیا۔ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ قصیدہ پڑھا جس کے دو

اشعار کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ نور کے مانند ہیں جس سے کفر کا اندھیرا دور ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشیدہ تلوار ہیں۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول ﷺ نے میرے قتل کی دھمکی دی ہے مگر مجھے ان سے معافی کی امید ہے۔

حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو کہا کہ سنو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس نعت سے حضور خوش ہوئے اور بطور انعام اسے اپنی چادر مبارک اوڑھا دی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ چادر خریدنا چاہی دس ہزار درہم پیش کئے لیکن انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں اس مقدس چادر کو کسی قیمت پر بھی فروخت نہیں کروں گا لیکن جب کعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ورثاء کو بیس ہزار درہم دے کر چادر خرید لی کہتے ہیں کہ وہ چادر اب تک سلاطین آل عثمان کے پاس موجود ہے۔

(مدارج النبوۃ)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی نعت خوانی

صحابہ کرام حضور ﷺ کی تشریف آوری اور آپ کی اتباع نصیب ہونے پر فخر کرتے تھے اور مشرکین سے حضور ﷺ کی ہجو کا بدلہ لیتے تھے اور حضور ﷺ کے فضائل بیان کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی نعت خوانی

۷ھ عمرۃ القضا کیلئے مکہ جا رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی ناقہ کی باگ حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ پکڑے ہوئے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اے بنی کنانہ آپ ﷺ کے راستہ سے ہٹ جاؤ کہ رحمٰن نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے کہ اس کی راہ میں قتل ہونا سب سے بہتر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غالباً اس طرح رسول اللہ ﷺ کے آگے شعر پڑھنا نامناسب سمجھا اور کہا اے ابن رواحہ تم رسول خدا کے سامنے شعر گا رہے ہو؟ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ انہیں مت روکو اشعار پڑھنے دو۔ یہ اشعار کافروں میں تیر سے زیادہ اثر کر رہے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی لغزش کا مداوا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی بلند حوصلگی

حضرت حسان رضی اللہ عنہ منافقین کے بہکانے میں آ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت پر اتہام لگانے والوں میں شامل ہو گئے۔ اس کی سزا بھی بھگتی ایک موقعہ پر واقعہ افک کا خیال آیا تو بعض عورتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو سخت سست کہنے لگیں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہ کہہ کر منع کر دیا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا نہ کہو وہ حضور ﷺ کی تعریف میں اشعار پڑھا کرتے تھے اور کفار کو حضور ﷺ کی طرف سے جواب دیتے تھے اس واقعہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ اخلاق اور بلند نظری کے بینظیر مثال سامنے آتی ہے وہاں حضور ﷺ کی تعریف کرنے والوں اور دشمنوں کا دفاع کرنے والوں کی عظمت و قبولیت کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

سرکار ابد قرار کی تشریف آوری پر خوشی منانا

۱) جس وقت رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کی تشریف آوری کا خوشی میں حبشیوں نے اپنے جنگی کرتب بطور کھیل کے کھیلے۔ (رواہ ابوداؤد)

۲) مسلم کی روایت ہے حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضور اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے۔

ترجمہ پس مرد و عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خادم راستوں میں

پھیل گئے اور بلند آواز سے پکارتے تھے۔ **یا محمد یا رسول اللہ**

کتاب الوفاء اور مواہب اللدنیہ وغیرہ میں ہے کہ

جس وقت رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے عورتیں اور بچے جمع ہو گئے اور کہتے تھے اور مدینہ شریف کی گلیاں اس خیر مقدمی اشعار سے گونج رہی تھیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ ثنیات الوداع سے ہمارے اوپر چودھویں کا چاند نکلا ہے اور ہم پر اس وقت تک شکر ادا کرنا واجب ہے جب تک پکارنے والا پکارے۔

۳) بخاری شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت ابولہب نے ثوبیہ لونڈی کو انگشت کے اشارہ سے آزاد کر دیا کیونکہ اس نے اس کے بھتیجے (جناب محمد مصطفیٰ ﷺ) کی ولادت کی خوشخبری اسے پہنچائی تھی۔ بعد وفات حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب یعنی ابولہب کے بھائی نے اسے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیسی گزری کہا کہ عذاب میں ہوں بجز سوموار کے کہ اس دن مجھے اسی انگلی سے شہد اور دودھ ملتا ہے جس انگلی کے اشارے سے میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔

۴) مشکوٰۃ باب المعجزات بحوالہ ترمذی و دارمی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

یعنی میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مکہ کے نواحی علاقہ میں گیا تو ہر پہاڑ اور درخت کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔

ظاہر یہ ہے کہ درختوں، پہاڑوں اور پتھروں کا یہ سلام حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود سنا۔

اس واقعہ میں حضور ﷺ کا معجزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت دونوں کا ذکر ہے۔

پیش تو آں سنگریزہ ساکت است
پیش احمد او فصیح و قانت است

پیش تو استونِ مسجد مردہ ایست
پیش احمد عاشقِ دل بردہ ایست

ترجمہ تیرے ہاں وہ سنگریز خاموش ہے مگر احمد (ﷺ) کے حضور فصاحت سے بولنے والا ہے تیرے سامنے مسجد کا ستون بے جان ہے لیکن احمد ﷺ کے حضور عاشق اور دلدادہ ہے۔

۵) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے جبکہ ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے پہاڑ کانپنے لگا آپ ﷺ نے پہاڑ پر پاؤں مارا اور فرمایا اے اُحد ٹھہر جا تجھ پر نبی ﷺ صدیق اور دو شہید ہیں۔ پہاڑ فوراً سکوت میں آ گیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

ایک ٹھوکر سے اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

مُلا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وجد والے صوفیاء سے ضبط والے صوفیا بہتر ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے اُحد کو یہی تلقین فرمائی نیز یہ کہ وہ حضور ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی سے جھوم اُٹھا تو حضور ﷺ کا پیارا بن گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اُحدُ جبل یُحبّنا و نحبّہ۔

(بروایت حضرت سہل بن سعد) یعنی وہ ہے تو بے جان پتھروں کا پہاڑ مگر ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اسی سے محبت کرتے ہیں۔

۶) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت حضور ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ میں اس پتھر کو خوب جانتا ہوں جو مجھے سلام کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ یہ پتھر حضور ﷺ کی تشریف آوری پر سلام کرتا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ کا پیارا بن گیا اور آپ نے اسے یاد رکھا۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا پیدا فرمایا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دوسری حدیث میں یہ ارشاد ملتا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا پہلی حدیث طویل ہے جس میں یہ بھی ہے کہ پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے سیر کرتا رہا۔ گویا سوائے اللہ تعالیٰ اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ حتیٰ کہ لوح اور قلم اور عرش وفرش ملائکہ بھی نہ تھے گویا ایک طویل عرصہ جس کی مقدار اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور صرف نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ یعنی ایک خالق تھا اور دوسرا مخلوق اور ان کا باہمی تعلق یہ تھا کہ یہ نور ساجد اور اللہ تعالیٰ مسجود، یہ عابد وہ معبود، یہ حامد وہ محمود، یہ شاہد وہ مشہود، یہ محب اور وہ محبوب، یہ طالب وہ مطلوب، غرضیکہ فاحببتُ کی شان کا اظہار ہو رہا تھا۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کنت کنزاً عشق گواہی
پہلوں حُب خود ذات کوں آہی
جیں سانگے بنیا اے جُمل جہاں
عشق اساڈا دین ایمان

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کُن فیکون تاں کل دی گل اے اساں اگے پریت لگائی
تُو مَیں حرف نشان نہ آہا جدوں دتی میم گواہی
اج وی سانوں او پئے دسدے بیلے بوٹے کاہی
مہر علی شاہ رل تاہوں بیٹھے جو سِک ڈوہاں نوں آہی

اسی حدیث مذکورہ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دوسری اشیاء کو تخلیق فرمائے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم فرما دیا پہلے حصے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ پہلے حصہ سے مومنین کی آنکھوں کا نور دوسرے سے دلوں کا نور (معرفت الٰہی) اور تیسرے سے نور انس جو توحید ہے اور چوتھے حصہ سے باقی تمام اشیاء یعنی زمین و آسماں، چاند، سورج، شجر و حجر، پہاڑ و سمند جن و انس وغیرہ پیدا کیئے۔ معلوم ہوا کہ لوح و قلم، عرش و فرش، نباتات و جمادات، ارض و سماوات غرضیکہ تمام موجودات نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے وجود میں آئیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم کی بہار
وہ نہ ہوں عالم نہ ہو گر وہ نہ تھے عالم نہ تھا

پھر فرمایا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اور فرمایا:

یہ صبا سنک وہ کلی چٹک یہ زباں چہک لب جو مہک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے

……☆……☆……

وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصل عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

……☆……☆……

اہم نکتہ

حدیث مذکورہ بالا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کے نور کو (من نورہٖ) اپنے نور سے پیدا فرمایا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ذاتی تجلی فرمائی جو حسنِ الوہیت کا ظہور اوّل تھی۔

اگرچہ اس کیلئے کوئی مثال بعینہٖ وضاحت کرنے سے قاصر ہے۔ تاہم بات کو سمجھنے کیلئے یوں سمجھیں کہ جس طرح آئینہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے۔ لیکن آفتاب کی ذات یا نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور ہم کہتے ہیں کہ آئینے کا نور آفتاب کے نور سے ہے۔ لہٰذا نورہٖ کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور ﷺ کو فیضان وجود پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔ اس لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انا من نور اللّٰہ والخلق کُلُّھم من نوری۔

یعنی میں اللہ کے نور سے اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

عالم کو تیرا نور ہوا باعث ظہور
آدم تیرے ظہور سے ہے مظہر اتم
واللیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثناء
والشمس ہے ترے رخ پُرنور کی قسم

(ظفر)

حضور ﷺ کی اوّلیت میں مشہور حدیث

یہ حدیث مواہب اللدنیہ از ابن حجر مکی، زرقانی شریف، انوار المحمدیہ، عقیدہ الشہدہ،

حجۃ اللہ العالمین، مدارج النبوۃ، مطالع المسرات میں موجود ہے، دیگر محدثین کے علاوہ استاد المحدثین عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں نے بھی اپنی تصنیف میں درج فرمایا کہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتائیں کہ تمام اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں مشیت خداوندی تھی دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت و دوزخ، فرشتے آسمان زمین سورج، چاند جن اور انسان کچھ بھی نہ تھے۔

قسم ذلک النور اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاوّل القلم و من الثانی اللوح و من الثالث العرش۔

ترجمہ تو اُس نور کے چار حصے کئے پہلے حصہ سے قلم دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش بنایا پھر اس چوتھے حصے کے چار حصے کئے۔

فخلق من الجزء الاوّل حملۃ العرش و من الثانی الکرسی و من الثالث باقی الملائکۃ۔

ترجمہ پہلے حصہ سے عرش کو اٹھانے والے فرشتے دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتوں کو پیدا فرمایا۔

چوتھے حصے کے پھر چار حصے کئے۔

فخلق من اوّل السموات و من الثانی الارضین و من الثالث الجنۃ و النار۔

پس پہلے حصہ سے آسمان دوسرے سے زمینیں اور تیسرے سے جنت و دوزخ پیدا کی اور چوتھے حصہ کے پھر چار حصے کیے۔

فخلق من الاوّل نور ابصار المؤمنین ومن الثانی نور قلوبھم وھی المعرفة باللّٰہ تعالیٰ ومن الثالث نور انسھم وھو التوحید لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔

پہلے حصہ میں مومنوں کی آنکھوں کا نور اور دوسرے حصہ سے ان کے دلوں کا نور اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور تیسرے حصہ سے ان کے اُنس کا نور جو کہ توحید ہے **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔**

نبی کے نور سے سب کچھ ہوا زیر و زبر پیدا
کہیں جن و بشر پیدا کہیں شمس و قمر پیدا

وجود سرور دیں سے وجود ملک ہستی ہے
محمد سے ہوئے بحر و بر اور خشک و تر پیدا

چودہ ہزار سال پہلے

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) اپنے والد مکرم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں نور تھا۔ (انوار محمدیہ نبہانی' سیرت حلبیہ' زرقانی' جواہر البحار' نشر الطیب)

اشرف علی تھانوی اس حدیث کو اپنی کتاب نشر الطیب میں درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس عدد (چودہ ہزار سال) میں کم کی نفی ہے۔ زیادتی کی نفی نہیں۔ پس اگر زیادتی کی روایت پر نظر پڑے تو شبہ نہ کیا جاوے۔ (نشر الطیب)

چودہ ہزار سال سے بھی زائد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا ’’کم عمرت من السنین‘‘ تمہاری عمر کتنے سال ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور ﷺ اپنی عمر کا صحیح اندازہ سالوں میں تو نہیں لگا سکتا۔ البتہ اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ تھا۔ وہ ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا تھا اور میں نے اس ستارہ کو بہتر ہزار مرتبہ طلوع ہوتے دیکھا یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

مجھے اپنے رب کریم جل جلالہ کی عزت کی قسم ہے وہ ستارہ میں ہی تھا۔

(سیرت حلبیہ، جواہر البحار، تاریخ کبیر از امام بخاری، تفسیر روح البیان)

ایک اور حدیث قدسی جس کو ذوالفقار دیوبندی نے اپنی مشہور کتاب ’’عطر الوردہ‘‘ میں لکھا ہے۔

ترجمہ یعنی اے محبوب ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کا اظہار فرماتا۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نعت رسول اللہ ﷺ میں لکھتے ہیں

نہ پیدا اگر ہوتا محمد کا نور
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کھڑی شریف (جہلم والے جو ایک خدا رسیدہ صوفی شاعر ہیں) اپنی مشہور کتاب ’’سیف الملوک‘‘ میں لکھتے ہیں۔

نور محمد روشن آہا آدم جدوں نہ ہویا
اوّل آخر دوہیں پاسیں اوہو مل کھلویا

......☆......☆......

کرسی عرش نہ لوح قلم سی نہ سورج چن تارے
تدوں وی نور محمد والا دیندا سی چمکارے

......☆......☆......

سبھے نور اُسیدے نوروں اسدا نور حضوروں
اُسنوں تخت عرش دا ملیا موسیٰ نوں کوہ طوروں

حضور ﷺ کے اسم مبارک کو چومنے والا بنی اسرائیلی

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص بہت گنہگار تھا مر گیا تو لوگوں نے اسے کوڑے کرکٹ پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس کا کفن دفن کرواور اس کا جنازہ بھی پڑھو میں نے اس کی مغفرت کردی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا الہ العالمین تمام لوگ اس کے گنہگار ہونے کی شہادت دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ جب وہ تورات (پڑھنے کیلئے) کھولتا اور اس کی نظر محمد ﷺ کے نام پر پڑتی تو وہ اس نام کو چومتا اپنی دونوں آنکھوں سے اسے لگاتا اور آپ ﷺ پر درود پڑھتا، پس اسی وجہ سے میں نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

(خصائص کبریٰ، سیرت حلبیہ، حجۃ اللہ علی العالمین، حلیۃ الاولیاء)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے نام مبارک کو چومنا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے اور ستونوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اٹھے اذان شروع کی جب اشھد ان محمد رسول اللّٰہ کہا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھا اور کہا قُرةُ عینی بك یارسول اللّٰہ جس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کوئی اس طرح کرے گا جیسا کہ تو نے کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے گناہ بخش دے گا اور وہ جنت کا حق دار بن جائے گا۔ (محیط) تفسیر روح البیان)

حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد کیوں؟

سرکار سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو ان کی کنیت ابو محمد رکھی۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا یارب لما کنیتی ابا محمدؐ اے میرے رب میری کنیت ابو محمد کیسے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ارفَعْ راسَكَ اپنا سر مبارک اٹھا کر اوپر دیکھو۔ فرفع راسه پس انہوں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

فرای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی سرادق العرش۔

تو انہوں نے نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے پائے مبارک پر دیکھا تو عرض کیا ماھذا النّور ؟ یہ نور کیسا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ھذا نور نبیٍ من ذریتك یہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے جو تمہاری اولاد سے ہوگا۔

اس کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمانوں اور زمین کو۔ (انوار المحمدیہ، جواہر البحار نبہانی، مواہب اللدنیہ قسطلانی، زرقانی)

عرش کیسے ساکن ہوا

خصائص الکبریٰ، کتاب الوفا، مستدرک اور شرح زرقانی میں ہے کہ اللہ عزوجل نے سرکار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی۔

جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگا تو میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا تو وہ ساکن ہو گیا۔

اصل کائنات

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے کتاب ''المیلاد النبوی'' میں لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ صاحب لولاک نے فرمایا:

ترجمہ میں ہی عالم کے وجود میں پہلے آیا جبکہ نہ پانی تھا نہ جسم اور نہ آدم۔

نور محمد ﷺ کی شان محبوبیت

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے جس وقت اس کے اقتدار اور سلطنت کا عرش عالم مادی میں فقط پانی پر تھا یعنی نیچے صرف پانی اور اوپر اسی کو معلوم کہ کیا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھا۔ اس میں ایک بات یہ تھی **انّ محمد** (ﷺ) **خاتم النبیین**۔ (امام نبہانی‘ انوار المحمدیہ)

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

ترجمہ ''بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے گل گارے میں تھے اور میں تمہیں اپنے اوّل ہونے کی خبر دوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا نظارہ جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ اس سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے''۔

جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد کیا۔ ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا۔ عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کی ساق پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء لکھا۔ جب جنت کو پیدا فرمایا تو حضور ﷺ کا اسم گرامی جنت کے دروازوں اس کے درختوں کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا۔

حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا تو آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

ساری کائنات حضور ﷺ کے طفیل وجود میں آئی

حضرت آدم علیہ السلام اب الانسان پر جب آزمائش وابتلا کا دور آیا۔ ابلیس لعین کا فریب کھایا۔ جنت سے نکالا گیا قرآن کریم فرماتا ہے۔

ترجمہ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا کہا اے آدم کیا میں تمہیں ایسا پیڑ بتا دوں جس کو کھا کر ہمیشہ کی زندگی مل جائے اور ایسی بادشاہی ملے کہ پرانی نہ ہو تو ان دونوں نے اس میں سے کھالیا۔ اب ان پر شرم کی چیزیں ظاہر ہوگئیں تو لگے جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش ہوئی اور جو مطلب چاہا تھا۔ اس کی راہ نہ پائی پھر اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمایا اور فرمایا تم دونوں جنت سے اترو تم میں ہر ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ (سورہ طہٰ ۱۲۰، ۱۲۳)

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا کہتے ہیں تین سو سال روتے رہے اور سر اٹھا کر اوپر آسمان کو نہ دیکھا نیز یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو کو اکٹھا کیا جائے تو قیامت تک کے تمام انسانوں کے آنسوؤں کے پانی سے حضرت کے آنسو بڑھ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ وزاری، عاجزی پسند آئی۔ دریائے رحمت جوش میں آیا کیونکہ یہ قانون قدرت ہے۔ جب بندہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عاجزی، درماندگی، شرمساری اور بے بسی کا اعتراف کرتا ہے تو رحمت ربی جوش میں آتی ہے۔

زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست
رحمت کلی قوی تر دایہ ایست

دایہ و مادر بہانہ جو بود
تا کہ آں طفل گریاں مے شود
تا نگرید طفل کے جوشد لبن
تا نگرید ابر کے خندو چمن
زور رابگزار و زاری رابگیر
رحم سوئے زاری آید اے فقیر

ترجمہ رونا اور آہ زاری کرنا بڑا طاقتور سرمایہ ہے۔ رحمت کلی طاقتور دایہ ہے۔ دایہ اور ماں بہانہ ڈھونڈتی ہے کب بچہ رونے لگے (اور وہ اسے دودھ دیں) جب تک بچہ نہ روئے دودھ (ماں کی چھاتی میں) کیسے جوش مارے اور جب تک بادل نہ روئے چمن کیسے کھلے زور کو چھوڑ دے اور زاری کو اختیار کر اے فقیر رحم زاری کی طرف آتا ہے۔

خدا کے خوف میں آنکھ روتی ہے دل کا غنچہ تازہ ہوتا ہے پس اس کریم غفور رحیم نے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں ایک خیال پیدا فرمایا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ترجمہ پس حضرت آدم علیہ السلام کو اس کے رب کی طرف سے کچھ کلمات القا ہوئے۔ پس اس پر توجہ فرمائی بیشک وہ توبہ قبول فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے معافی کے خواستگار ہوئے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے۔ میری یہ غلطی اس پاک ہستی کے طفیل معاف فرما دے جس کو تو نے ہر جگہ اپنے پہلو میں جگہ دی ہے۔ میری غلطی معاف فرما دے۔ قرآن حکیم میں حضرت آدم علیہ السلام کی دعائیں منقول ہوئی ہے۔

ترجمہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو یقیناً ہم نقصان والوں میں سے ہوں گے۔

(سورہ البقرہ ۳۷)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ تم محمد کو کیسے جانتے ہو۔

سبحان اللہ عالم الغیب اپنے بندے سے سوال اس لئے نہیں پوچھتا کہ اسے معلوم نہیں بلکہ اس لئے پوچھتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبیت اور عظمت پر گواہ ہو جائیں اور تا قیامت ان کی فضیلت کا چرچا ہو۔ اور **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** کی عملی تفسیر کا ایک پہلو بن جائے اور آنے والی نسلیں اسی نام نامی اور اسم گرامی کی برکت اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتی رہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے الہ العالمین جب تو نے میرے جسد خاکی میں روح ڈالی **وتفخت فیه من روحی** اور میں نے آنکھ کھولی اور ساق عرش پر میری نظر پڑی تو میں نے تیرے پہلو میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا **لا الٰہ الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** تو میں نے سمجھا کہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ گرامی اور محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر جب میں بہشت میں سکونت پذیر تھا تو جنت کے پتوں۔ حوروں کی آنکھوں اور جنت کے محلات میں یہی کلمہ لکھا ہوا دیکھا۔

جواب ملا۔ ہاں آدم تم درست سمجھے ہو۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ ہی کائنات کی کسی دوسری چیز کو اور اگر تم اس محبوب کا وسیلہ نہ لیتے تو تجھے معافی نہ ملتی۔

محمد نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی
خدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی

ترجمہ اگر آدم علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو شفیع نہ بناتے تو نہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام غرق ہونے سے نجات پاتے۔

امام بیہقی اور امام طبرانی نے اس واقعہ کی حدیث یوں بیان کی ہے۔

اس عبارت کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے بھول ہوگئی تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اللہ میں حضرت محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد کون ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار! جس وقت تو نے مجھے پیدا فرمایا تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو تیرے عرش پر **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** لکھا ہوا پایا۔ پس مجھے معلوم ہوگیا کہ تیری بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم بیشک وہ تیری اولاد میں سے آخری نبی ﷺ ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ (امام طبرانی، معجم الصغیر ج ۲ ص ۱۸۲)

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
اے صل علیٰ نام ہے کیا نام محمد
گرتوں کو بھی لیتا ہے بچا نام محمد
یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑی ہو تو دیتا ہے بنا نام محمد

حدیث قدسی ہے۔ رب العزت نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر گھومتے پھرتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ ہر اس گھر میں حاضری دیں جس میں احمد یا محمد نام کا کوئی آدمی رہتا ہو۔

(الشفاء)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام باقر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

یعنی قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ جس کا نام محمد ہے وہ اس نام کی

برکت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

عالم ارواح میں انبیاء علیہم السلام کا اجتماع اور حضور انور کی شان

ارشاد الٰہی ہے۔

ترجمہ اور یاد کرو وہ وقت جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے پکا عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب وحکمت سے سرفراز کروں پھر تمہارے پاس ایک رسول ﷺ آئے جو تمہاری نبوت وفضیلت کی تصدیق کرے تو تم اس پر ضرور بالضرور ایمان لانا اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا پس تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں اور جو کوئی اس عہد پختہ کے بعد پھر جائے تو وہ فاسقوں میں سے ہوگا۔ (آل عمران ۸۱)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کو حکم فرمایا کہ انوار انبیاء پر توجہ کرے جب حضور نبی کریم ﷺ کے نور مبارک نے دیگر انبیاء کی ارواح وانوار پر توجہ فرمائی تو اس نور نے ان سب انوار کو ڈھانپ لیا۔ بلا تمثیل جیسے سورج کے طلوع ہونے پر ستاروں کی روشنی مغلوب ہو جاتی ہے۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ یہ کیسا نور ہے جس نے ہمارے انوار کو ڈھانپ لیا فرمایا یہ محمد کا نور ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں نبوت سے سرفراز کیا جائے گا۔ اس پر سب ارواح انبیاء کرام نے کہا کہ ایمان لائے اور آپ پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔ چنانچہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام حضور ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی فرمانبرداری کرنے کی اپنے اپنے زمانوں میں اپنی قوموں کو تلقین وتاکید کرتے رہے اور آپ کی آمد کی خوشخبری سناتے رہے۔

سب انبیاء کرام علیہم السلام نے اس عہد کی پاسداری فرمائی۔ قرآن کریم گواہ ہے کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر مکمل

کر چکے تو بارگاہ ایزدی میں عرض کیا۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتك ویعلمھم الکتب والحکمة ویزکیھم انك انت العزیز الحکیم۔ (سورہ البقرہ ۱۲۹)

اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مجلس وعظ منعقد کی اور اپنی قوم سے یوں خطاب فرمایا۔

یبنی اسراء یل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (سورہ الصف ۱۶)

تخلیق جسد آدم علیہ السلام

پھر جب انسان کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو اس کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسد خاکی بنایا گیا اور اللہ نے اس میں اپنی شان کے مطابق پھونک ماری۔ **ونفخت فیہ من روحی** کی شان ظاہر ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام ایک جیتے جاگتے انسان (جسم معہ روح) بن گئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی پشت مبارک میں نور محمد ﷺ رکھ دیا۔ یہ نور اس قدر طاقتور تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور کی عظمت وفضیلت کا ملائکہ سے اقرار کرانے کیلئے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو تعظیمی سجدہ کریں۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا صرف ابلیس لعین نے انکار کر دیا۔

بی بی حوا علیہا السلام کا حق مہر

حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا گیا انہیں خواہش ہوئی کہ جنت میں ان کا کوئی ہم جنس ساتھی ہو۔ جس سے وہ انس پکڑیں اور مصروف رہیں۔ پس حق تعالیٰ نے ان پر غنودگی طاری فرمائی اور بائیں پہلو سے حضرت حوا علیہا السلام کو ظاہر فرمایا۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

ترجمہ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ بیشک اللہ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی ہم جنس صنف نازک کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اس کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھایا۔ اس پر ملائکہ نے کہا کہ حضور پہلے حق مہر ادا کریں۔ فرمایا وہ حق کیا ہے۔ بولے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیس مرتبہ درود پڑھے۔ درود پڑھا۔ حضرت حوا علیہا السلام سے نکاح ہو گیا خطبہ پڑھا گیا جنت میں خوش و خرم رہنے لگے۔

پشت در پشت انتقال اور سفرِ نور

یہ نور پاک حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا جو ان کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ یہی نور مبین اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا رہا۔ ابونعیم کی روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے آباؤ اجداد سفاح سے پاک ہیں۔ یعنی میرے والدین ماجدین سے لے کر حضرت آدم و حوا علیہما السلام تک کوئی مرد اور عورت ایسا نہیں ہوا جس نے معاذ اللہ کسی قسم کی فحاشی اور بے حیائی کا کام کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مجھ کو اصلاب طیبہ سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل فرمایا۔ (انوار محمدیہ، مواہب اللدنیہ)

واضح رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کے اجزائے اصلیہ رکھ دیئے گئے۔ یہ اجزاء روح کے اجزاء نہیں نہ روح کا کل ہیں۔ کیونکہ ایک بدن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے۔ ایک بدن میں ایک سے زیادہ روح کا پایا جانا باطل ہے لہٰذا آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور کی روح مبارک نہیں بلکہ جسم اقدس کے جوہر لطیف کی نورانی شعاعیں رکھی گئی ہیں۔ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عزت و کرامت کے

مقام میں جلوہ گر رہا اور پشت آدم میں اجزائے جسمانیہ کے جوہر لطیف کے انوار رکھے گئے تھے جو اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے۔

یہ نورانی شعاعیں حضرت آدم علیہ السلام سے ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی پشت میں منتقل ہوگئیں۔ کسی کو معاذ اللہ اگر یہ خیال دامنگیر ہو کہ جب یہ نورانی شعاعیں حضرت شیث علیہ السلام میں منتقل ہوگئیں تو حضرت آدم علیہ السلام خالی رہ گئے۔ نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے انوار نبوت قائم رہے اور یہ خصوصی نورانی شعاعیں جو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں امانت رکھی گئی تھیں منتقل ہوئیں۔

جب آدم علیہ السلام کا آخری وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو بلایا۔ فرمایا بیٹا! میرے بعد تو خلیفہ بنے گا عمادِ تقویٰ اور عروۂ وثقیٰ کو نہ چھوڑنا۔ عروہ وثقیٰ محمد ﷺ ہیں۔ جب تو اللہ کا ذکر کرے تو محمد ﷺ کا ذکر ضرور کرنا۔

فانی رائیت الملائکة تذکره فی کل ساعتها۔

''کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ ہر گھڑی ان کی یاد اور ذکر میں مشغول ہیں''

اور جب حضرت شیث علیہ السلام کا وقت آخر قریب آیا تو انہوں نے یہی وصیت اپنے فرزند حضرت انوش علیہ السلام کو کی۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور یہ نور ایک پاک صلب سے دوسرے پاک صلب اور پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا اور ہر نبی اپنی قوم کو نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری کی خوشخبری دیتا رہا اور ان کی عظمت کے اذکار سناتا رہا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ جد الانبیاء کا زمانہ آیا۔ آپ کو بیت اللہ شریف کی تعمیر کا حکم ہوا۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ ملا کر تعمیر کی۔ جب عمارت مکمل ہوگئی۔ اللہ تعالٰی کا شکر ادا کیا اور عرض کیا۔

ترجمہ اے پروردگار ہمارے! ان میں انہی سے رسول بھیج جو تیری آیات ان پر پڑھے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے۔ بیشک تو زبردست

حکمت والا ہے مقصد یہ تھا کہ اے اللہ تیرے حکم کی تعمیل میں تیرا گھر (بیت اللہ شریف) تو بن گیا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس گھر کو کون بسائے گا پس گھر بسانے والا اور اس گھر کو صحیح مقام و مرتبہ دلانے والا بھیج۔ گویا خلیل اللہ کو بھی رسول اللہ کی حاجت ہے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان

آپ کا دور آیا قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور مجھ سے پہلے جو کتاب تورات شریف آئی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائے گا اس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(سورہ الصف ٦)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا حضرت عبد المطلب کی عظمت و شان

مواہب اللدنیہ میں ہے حافظ ابو سعید نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ ' ابو بکر بن مریم سے اور وہ ابو سعید بن عمرو انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے والد ماجد سیّدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک حضرت

عبدالمطلب میں منتقل ہوا۔ جب وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم کعبہ میں جا کر سو رہے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حسین وجمیل لباس پہنا ہوا ہے سر میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے۔ آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سوتے میں یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ہے۔ آپ کے والد حضرت عائشہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ آپ کو کاہنوں کے پاس لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا نکاح پہلے قیلہ سے اور اس کی وفات کے بعد فاطمہ سے ہوا اور فاطمہ کے بطن سے حضرت عبداللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد پیدا ہوائے۔

اصحاب فیل

''مواہب اللدنیہ'' میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یمن کا بادشاہ ابرہہ ہاتھیوں کی فوج لے کر کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے کی غرض سے آیا تو حضرت عبدالمطلب قریش کے آدمیوں کو ساتھ لیکر جبل ابوثُبیر پر چڑھ گئے۔ اس وقت آپ نے رب کعبہ سے دعا مانگی۔ آپ کی پیشانی سے نور بشکل ہلال نمودار ہوا اور اس طاقت کے ساتھ چمکا کہ اس کی شعاعوں سے کعبہ کی دیواریں چمکنے لگیں۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ اے گروہ قریش واپس چلو ہم غالب رہیں گے ابرہہ اور اس کی فوج ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی رب کعبہ کی قسم جب کبھی یہ روشنی میری پیشانی سے ظاہر ہوتی ہے میں کامیاب و کامران رہتا ہوں۔

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حضرت عبدالمطلب کی عظمت وہیبت

ابرہہ نے صورت حال کا جائزہ لینے کیلئے اپنا ایک آدمی بھیجا۔ جب وہ مکہ معظمہ پہنچا اور جناب عبدالمطلب کے چہرے کو دیکھا فوراً بلا اختیار جھک گیا۔ زبان لرزنے لگی۔ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جس طرح بیل ذبح ہوتے وقت فراٹے مارتا ہے۔ جب ہوش آیا تو

جناب عبدالمطلب کے سامنے سجدہ کرتا ہوا گر پڑا اور کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ یقیناً قریش کے سردار ہیں۔ (مواہب اللدنیہ)

ابرہہ کا ایک بہت بڑا سفید رنگ کا ہاتھی تھا باقی ہاتھی اس طرح سے سدھائے گئے تھے کہ وہ اس سفید ہاتھی کو سجدہ کرتے تھے اور وہ سفید ہاتھی باوجود سدھانے کے ابرہہ کو سجدہ نہ کرتا تھا۔

جب حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹوں کی رہائی کیلئے ابرہہ کے پاس گئے۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی عظمت وہیبت نور مقدس سے اس قدر متاثر ہوا کہ ازراہ تعظیم فوراً تخت سے نیچے اترا اور جناب عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹھایا پھر اپنی شان وشوکت دکھانے کیلئے فیل بان کو حکم دیا کہ وہ سفید ہاتھی کو حاضر کرے۔ جب ہاتھی آیا اور اس کی نظر حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر پڑی تو اس طرح ادب سے بیٹھ گیا۔ جیسے اونٹ بیٹھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی دی تو کہا السّلام علیٰ النّورِ الّذی فی ظھرکَ یا عبدالمطلب۔

(مواہب اللدنیہ انسان العیون)

یاد رہے کہ ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب کے اونٹ یرغمال بنا لئے تھے۔ شاید اس لئے کہ قریش کا سردار مغلوب ہو کر اس کے پاس آئے گا اور حضرت عبدالمطلب جب اس کے پاس گئے اور اپنے اونٹوں کی واپس کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ تعجب ہے میں تمہارے کعبہ کو ملیا میٹ کرنے کی غرض سے آیا ہوں اور تم کعبہ کے متولی اور قوم قریش کے سردار ہو۔

میرا خیال تھا کہ آپ کعبہ کو بچانے کیلئے مجھ سے درخواست کریں گے۔ لیکن آپ نے تو محض اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے آپ نے فرمایا اونٹ میری ذاتی ملکیت ہیں۔ اس لئے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے اور کعبہ اللہ کا گھر ہے اور وہ اپنے گھر

کی حفاظت کرنا خوب جانتا ہے پھر جب ابرہہ نے اپنے سفید ہاتھی کی وہ کیفیت دیکھی جس کا بیان ہو چکا ہے تو اس نے حضرت عبدالمطلب کو اونٹ واگزار کر دیئے۔ تاہم جب کعبۃ اللہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کے ذریعے کعبۃ اللہ کی حفاظت فرمائی اور ابرہہ کا لشکر نیست و نابود ہو گیا اور باقی ماندہ خائب و خاسر لوٹ گیا۔ جس کا ارشاد سورۃ الفیل پارہ نمبر ۳۰ میں موجود ہے۔

حضرت عبدالمطلب کا خواب

آپ حطیم کعبہ میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ نے خواب دیکھا کہ ایک عظیم الشان درخت زمین سے اگا اور بڑھتے بڑھتے آسمان تک پہنچ گیا۔ اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں۔ اس درخت سے روشنی ہی روشنی نکل رہی تھی۔ بلکہ اس کی روشنی اور نور سورج کی روشنی سے بھی ستر گنا زیادہ تھا۔ آپ نے دیکھا کہ عرب و عجم والے سب اس درخت کے سامنے سربسجود ہو گئے۔ روشنی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس درخت کی شاخوں سے لپٹ گئے اور بعض حضرات کو دیکھا کہ وہ اس کو کاٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن جو کاٹنے کی نیت سے اس درخت کے قریب ہوتے ہیں تو ایک خوبصورت نوجوان ان کو روکتا ہے۔

حضرت عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں نے اس نوجوان سے زیادہ حسین و جمیل کوئی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے جسم سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے چاہا کہ میں بھی اس درخت کے ساتھ لپٹ جاؤں مگر نہ لپٹ سکا۔ میں نے اس حسین جوان سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ کی قسمت میں نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کن کی قسمت میں ہے تو اس نے جواب دیا کہ جن حضرات نے آگے بڑھ کر شاخوں کو تھام لیا ہے۔

حضرت عبدالمطلب بیدار ہوئے اور اپنا خواب ایک کاہنہ کے پاس جا کر سنایا۔ سنتے ہی اس کاہنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اس نے کہا:

ترجمہ   اگر آپ نے خواب سچ سنایا ہے تو آپ کی پشت سے ایک ایسی ہستی پیدا ہوگی جو مشرق و مغرب کی بادشاہ ہوگی اور لوگ اس کے آگے جھک جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ، زرقانی شریف، کتاب الوفا)

حضرت عبدالمطلب کی ایک بیٹا قربان کرنے کی نذر

حضرت عبدالمطلب کے صرف ایک فرزند تھے۔ جن کا نام حارث تھا آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے پورے دس بیٹے عنایت فرمائے اور سب میرے معاون ہوں تو ان میں سے ایک بیٹے کی قربانی کروں گا۔ آپ زمزم کا کنواں کھودنے میں مصروف رہے۔ یہ کام آپ کیلئے بڑی عزت اور تفاخر کا موجب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مزید نو بیٹے عطا فرما دیئے اور دس کی گنتی اب پوری ہوگئی ان حضرات کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱)حارث ۲)زبیر ۳)حجل
۴)ضرار ۵)حقوم ۶)ابولہب
۷)عباس ۸)حمزہ ۹)ابوطالب
۱۰)حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

سب بیٹے جوان ہوگئے۔ والد کے معاون بنے اور حضرت عبدالمطلب اپنی وہ نذر غالباً بھول گئے یا آئندہ کسی وقت پر موقوف رکھا۔ ایک رات کعبہ مطہرہ میں تھے خواب میں دیکھا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ اے عبدالمطلب اس گھر کے رب کی جو منت مانی تھی پوری کرو۔ حضرت عبدالمطلب گھبرا کر اٹھے ایک مینڈھا ذبح کر کے فقراء اور مساکین کو کھلایا پھر دوسری رات یہی ندا آئی کہ اس سے بڑی چیز قربان کیجئے۔ اونٹ قربان کیا۔ تیسری رات پھر ندا آئی اس سے بڑی قربانی کیجئے۔ پوچھا کہ اس سے بڑی قربانی کیا ہے؟ جواب ملا اپنے ایک بیٹے کی قربانی کیجئے جس کی نذر مانی تھی۔ آپ بہت غمگین ہوئے تاہم سب بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں نذر پوری کرنے کا معاملہ بتایا۔ سب

نے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہم میں سے جس کو چاہیں ذبح کر دیں آپ نے فرمایا قرعہ اندازی کر لو۔ قرعہ اندازی میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا اور حضرت عبداللہ حضرت عبدالمطلب کو سب سے پیارے تھے۔

حضرت عبداللہ کو ذبح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تو قریش جمع ہو کر آ گئے اور انہیں کہا کہ آپ بیٹے کو ہرگز ذبح نہ کریں ورنہ ہمیشہ کیلئے بیٹا ذبح کرنے کی سنت جاری ہو جائے گی۔ ہم آپ کو کاہنہ کے پاس لے چلتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی راستہ بتا دے کہ حضرت عبداللہ کی جان بچ جائے اور نذر بھی پوری ہو جائے۔ کاہنہ نے پوچھا کہ تمہارا خون بہا کتنا ہوتا ہے بتایا کہ دس اونٹ اس کاہنہ نے کہا۔

حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں میں قرعہ ڈالو اگر قرعہ حضرت عبداللہ کا نکلے تو دس اونٹ اور بڑھا دو پھر قرعہ ڈالو اسی طرح دس دس بڑھاتے جاؤ حتیٰ کہ قرعہ اونٹوں کے نام کھلے۔ ان سب اونٹوں کو ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا ہر بار قرعہ حضرت عبداللہ کے نام کا نکلتا رہا۔ جب سو اونٹوں پر پہنچے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا سو اونٹ قربان کر دیئے گئے۔ یہ قربانی اونٹوں کی نہیں بلکہ حضرت عبداللہ کی قرار پائی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: انا ابنُ ذبیحین میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں یعنی حضرت اسمٰعیل اور حضرت عبداللہ کا۔ (مواہب اللدنیہ)

حضرت عبدالمطلب نے اتنی بڑی اور مشکل منت کیوں مانی

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے بیٹا ذبح کرنے کی نذر اس وقت مانی تھی، جب آپ کو زم زم کا کنواں کھودنے کا خواب میں حکم ہوا۔ یہ خاصا مشکل کام تھا۔ آپ کو پریشانی لاحق ہوئی۔ اس لئے آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ کام مجھ پر آسان کر دے تو میں ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کروں گا۔

حضرت عبداللہ کے حسن و جمال اور واقعہ قربانی کا شہرہ

جب اس قربانی کا واقعہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال کی دور دور تک شہرت ہوئی قریش کی عورتیں آپ پر عاشق اور طالب وصال ہونے لگیں اور آپ کے راستہ میں آ کر کھڑی ہو جاتیں اور اپنی طرف بلاتیں۔ واضح رہے کہ نور محمدی ﷺ حضرت عبدالمطلب کے صلب سے منتقل ہو کر حضرت عبداللہ کے صلب میں آ چکا تھا۔ اسی نور کی وجہ سے حضرت عبداللہ کا حسن و جمال نہایت ہی عمدہ اور جاذب تھا۔ تاہم حق تعالیٰ نے اس نور کی عظمت کے طفیل حضرت عبداللہ کی عفت و عصمت محفوظ رکھی۔ وہ کسی عورت کی جانب التفات نہیں فرماتے تھے۔

ان عورتوں میں ایک یہودی عورت کا واقعہ زیادہ مشہور ہے۔ جسے ابو نعیم، خرائطی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس عورت کا نام فاطمہ تھا اور خثعمیہ قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اور یہ ایک بڑی کاہنہ تھی۔ ایک بار اس عورت کی نظر حضرت عبداللہ کے چہرے پر پڑی تو اس نے نور نبوت کی شعاعیں دیکھ لیں۔ آپ سے نکاح کرنے کی بے حد تمنا پیدا ہو گئی۔ آپ کو بہت سا مال و زر دینے کی پیشکش کی اور نکاح کی خواہش کی لیکن آپ نے اپنے نکاح کا معاملہ والد صاحب کی مرضی پر موقوف بتایا۔ والد نے آپ کا نکاح حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا سے کر دیا اور نور نبوت حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں منتقل ہو گیا پھر کسی موقعہ پر حضرت عبداللہ کا اس کاہنہ کے سامنے سے گزر ہوا تو اس نے حضرت عبداللہ کی طرف مطلقاً کوئی توجہ نہ دی بلکہ دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ آپ کو حیرت ہوئی، وجہ پوچھی تو اس نے جو جواب دیا۔ حفیظ جالندھری مرحوم نے اسے اشعار میں ڈھالا ہے۔ جو یہ ہیں۔

وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی
اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی

مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے
سنا ہے کہ وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

حضرت آمنہ بی بی کو حضرت عبداللہ کی زوجیت میں دینے کا محرک

اہل کتاب خصوصاً یہود جو اپنی کتابوں سے نبی آخر الزمان ﷺ کی آمد کی نشانیاں جانتے تھے، انہوں نے بعض نشانیاں حضرت عبداللہ میں پائیں تو ان کے دشمن ہو گئے اور آپ کی ہلاکت کے پیچھے پڑ گئے۔ کیونکہ نبوت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں جاتے ہوئے دیکھ کر سخت حسد دامن گیر ہوا۔ ایک دن حضرت عبداللہ شکار کی غرض سے مکہ سے باہر گئے اور اس صحرا میں شام سے آئی ہوئی یہود کی ایک جماعت تلواروں سے مسلح ہو کر آپ کے انتظار میں تھی پس جونہی ان کی نظر حضرت عبداللہ پر پڑی حملہ کرنے کیلئے دوڑے۔ ایک دستہ سواروں کا غیب سے ظاہر ہوا۔ یہ سوار اس دنیا کے لوگوں سے مشابہت نہ رکھتے تھے۔ اس دستے نے حملہ آور یہودیوں کو بھگا دیا۔ اتفاق سے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے والد بزرگوار حضرت وہب اسی صحرا میں موجود تھے اور یہ منظر انہوں نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا تو حضرت عبداللہ کی عظمت و کرامت کے قائل ہو گئے اور دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آمنہ بی بی کا نکاح حضرت عبداللہ سے ہو جائے۔ آپ نے اپنے دوستوں سے اس خواہش کا اظہار کیا اور یہ بات حضرت عبدالمطلب تک بھی جا پہنچی۔ پس آپ نے یہ رشتہ مانگ لیا اور حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔

ابلیس زندگی میں چار بار چیخ مار کر رویا

علامہ ابوالقاسم سہیلی ''روض الانف'' میں فرماتے ہیں کہ ابلیس زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا پہلی دفعہ جب اس کو ملعون قرار دیا گیا۔ دوسری دفعہ جب اسے بلندی

سے پستی کی طرف دھکیلا گیا۔ تیسری مرتبہ جب سرکار ﷺ کی ولادت ہوئی اور چوتھی مرتبہ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔ (سہیلی، الروض الانف ج ۲ ص ۹۳)

استقرار حمل، ایام حج، جمعرات

نطفہ زکیہ مصطفویہ جمعرات کو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے صرف اطہر میں تشریف فرما ہوا۔ اس لئے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس رات کو لیلۃ القدر سے افضل کہا ہے۔

اس لئے کہ تمام عالم اور مومنین کیلئے خیرات و برکات اور کرامات وسعادات جو اس رات میں حاصل ہوئیں اور کسی رات میں اس کے مقابل نہیں ہیں اور قیامت تک ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اسی طرح شب میلاد کو بھی شب قدر سے فضیلت حاصل ہے۔

اس رات ملک وملکوت میں ندا دی گئی کہ تمام عالم کو پاک انوار سے منور کریں۔ زمین وآسمان کے فرشتے بہت خوش ہو گئے۔ بہشت کے خازن کو حکم ہوا کہ بہشت کے دروازے کھول دے اور تمام عالم کو بہشتی خوشبوؤں سے معطر کر دے۔ آسمان وزمین کے تمام طبقات میں بشارت دی گئی کہ نور محمد ﷺ آج رات شکم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں تشریف لا چکا ہے اور مبداء خلق عالم واصل واصول بنی آدم عنقریب ظہور فرمائے گا اور تمام جہانوں کو منور فرمائے گا۔ مروی ہے کہ اس رات تمام بت منہ کے بل زمین پر اوندھے گر پڑے۔

تمام دنیا کے بادشاہوں کے تخت سرنگوں ہو گئے۔ دنیا کے ہر خطے میں روشنی ہوگئی۔ تمام جانور بول پڑے۔ مشرق کے تمام جانوروں اور پرندوں نے مغرب کے جانوروں اور پرندوں کو خوشخبری دی۔ اس سال قریش سخت تنگی اور قحط سالی سے دوچار تھے۔ تمام درخت خشک ہو چکے تھے۔ جانور کمزور اور دبلے ہو گئے تھے۔ نور محمدی ﷺ جونہی شکم مادر میں سکون پذیر ہوا، بارشیں ہونے لگیں، صحرا میں شادابی اور رونق آ گئی، درخت سرسبز ہو گئے، پیداوار وافر ہوئی، دودھ والے جانور بہت زیادہ دودھ دینے لگے۔

غرضیکہ ایسی خوشحالی آئی کہ اس سال کا نام "سنۃُ الفتح والابھتاج" رکھا گیا۔

نو ماہ شکم مادر میں

آپ ﷺ پورے نو مہینے مادر کے شکم اطہر میں رہے۔ اس دوران والدہ مطہرہ کو دوسری عورتوں کی طرح کوئی درد حتیٰ کہ کوئی بے ذوقی تک نہ ہوئی اور آپ نے حمل کا بوجھ محسوس نہ کیا اور حمل ہونے کی محض یہ علامت تھی کہ آپ کی زنانہ ماہواری بند ہوگئی تھی۔

ابو نعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حمل کی ایک اور علامت یہ تھی کہ اس رات روئے زمین کے تمام جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی۔

حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھی کہ مجھے یہ آواز آئی کہ اے آمنہ تو حاملہ ہے اور تیرے شکم میں تمام مخلوق۔ سے بہتر شخص ہے۔ اسی روز مجھے معلوم ہوا کہ میں حاملہ ہوں اور فرمایا کہ حمل کے دوران ہر مہینے زمین و آسمان سے ندا آتی تھی کہ بشارت ہو ابوالقاسم ﷺ تشریف لانے والے ہیں اور فرماتی ہیں کہ حمل کے دوران ایک نوری شعاع مجھ سے نکلی جس سے اطراف و اکناف منور ہوگئے۔ یہاں تک کہ مجھے (شام) کے محلات نظر آنے لگے اور ایسا ہی واقعہ بوقت ولادت بھی ظاہر ہوا۔

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے حمل کو جب چھ ماہ گزر گئے تو مجھے نیند کے دوران آواز پہنچی کہ اے آمنہ تیرے شکم میں عالمین کی سب سے بہتر شخصیت تشریف فرما چکے ہے۔ جب وہ باہر تشریف لائیں تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اور اپنے حالات کو خفیہ رکھنا۔

شب ولادت باسعادت

مشہور قول کے مطابق حضور محمد ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاوّل

(عام الفیل) کو صبح سویرے پو پھٹنے کے وقت ہوئی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ ولادت کی رات جب مجھے دردزہ محسوس ہونے لگا۔ اس وقت میں گھر میں اکیلی تھی اور حضرت عبدالمطلب خانہ کعبہ کے طواف کیلئے گئے تھے۔ میں نے ایک عظیم آواز سنی جس سے خوفزدہ ہوگئی پھر میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت سفید پرندہ ہے جو اپنا پر میرے دل پر مل رہا ہے پس اس سے میرا درد زائل ہوگیا اور خوف جاتا رہا پھر دیکھتی ہوں کہ میرے پاس سفید رنگ کا شربت رکھا ہے۔ پس میں نے اسے پی لیا۔ جس سے مجھے حد درجہ سکون حاصل ہوا پھر ایک بلند نوری شعاع دیکھی اور اپنے نزدیک قد والی کچھ عورتوں کو دیکھا جو عبد مناف کی دختران معلوم ہوتی تھیں۔ مجھے حیرانی ہوئی کہ یہ کہاں سے اور کیسے آ گئیں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں فرعون کی گھر والی آسیہ ہوں اور دوسری نے کہا کہ میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ دوسری عورتیں حورانِ عین ہیں اب آوازوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

یہ بہت عظیم آوازیں تھیں جو ہر ساعت سنائی دے رہی تھیں اور ہر آواز پہلی آواز سے زیادہ عجیب تھی۔ اسی اثناء میں میں نے سفید دیبا کو دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان تنا ہوا ہے اور کچھ لوگ ہیں کہ زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہیں پھر دیکھا کہ پرندوں کا ایک غول میرے نزدیک آ گیا۔ حتیٰ کہ میرا کمرہ ان پرندوں سے چھپ گیا۔ ان کی چونچیں زمرد کی اور پروں پر یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے حجابات اٹھا دیئے اور مجھے زمین کے مشارق و مغارب نظر آنے لگے اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک انتہائے مشرق اور دوسرا انتہائے مغرب میں اور تیسرا کعبۃ اللہ کی چھت پر۔ (مدارج النبوۃ)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ میلاد النبوی میں فرماتے ہیں کہ سیّدہ طیبہ طاہر سرکار بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے پیارے فرزند محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی اپنے

قدوم میمنت لزوم سے کائنات کو مشرف نہیں فرمایا تھا کہ جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار شربت سے بھرا ہوا پیالہ تھا۔ مجھے دیا کہ اسے پی لیں میں نے اس کو پی لیا پھر جبرائیل نے کہا کہ سیر ہو کر پیو۔ میں نے سیر ہو کر پیا۔

سیّدہ آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے شکم اطہر سے باہر آنے سے پہلے جو مناظر دیکھے۔ عظیم آوازسنیں۔ پرندوں کے غولوں کے اجتماع وغیرہ۔ یہ سب ملائکہ اور ارواح قدس کی آمد دیدار مصطفیٰ ﷺ کیلئے تھی۔ مدتوں سے جس پاک ہستی کے چرچے ان میں ہوتے رہتے تھے اور وہ آپ کے دیدار کے مشتاق تھے۔ اب انتظار کی گھڑیاں ختم ہو رہی تھیں اور وہ مقدس نور شکل انسانی میں ظہور پذیر ہونے والا تھا۔ اس لئے تمام نورانی اور سماوی مخلوق آپ ﷺ کے استقبال اور دیدار کیلئے اکٹھی ہو رہی تھی۔ کسی شاعر نے اس منظر کا تخیل ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

کون آتا ہے سلطان دنیا و دیں
در پہ حاضر ہیں یہ کون روح الامین

قدسیوں کا ہے ہر سمت میلہ لگا
آتا خیرالوریٰ آج کی رات ہے

آسمانوں کی ہیں آئینہ بندیاں
اور نوری ملک پہنے ہیں وردیاں

ہیں فرشتوں کی فوجیں کھڑی جا بجا
کس کا یہ دبدبہ آج کی رات ہے

کس کے دیدار کی ہے جہاں میں خوشی
عرش سے فرش تک شادیاں ہیں رچی

جس سے عالم کا رنگ ہی نرالا ہوا
کیسی پیاری فضا آج کی رات ہے
نوری محفل میں چادر تنی نور کی
نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے

پس جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی استدعا پر شکم مادر سے باہر تشریف آوری ہوئی مرحبا مرحبا رسول اللہ ﷺ کا شور برپا ہوگیا آپ کی تشریف آوری پر شکم مادر سے نور کی ایک شعاع نکلی جس سے سارا عالم منور ہوگیا۔ حضور کا فرمان ہے۔

ترجمہ میں اپنی والدہ محترمہ کا وہ نظارہ ہوں جو اس نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ اس سے ایک ایسا نور نکلا کہ جس کی روشنی سے شام کے محلات چمک گئے۔

کیسا خالق نے فرمایا لطف و کرم ہونے لگیں رحمتیں دم بدم
احمد پاک نے جبکہ رکھا قدم خانۂ آمنہ جگمگانے لگا

سیدہ اُم عثمان ثقفیہ رضی اللہ عنہا کا نظارہ

حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں جب سرور کونین ﷺ کی ولادت ہوئی تو یہ سماں تھا۔

یعنی آپ ﷺ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہوگیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ (مواہب اللدنیہ' سیرت حلبیہ' دلائل النبوۃ' بیہقی وغیرہ)

حضرت بی بی شفا رضی اللہ عنہا کا نظارہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری والدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رحمت دو عالم سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا۔

ترجمہ جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان تھا سب مجھ پر روشن ہو گیا یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محلات دیکھ لئے۔ (کتاب الوفا، مواہب اللدنیہ، خصائص الکبریٰ، جواہر البحار، سیرت نبویہ، دلائل النبوۃ، ابونعیم، زرقانی)

نور اندر نور باہر کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

حضرت عبدالمطلب کا نظارہ

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ شب ولادت میں کعبۃ اللہ کے نزدیک تھا۔ جب آدھی رات گزر چکی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ شریف مقام ابراہیم کی جانب جھک رہا ہے حتیٰ کہ سجدہ ریز ہو گیا اور اس سے تکبیر کی آواز آ گئی۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر رب محمد المصطفیٰ الان قد طھرنی ربّی من أنجاس الاضامِ وارجاس المشرکین۔

اور غیب سے آواز آئی خدائے کعبہ کی قسم جس نے کعبہ کو برگزیدہ بنایا۔ آگاہ رہو کہ حق تعالیٰ نے کعبہ کو اس کا قبلہ بنایا اور اس کا اسے مسکن مبارک بنایا اور وہ تمام بت جو خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے گر کر پاش پاش ہو گئے۔ بڑا بت جسے ہبل کہتے تھے منہ کے بل گر پڑا اور آواز آئی کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے حضرت محمد ﷺ پیدا ہو گئے اور ان پر رحمت کے بادل سایہ فگن ہیں۔

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سرور کائنات ﷺ میرے شکم سے باہر تشریف لائے تو میں نے ان کو دیکھا سجدہ کی حالت میں مُسَبِّحہ کی دونوں انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کا بدن مبارک صاف ستھرا ہے کوئی مادری آلائش نہیں۔ ناف کٹی ہوئی ہے۔ ختنہ شدہ ہیں اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رب العزت کے نزدیک

میری عزت وکرامت میں سے ایک یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی شخص نے میرا ستر نہیں دیکھا۔

دیگر نشانیاں بوقت ولادت باسعادت

آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت بیشمار کرامات آیات وعجائب ظہور پذیر ہوئے جن کا احاطہ ممکن نہیں تاہم چند ایک یہ ہیں کہ شاہ ایران کسریٰ کا محل لرزنے لگا اور اس کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے۔ بعض علماء ان چودہ کنگروں کے گر جانے کا مطلب قدرت کی طرف سے یہ اشارہ سمجھتے ہیں کہ ایران کے چودہ بادشاہ ہوئے۔ چار سالوں میں دس بادشاہ بنے اور باقی چار خلافت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک ہوئے۔ (مواہب اللدنیہ)

مگر روضۃ الاحباب میں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک کہا گیا ہے۔ دوسری نشانی دریائے ساوہ کا خشک ہو جانا اور اس کا پانی زیر زمین چلا جانا ہے اور وادی سماوہ کی رود جو ہزار سال سے خشک پڑی تھی رواں ہوگئی اور فارس کا آتش کدہ جو ہزاروں سال سے دہکتا چلا آ رہا تھا بجھ گیا۔

کسریٰ یہ حالات دیکھ کر بہت خائف ہوا مگر اپنے خوف کو لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیا اور اس شہر کے قاضی القضاۃ جس کا نام موبدان تھا نے خواب میں دیکھا کہ سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچے جا رہے تھے حتیٰ کہ دریائے دجلہ کو پار کر گئے اور پھر وسیع علاقوں میں منتشر ہو گئے۔ موبدان نے اس سے یہ تعبیر لی کہ عرب ممالک میں حادثہ پیش آئے گا اور اس میں عرب مغلوب ہوں گے۔ کسریٰ کا تعجب اور خوف مزید بڑھ گیا۔ اس نے صورت حال کی تحقیق ووضاحت کیلئے کاہنوں کے پاس اپنے آدمی بھیجے خصوصاً سطیح نامی کاہن کے پاس خصوصی وفد روانہ کیا۔ سطیح علم کہانت میں بہت ماہر تھا اور اس کی عجیب کیفیت تھی اس کا منہ اس کے سینے میں تھا۔ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کیلئے اسے اس

طرح لپیٹ لیتے جیسے کپڑے کو لپیٹا جاتا ہے اس کا سر اور گردن نہیں تھی۔ کہتے ہیں کہ اس کی عمر تقریباً چھ سو سال تھی جب لوگ چاہتے کہ وہ کہانت کرے اور غیب کی خبریں بتائے تو اس کو اس طرح سے ہلاتے تھے جیسا کہ مشک کو ہلایا جاتا ہے۔

اس طرح سے غیبی خبریں بتاتا تھا' جب کسریٰ کا وفد سطیح کے ہاں پہنچا اس کو سکرات لگی ہوئی تھی سلام کیا اور کسریٰ کا سلام و پیغام پہنچایا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا تو وفد میں سے ایک شخص نے کچھ اشعار پڑھے جو کسریٰ کے سوال پر مشتمل تھے۔ سطیح نے جب ان اشعار کو سنا تو ہنسا اور کہا کہ جب تلاوت قرآن ہوگی۔

صاحب عصا (محمد ﷺ) کا ظہور ہوگا ساوہ کا رود جاری ہو جائے گا۔ فارس کا آتش کدہ بجھ جائے گا۔ اس وقت سطیح دنیا سے رخصت ہو چکا ہوگا سطیح نے یہ بات ختم کی تو گر پڑا اور مر گیا۔

ولادت کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کیا دیکھا اور کیا سنا

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو شکم اطہر سے باہر تشریف لانے کے بعد بحالت سجدہ مُسبّحہ کی انگلیاں آسمان کی طرف کیے تضرع میں دیکھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے نیز وہ فرماتی ہیں۔

ترجمہ جب آپ ﷺ عالم دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی ناف کٹی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے انہیں صاف و پاکیزہ جنا۔ ان پر کوئی گندگی نہیں تھی۔

فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو میں اچھی طرح سے ابھی دیکھنے نہ پائی تھی کہ ایک سفید بادل نمودار ہوا اور اس نے میرے بچے کو چھپا لیا اور آپ ﷺ میری نظر سے غائب ہو گئے اور مجھے یہ آواز سنائی دی کہ اسے مشارق و مغارب کی سیر کراؤ تاک اہل لوگ اس کے نام اور عظمت کو جان لیں اور اس کی صورت مبارک کا دیدار کر لیں اور یہ

جان لیں کہ وہ ماحی ہے جو شرک کے تمام آثار کو مٹا دے گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گھوڑوں کے چلنے اور کچھ لوگوں کے باہم باتیں کرنے کی آوازیں سنیں اور ایک بادل آیا جس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور آپ غائب ہو گئے اور ندا سنی کہ محمد ﷺ کو روئے زمین کی سیر کراؤ اور تمام جنوں، انسانوں، فرشتوں اور وحوش وطیور کی روحیں ان کی جناب میں پیش کرو اور اسے آدم علیہ السلام کا خلق، حضرت شیث علیہ السلام کی شجاعت، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی لسان، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخت گیری، حضرت ایوب علیہ السلام کی صبر، حضر یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش نوائی، حضرت دانیال علیہ السلام کی حب، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد دے دو۔

اور کہا کہ اسے پیغمبروں کے اخلاق کے دریا میں غوطہ دو۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر وہ بادل چھٹ گیا اور میں نے دیکھا کہ آپ سبز رنگ کے ریشمی کپڑے میں مضبوطی کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں اور اس کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے پھر آواز آئی سبحان اللہ محمد ﷺ کو تمام دنیا پر مقرر فرما دیا گیا ہے اور دنیا کی مخلوق میں سے کوئی ایسا نہیں رہا۔ جو زیر اطاعت نہ ہو، سب کو آپ کی اطاعت اور قبضہ میں دے دیا گیا پھر میں نے اپنے بچے کو دیکھا گویا چودھویں کا چاند ہے اور اس سے مشک ازفر کی خوشبو مہک رہی ہے۔ تین شخص غیب سے نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت ہے۔ جبکہ تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم ہے پس ایک انگوٹھی نکالی گئی جس سے دیکھنے والوں کی نظریں چندھیا جائیں اور حیرت طاری ہو جائے سات بار اس انگوٹھی کو دھویا گیا اور حضور ﷺ کے دوش مبارک پر اس انگوٹھی سے مہر کر

دی اور پھر ریشمی لباس میں آپ کو لپیٹ دیا گیا اور کچھ وقت آپ کو اپنے بازو پر اٹھائے رکھا اور پھر مجھے دے دیا۔

حسن حضور ﷺ

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا یہ تاثر کہ جب میں نے حضور ﷺ کو دیکھا ایسا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ چودھویں کا چاند ہیں۔ آپ نے چودھویں کا چاند اس لئے کہا کہ کائنات ارضی میں چودھویں کے چاند سے زیادہ خوبصورت اور دلآویز اور کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اس لئے انسانی نگاہ کی حدود چودھویں کے چاند تک جا کر رک جاتی ہیں اور کوئی ایسی تشبیہ نظر نہیں آتی جس سے حضور نبی کریم ﷺ کا حسن لوگوں کو بتایا جا سکے۔ چودھویں کے چاند کی حضور کے حسن سے مشابہت ایک مجبوری امر ہے ورنہ، چاند کا حسن تو حضور کے حسن و جمال کا ادنیٰ پرتو ہے کسی نے خوب کہا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

* * *

تبصرہ

پروفیسر سیّد شبیر حسین زاہد (گورنمنٹ ڈگری کالج ننکانہ صاحب)

صلاح الدین سعیدی بڑے خوش چہرہ اور متاثر کن شخصیت کے مالک ہیں۔

لباس سادہ، رہائش سادہ، گفتگو سادہ، بڑے ماہر قلمکار، زیرک صاحب مطالعہ اور صاحب شعور شخصیت ہیں ان سے تعارف ۲۰۰۹ء کے اوائل میں ہوا۔ جب میں نے بازار سے آپ کی کتاب ''باتوں سے خوشبو آئے'' خرید کر پڑھی، رابطہ قائم کیا اور پھر آپ سے قربت بڑھتی گئی۔

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں ہوگئے

آپ کے ذریعے مزید کئی خوش گماں و مہرباں حضرات سے بھی تعلق بنا۔

سعیدی صاحب کا قلم مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہے۔ جس پر حرف گیری نہیں کی جاسکتی۔

۱) آپ کا انداز بیاں مکمل طور پر مطالعاتی اور نتیجہ جاتی ہوتا ہے۔

۲) آپ قرآن وحدیث سے مکمل طور پر استشہاد کرتے ہیں۔

۳) آپ شان رسالت کی علو وعظمت کے حق میں دلائل و براہین لاتے ہیں۔

۴) آپ علماء اہلسنّت کے حوالہ جات اور دیگر علماء وزعماء کے رشحات بھی حوالہ قرطاس کرتے ہیں۔

۵) آپکا مدلل انداز معترضین ومخالفین کو ساکت وصامت کرنے کو کافی ہوتا ہے۔

۶) آپ کے ہاں حوالہ جات کی کثرت اور انداز بیان میں ندرت ہوتی ہے۔

۷) عشق رسالت اور حب محمدی آپ کے انداز سے خوب جھلکتی ہے۔

۸) میلاد چونکہ آپ کا محبوب موضوع ہے آپ میلاد اور متعلقات میلاد کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں سے ان کو کوئی حوالہ، مسودہ، مبسوط یا منتشر تحریر اس موضوع پر ملے وہیں سے حاصل کرتے ہیں اور میلاد کے مجموعوں میں خوبصورتی سے سجا لیتے ہیں۔

۹) علماء اور دینی قلمکاروں کے رشحات سے خوشہ چینی کرتے ہیں۔ اپنی کتابوں کی زینت بناتے ہیں۔ خوب چھان بین اور تحقیق کر کے مواد کو منتخب کرتے ہیں۔

۱۰) یہاں پیار ہے نفرت نہیں، یہاں عقیدت ہے بیگانگی نہیں، یہاں امید ہے ناامیدی نہیں، یہاں دعوت ہے جھٹک نہیں، یہاں مسکراہٹ ہے بے ہودگی نہیں، یہاں اخلاق ہے بدمزاجی نہیں، یہاں صبر و ضبط ہے بے صبری اور جلد بازی نہیں، یہاں سکینت ہے انتشار و بے سکونی نہیں، یہاں دعا ہے بددعا نہیں۔

یہ ہے ''بارگاہِ سعیدی'' جہاں عید میلاد کے زمرے، نعت رسول کی نغمگی، اوصاف رسول کی ہماہمی، عظمت رسول کی ہمہ گیری، اور سلطنت رسول کی عالمگیری ہے۔ یہ سب کچھ آپ کو ''رسائل میلاد'' میں نظر آئے گا۔

صلاح الدین سعیدی نے ''میلاد'' کے موضوع پر چار مجموعے مرتب کر کے شائع کر دیئے جن کا مختصر عنواناتی تعارف درج ذیل ہے۔

رسائل میلاد النبی ﷺ

رسائل میلاد النبی (۱۴ رسائل)......۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی۔ ناشر قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

مقدمہ......صلاح الدین سعیدی......چھ صفحات

المیلاد الرضویہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ......بائیس صفحات

میلاد شریف کے فیوض و برکات......امام محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (شام)

......ترجمہ وتخریج علامہ شہزاد مجددی......ایک سو دو صفحات

میلاد النبی......امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ......باسٹھ صفحات

جشن میلاد النبی......علامہ ڈاکٹر سیّد محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (مکہ مکرمہ)......ترجمہ علامہ یٰسین اختر مصباحی رحمۃ اللہ علیہ......چوبیس صفحات

جشن بہاراں......پروفیسر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ......چھبیس صفحات

میلاد نیر......علامہ اللہ بخش نیر رحمۃ اللہ علیہ......اڑتیس صفحات

حقیقت عید میلاد النبی......سیّد وجاہت رسول قادری......تیئس صفحات

حلیمہ کی گود کا پالا......عبدالحق ظفر چشتی رحمۃ اللہ علیہ......ستائیس صفحات

عید میلاد النبی کا پہلا جلوس......سعید بدر قادری......چودہ صفحات

میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ......مفتی محمد خان قادری......چوبیس صفحات

امارات میں عید میلاد النبی......ڈاکٹر اشرف آصف جلالی......بیس صفحات

عراق میں عید میلاد النبی......ڈاکٹر اشرف آصف جلالی......تینتالیس صفحات

برکات میلاد......مولانا تصدق حسین......اکتالیس صفحات

میلاد کے ترانے......صلاح الدین سعیدی......ستاسی صفحات

۵۷۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''رسائل میلاد النبی'' واقعتاً ایک علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور عاشقانہ تالیف ہے جس میں جمع کیے گئے رسائل معروف، اور ان کے لکھنے والے معاشرے کی مستند و معتمد ہستیاں ہیں۔

رسائل میلاد الرسول ﷺ

میلاد پر دوسری کتاب ''رسائل میلاد الرسول'' کے نام سے منظر عام پر آئی مختصر تعارفی معلومات درج ذیل ہیں۔

رسائل میلاد الرسول (۱۳ رسائل) ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔ ناشر مکتبہ حنفیہ گنج

بخش روڈ لاہور

کتاب کے مشمولات کا عنواناتی تعارف ذیل میں دیا گیا ہے۔

تقدیم ...... پروفیسر محمد اکرم رضا ...... چھبیس صفحات

اثبات المولد والقیام ...... شاہ احمد سعید فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ...... ترجمہ مولانا رشید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ...... انیس صفحات

میلاد اکبر ...... خواجہ محمد اکبر وارثی رحمۃ اللہ علیہ ...... اکسٹھ صفحات

اسلامی بہنوں کی محفل میلاد ...... سیّد ہدایت رسول رحمۃ اللہ علیہ ...... چھتیس صفحات

مولود محمود ...... مفتی محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ ...... چھہتر صفحات

سرور العباد فی بیان المیلاد ...... مولانا فیض محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ ...... چوراسی صفحات

میلاد شریف کے تاریخی واقعات ...... مفتی محمد امین نقشبندی ...... چوبیس صفحات

محسن انسانیت کا میلاد ...... پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ ...... تیس صفحات

میلاد النبی اور جمہور امت ...... پروفیسر سیّد شبیر حسین (راقم) ...... نوے صفحات

میلاد النبی یا وفات النبی ...... مفتی محمد اشرف القادری ...... پندرہ صفحات

جشن میلاد کا جواز ...... مولانا نصیر الدین چشتی ...... چودہ صفحات

میلاد النبی ...... سیّد ارشد سعید کاظمی ...... دس صفحات

میلاد مصطفیٰ سے پہلے انتظار مصطفیٰ ...... ملک محمد محبوب الرسول ...... دس صفحات

انوار میلاد ...... علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ...... دس صفحات

”رسائل میلاد الرسول“ بھی ایک وقیع و رفیع کتاب ہے ۴۹۶ صفحات کی اس کتاب میں فاضل مؤلف صلاح الدین سعیدی نے اپنے شب و روز کی محنت، مطالعہ کی وسعت اور عقیدہ و مسلک سے تعلق کو بڑی عقیدت و محبت سے نمایاں کیا ہے۔ جو آپ کے محقق و مدقق ہونے کا زندہ ثبوت ہے۔

رسائل میلاد حبیب ﷺ

صلاح الدین سعیدی کا ''میلاد'' کے موضوع پر رسائل کا تیسرا مجموعہ ''رسائل میلاد حبیبؐ'' کے نام سے منصہ شہود پر آیا۔ اس میں گیارہ علما و زعما کے علمی، تحقیقی و حوالہ جاتی رسالے دعوت مطالعہ دے رہے ہیں۔

رسائل میلاد حبیب (۱۱ رسائل) ۲۰۱۰ میں شائع ہوئی۔ ناشر مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

اس مکرم و محتشم اور نعت نبی سے معمور کتاب کا عنواناتی تعارف حسب ذیل ہے۔

تقریظ...... شیخ الحدیث علامہ حافظ عبد الستار سعیدی

تقدیم...... علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی...... چودہ صفحات

راحۃ القلوب فی مولد المحبوب...... بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ...... چھہتر صفحات

الارشاد الی مباحث المیلاد...... مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ...... بہتر صفحات

مسئلہ میلاد النبی علیہ السلام...... سیّد قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ...... اڑتیس صفحات

مسئلہ قیام و سلام اور محفل میلاد...... حضرت علامہ سیّد محمد محدث اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ...... باون صفحات

آمنہ کا لعل...... علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ...... چھبیس صفحات

عظمت میلاد النبی...... علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ...... چھبیس صفحات

میلاد قرآن و حدیث کی روشنی میں...... پروفیسر محمد اکرم رضا...... بتیس صفحات

میلاد پر اعتراض۔ آخر کیوں؟...... پروفیسر سیّد مظہر سعید کاظمی...... چھبیس صفحات

میلاد حبیب کبریا...... مولانا افتخار احمد حبیبی رحمۃ اللہ علیہ...... چھیاسٹھ صفحات

پہلا قصیدہ میلاد...... صاحبزادہ منیر احمد عراقی...... اٹھارہ صفحات

التحقیقات لدفع التلبیسات...... پروفیسر سیّد اسد محمود کاظمی...... ساٹھ صفحات

۵۳۶ صفحات کی اس کتاب میں بھی فضیلت میلاد، اہمیت میلاد، عظمت میلاد، جلالت میلاد، اصالت میلاد اور روایت میلاد پر بڑی علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور وضاحتی گفتگو موجود ہے جو معزز بزرگ قلمکاروں کے گہرے مطالعہ، وسیع قلمی تجربہ اور عشق میلاد کا منہ بولتا ثبوت اور مؤلف کے حسن انتخاب کا شاہکار ہے۔

صلاح الدین سعیدی کی ان کتابوں کے بارے میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ رسائل میلاد ایک شخص کے مذہب و مسلک کا ثبوت نہیں بلکہ بنظر غور دیکھا جائے تو یہ ثبوت ہے ان صاحبان علم و فضل کے معتقد ہونیکا جنہوں نے یہ رسائل لکھے۔

جب اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے اجازت اور توفیق عطا ہوتی ہے تبھی کوئی بندہ سیرت و میلاد پر لکھ پاتا ہے اور پھر جو ایک دفعہ لکھے، دو دفعہ لکھے، سہ بار لکھے، چہار بار لکھے، پنج بار لکھے، لکھتا ہی جائے لکھتا ہی جائے اور اس کا رہوار قلم کہیں نہ رکے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ بارگاہ رب کریم اور بارگاہ رسول کریم میں مقبول ہے۔

رسائل میلاد محبوب ﷺ

علامہ صلاح الدین سعیدی کے ''رسائل میلاد'' کے سلسلے کی چوتھی جلد بھی یاران ذوق و شوق کی قلبی تشنگی دور کرنے کیلئے منظر عام پر آ گئی ہے۔

رسائل میلاد محبوب (۶ رسائل) ۲۰۱۰ میں شائع ہوئی۔ ناشر مکتبہ فیضان ختم نبوت ڈھوڈہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

بزرگان دین کی تحقیقات سے مزین اور معمور اس کتاب کا عنواناتی تعارف حسب ذیل ہے۔

مقدمہ...... پروفیسر عون محمد سعیدی

سعید البیان فی مولد سیّد الانس والجان......شاہ احمد سعید مجددی فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

رسول الکلام من کلام سیّد الانام فی بیان مولد والقیام...... حضرت علامہ سیّد

دیدار علی شاہ محدث الوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

صداقت میلاد...... مولانا غلام فرید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

مقیاس المیلاد فی مولد سیّد العباد...... چودھری نور احمد مقبول نقشبندی

جشن میلاد عربی میڈیا کی نظر میں...... صاحبزادہ عابد حسین شاہ ہاشمی

رسائل میلاد محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اس مجموعے میں میلاد کے حوالے سے ۶ خوبصورت اور مستند رسالے شامل ہیں۔ (۱) غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مولد شہید (۲) محدث عبداللہ افریقی رحمۃ اللہ علیہ کا الروائح الزکیہ (۳) شیخ باقر کتانی رحمۃ اللہ علیہ مراکش کا بہار کائنات (۴) شیخ احمد عبدالعزیز المبارک کا میلاد منانا جائز ہے (۵) مولانا منظور سعیدی کا تبیین الہدیٰ (۶) میاں رشید احمد قریشی کا تذکرہ میلاد ۴۰۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو احمد جاوید پبلشرز لاہور نے شائع کیا۔ اور مولانا یٰسین قصوری نے تعارف مؤلف لکھا ہے۔

علامہ صلاح الدین سعیدی کی قلمی فنکاری اور بیان کی چابکدستی کا اس سے بڑا ناقابل تردید ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ سعیدی صاحب مختلف مصنفین کی نعتیہ اور سیرت کی کتب پر اپنی وقیع آرا' تقدیم اور پیش لفظ لکھتے ہیں۔ اخبارات' رسائل اور جرائد میں مضامین ومقالات لکھتے ہیں شاعری کا بھی شغف ہے اور آپ کی نعتیں اور غزلیں وزن پر پوری اور بندش کے لحاظ سے بہت مکمل ہوتی ہے۔ اللھم زد فزد

میں احباب علم وفن اور صاحبان مطالعہ وتحقیق اور متخصصین دین وسیرت سے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ صلاح الدین سعیدی مدظلہ' کی مرتب کردہ رسائل میلاد کے تمام مجموعوں کا بالاستیعاب مطالعہ کریں۔ ان کے مندرجات سے روشنی حاصل کریں۔ ان کے حوالہ جات کو ازبر کریں۔ ان کے دلائل کو اپنے علمی سفر میں زادراہ بنائیں۔ ان کے نتائج اور ماحصل کو کبھی حافظہ کے گوشہ سے "ڈیلیٹ" نہ ہونے دیں۔

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان
کے سو سال مکمل ہونے پر خصوصی نذرانہ عقیدت

ترجمۂ کنز الایمان کا لسانی جائزہ

مصنف

ڈاکٹر صابر سنبھلی مدظلہ العالی

ناشر
احمد جاوید فاروقی پبلشرز۔ لاہور

سیرت طیبہ رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم

شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف:

امام علامہ ابوسعید عبدالملک بن عثمان نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

المتوفی ۴۰۷ھ، (استاذ حاکم نیشاپوری)

ترتیب و ترجمہ:

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

(ناشر)

احمد جاوید فاروقی پبلشرز۔ لاہور

اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ

سید عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خداداد علم غیب، اختیارات، آپکی حیات بعد وصال، صحابہ کرام کا آپ سے عشق، تبرکؔ و توسل اور فضائل اولیاء کرام، وغیرہا، ضروری اسلامی عقائد کے
بیان و ثبوت میں
تقریباً دو سو احادیث کریمہ کا مجموعہ

حدیثوں کی روشنی

المرتب

مولانا تطہیر احمد بریلوی

ناشر
احمد جاوید فاروقی پبلشرز۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

محمد یحییٰ انصاری اشرفی

(ناشر)

احمد جاوید فاروقی پبلشرز۔ لاہور

سلف صالحین اور مشاہیر ملت کے نادر و نایاب رسائل کا بے مثال مجموعہ

رسائل

میلاد احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب وتدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

صفحات 800 ہدیہ -/500

ان شاء اللہ ربیع الاوّل کی پُرنور بہاروں میں جلوہ افروز ہو رہی ہے

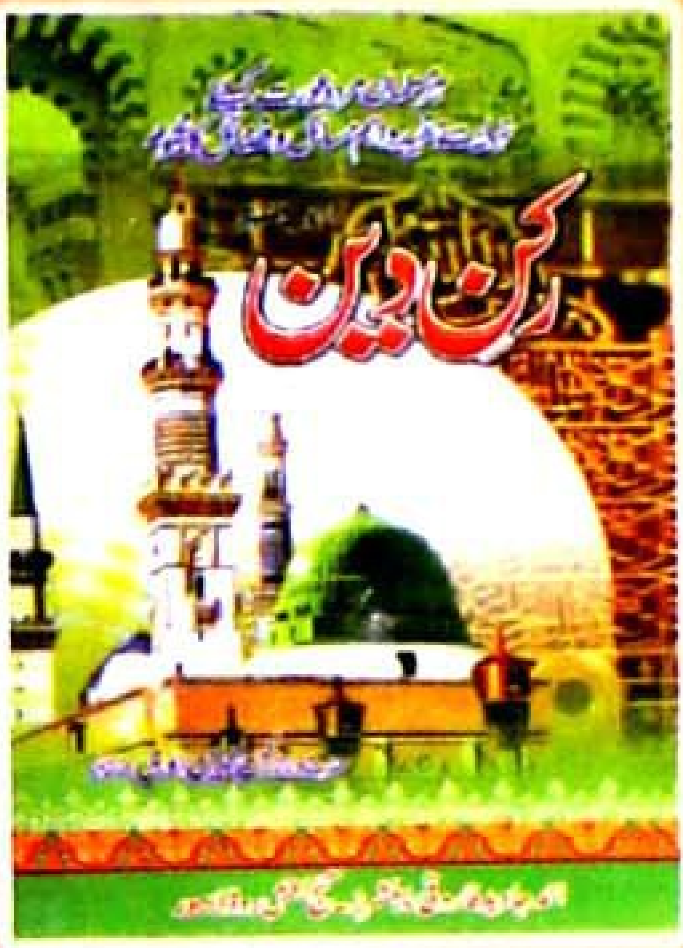

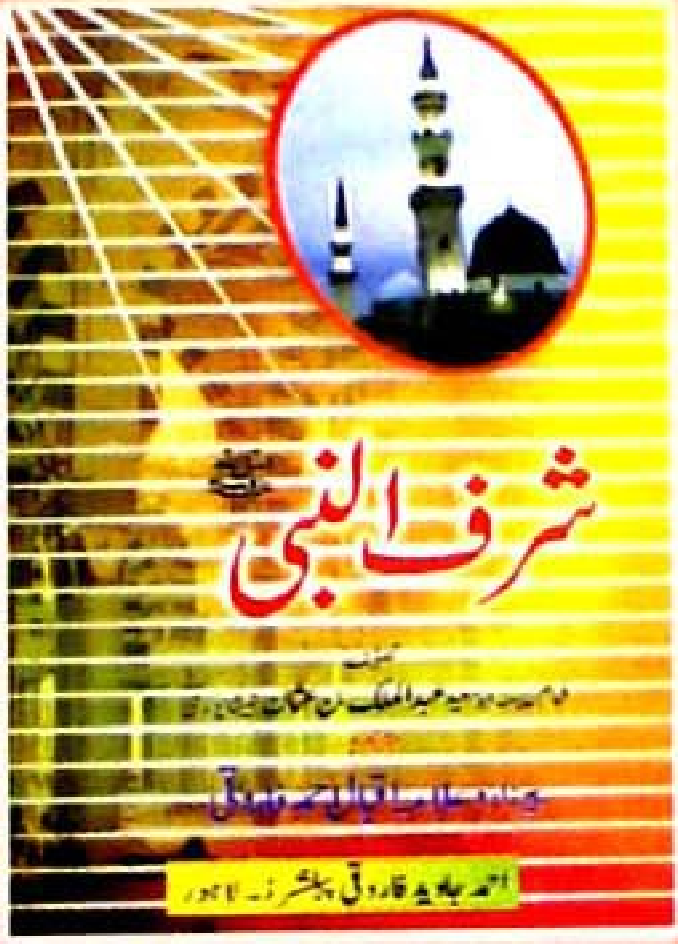
شرف النبی
احمد جاوید فاروقی پبلشرز، لاہور

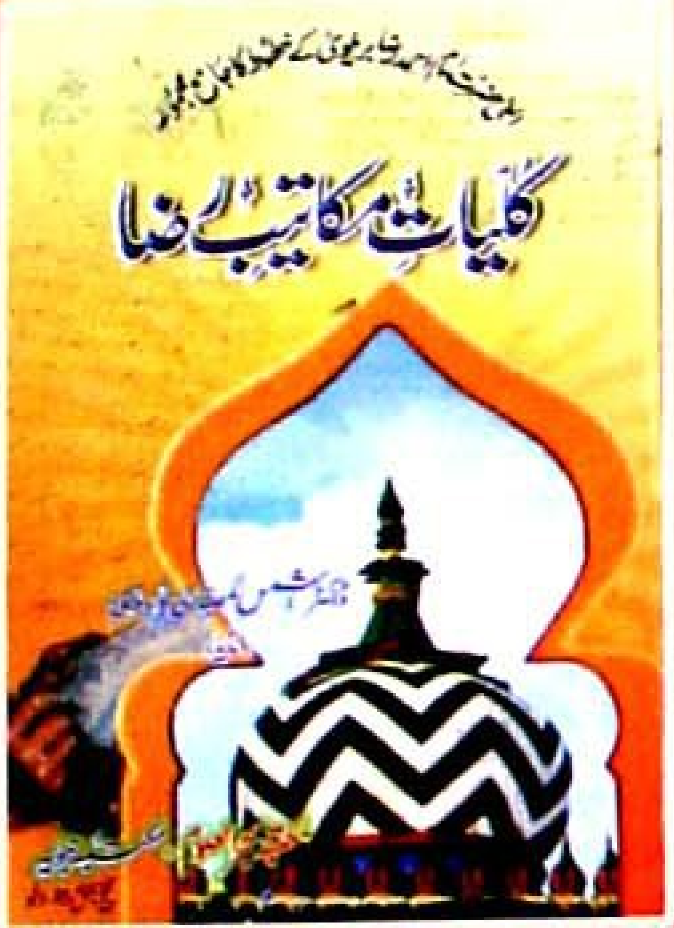
کلیات مکاتیب رضا

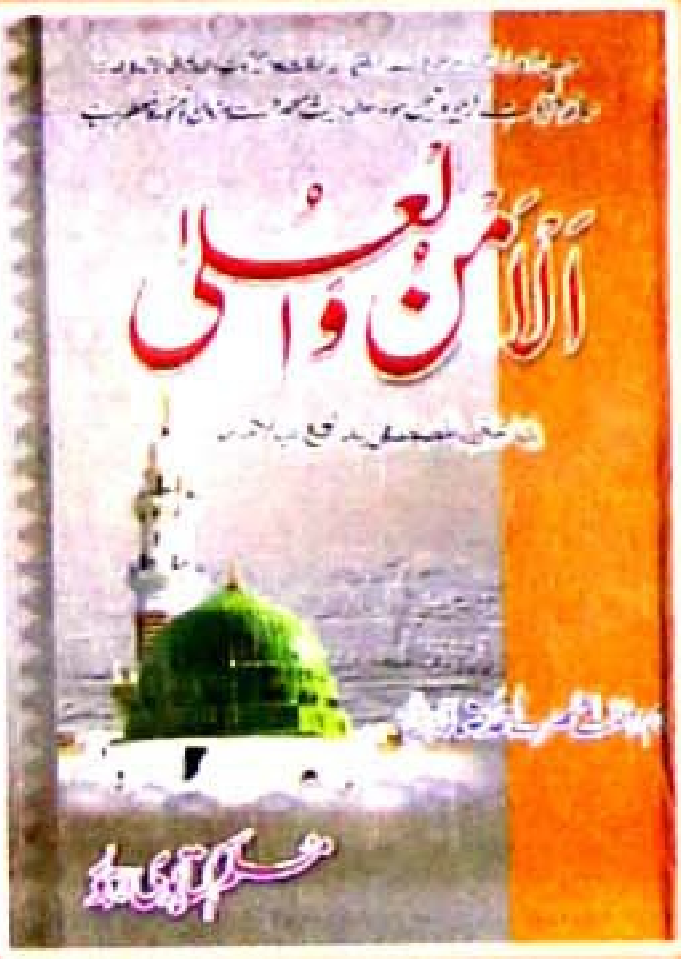
الامن والعلی

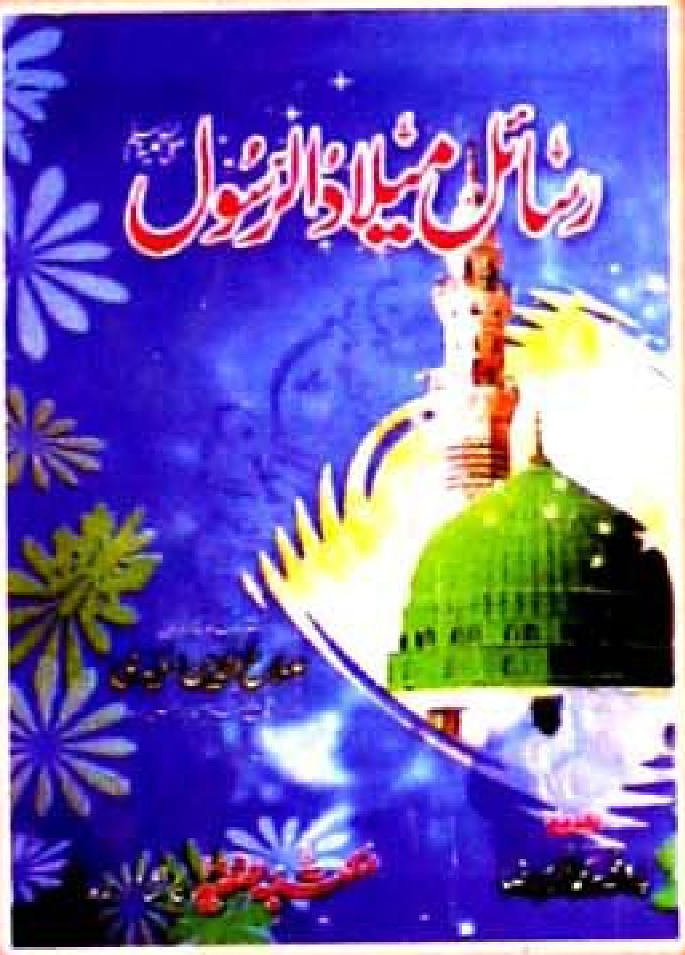
رسائل میلاد الرسول

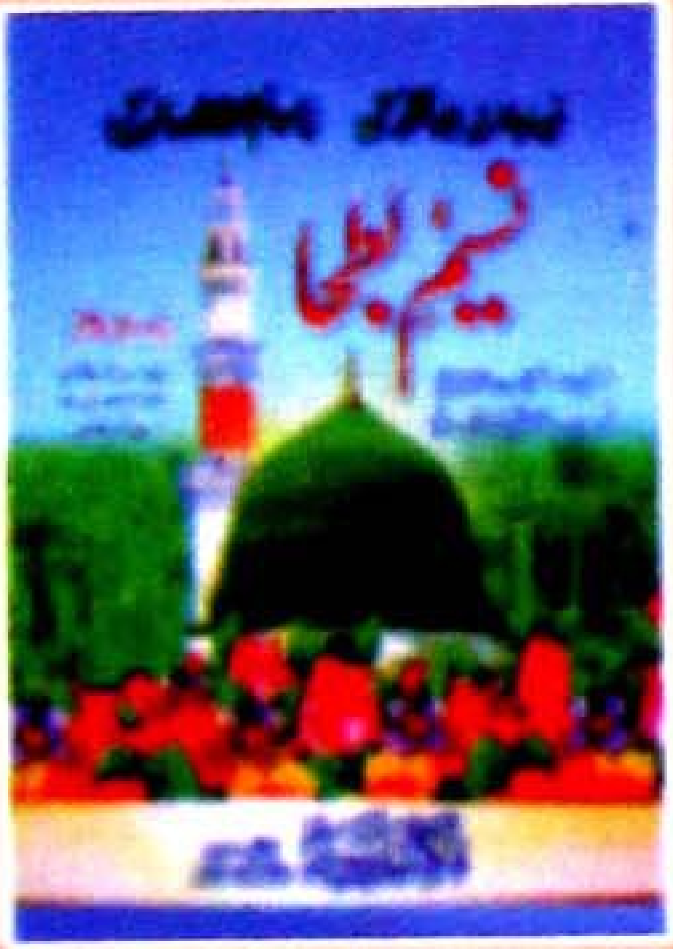

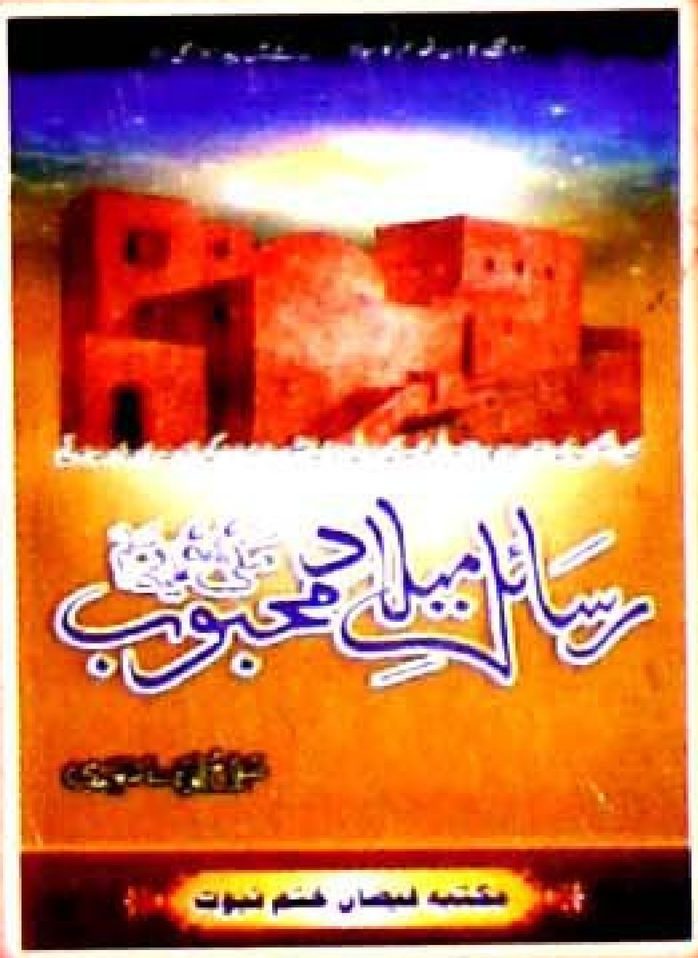
رسائل میلاد محبوب
مکتبہ فیضان ختم نبوت

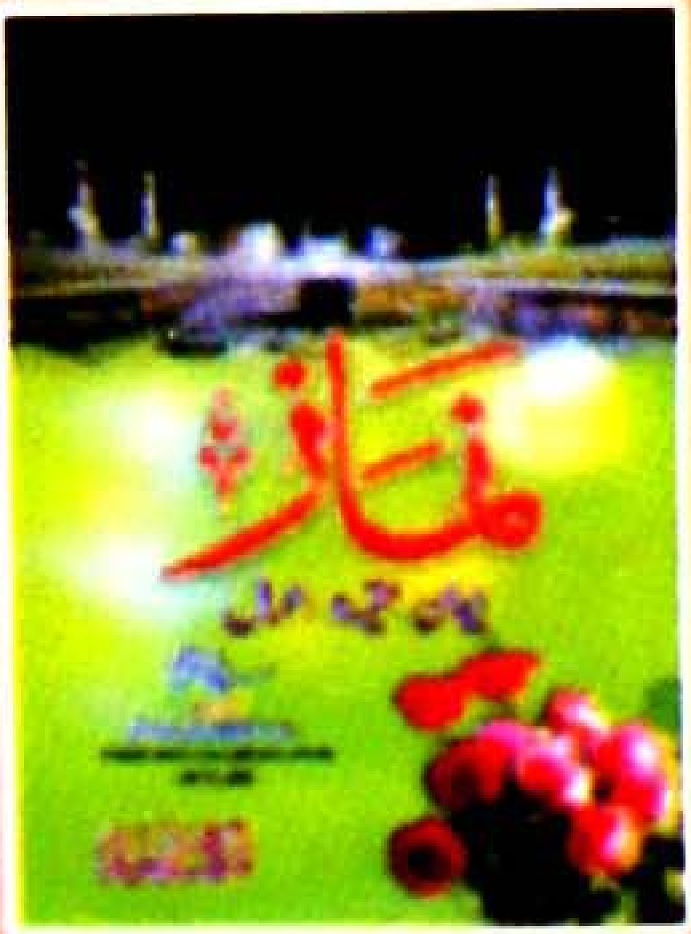

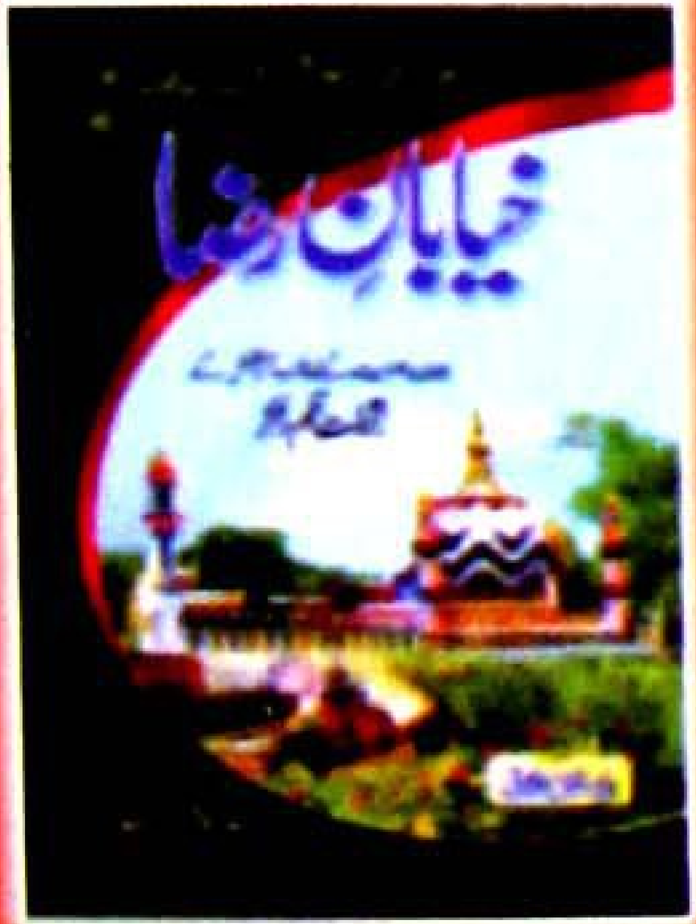

ذکر اللہ
رجال الغیب

احمد جاوید فاروقی پبلشرز
0300-4157405

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ، لاہور 042-37213575